



نیشنل  
بوک ٹرسٹ



# لوک پنجاب



لوک ورثے کا قومی ادارہ اسلام آباد، پاکستان

# لوک پنجاب

منظہ الاسلام



لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد



OT. 65-788-81

مسئلہ ثقافتی جائزے

بہار حقوق محفوظہ

اگست ۱۹۷۸ء

چیف ایڈیٹر: عکسی مفتی مصطفیٰ مظہر الاسلام  
مکتا بت - محلہ اسلام پور سرورق - فاروق قیمر

قصویریں :- عکسی مفتی - مظہر الاسلام  
لوک ورثے کا قومی ادارہ - پوسٹ بکس نمبر ۱۱۸۱ - اسلام آباد  
یہ کتاب یا اس کا کوئی حصہ بغیر اجازت طبع نہیں کیا جاسکتا۔  
شعبہ مطبوعات : قیمت - ● روپے۔

## ترتیب

۱۵	پہلی بات
۱۹	۷۸۶
۲۱	آمنہ فیروزہ
۲۳	پیر سیدنا کی عمارت
۲۵	گجرات حضرت شاہ دولہ دریائی
۲۹	رحمہ کی قبر
۳۰	دریائے چناب کی پیر کی پستی
۳۲	کائنات کی مادی سکھار
۳۹	گجراتی ماہی
۴۵	چکرا اور چکری
۴۷	دیر آباد
۵۴	بھارت میں
۵۶	گوجرانو
۶۶	روضہ بیڑی / نوشہہ رحمنی
۶۸	حافظ آباد
۶۹	بھارتی بادشاہ سر پالاکے شاہ
۷۰	کڑیالی کلاں
۷۵	بھگت
۷۹	میدکانی بھادری / میدکانی مولاشاہ / میدکانی علی اللہ شاہ / میدکانی کوشے شاہ

۸۰	ہولیاں
۸۳	پھٹ
۸۸	الکھن
۹۳	جمنڈیا اور شیر خان
۹۴	پیر حیات شاہ
۹۵	پشیاں قبیلہ / شکی شاہ / حافظہ برخوردار
۹۶	دارت شاہ
۹۸	شینو پورہ
۹۹	شاہ جہاں / پیر بہادر شاہ / ہولیاں
۱۰۲	سکرائ
۱۰۴	سائیں مشتاق
۱۰۸	نجلن
۱۱۱	گھڑے رنگ اور چٹے کا گیت
۱۱۴	راوی
۱۱۵	چٹوکی
۱۱۸	پاک تہا میں
۱۲۰	بابا فرید گچہ مشکو
۱۲۲	بہشتی دروازہ
۱۲۶	ہودے
۱۲۸	سختی غلام قادر
۱۳۲	چکن بیکر
۱۳۴	صوفیہ مذہب کی تعجید

۱۳۶	لکھنؤ
۱۳۷	قبولِ بابا بھٹی شاہ
۱۴۰	پیر پٹھن کے لکھنؤ ایسٹ منڈی چشتیان
۱۴۲	دریاؤں کے خشک پاٹ
۱۴۵	پہستان
۱۴۶	پہستان میں آباد قومیں
۱۵۰	پہستان کے بیشتر قوموں کے رسم و رواج
۱۵۲	دین گڑھ میں ایک سٹادی
۱۵۷	پہستان کے موسم اور ٹوپے
۱۵۸	زراعت کے معمولات
۱۶۲	تاریخی مقامات
۱۶۷	قلعہ چھوڑا
۱۷۰	حاجی شیر شاہ بھٹی / قلعہ ونگو / سید کرم علی شاہ
۱۷۳	قلعہ موج گڑھ
۱۷۶	سلطان شاہ بھٹی
۱۷۷	دین گڑھ
۱۷۹	قلعہ موٹ
۱۸۳	قلعہ ڈنڈا
۱۸۹	پینگھ والی
۱۹۱	قلعہ سہم گڑھ / قلعہ ڈنڈا کا اشد
۱۹۳	ڈاہریں / بستی جانوالی
۱۹۴	وگ گیت

۱۹۷	ٹھٹھری لکھوی
۲۰۰	کاسے پاڑ
۲۰۱	چوستان کے خانہ بدوش
۲۰۲	لوگ گیت درمیے روک ناچ
۲۰۳	پنہ پیر
۲۰۷	خواجہ فرید کی روای
۲۱۰	خواجہ نسوید
۲۱۳	کاش مٹھن
۲۱۷	چولستان کے کناسے آباد اہم علاقے رمنڈی بزمان
۲۲۰	بادریئے
۲۲۵	سیکھ سوال
۲۲۹	میر عالم
۲۳۰	احمد علی شرفیہ
۲۳۸	ادبی شریعت
۲۳۸	سہروردیہ بخاریہ سلسلہ کے بزرگ
۲۳۹	سلسلہ قادریہ گیلانیہ کے بزرگ
۲۴۰	ادبی شریعتیں کو سیتی کی روایت حسین ڈساوی
۲۴۲	ضلع بہاولپور کا مقبول محاورہ
۲۴۴	جلاپور پیر والا
۲۴۶	حضرت سلطان احمد قادی
۲۵۱	شہان

۲۵۲	پنڈ فیض پور
۲۵۳	کہانیوں کے منڈھ
۲۵۷	مابیا
۲۵۹	حقہ
۲۶۲	ڈو ہڑے
۲۶۳	عبداللہ بلوچ / جھٹے
۲۶۶	مابیا
۲۶۸	تورا
۲۶۹	ڈاحوں مسافرت دا / بھٹکے بھٹکے
۲۷۰	چنگڑ اور مصلیٰ
۲۷۴	سہرا
۲۷۹	گیت
۲۷۸	ڈو ہڑا
۲۷۹	لاکپور
۲۸۱	بابا توڈی شاہ
۲۸۲	برس شیخ
۲۸۳	بھانڈو مراٹی
۲۸۵	پنڈی بھٹیاں / قسے کی
۲۸۷	قسے کی کہانی
۲۸۸	پنڈی بھٹیاں کی کاٹھیاں / موسیقی کی روایت
۲۸۹	میاں خیر محمد فوں
۲۹۰	میاں مردان



۲۹۱	جیشوں کی رسمیں / حضرت سخی سرور کا سنگ
۲۹۳	ہز کے کنارے کنارے
۲۹۴	گرنے پٹا ز
۲۹۸	مڈ دا بھجا
۲۹۹	پیر جگ شاہ
۳۰۰	بویاں
۳۰۱	مابیا
۳۰۵	لوگ گیت
۳۱۰	سہرے
۳۱۴	اکھاں
۳۱۲	نخ جنگ
۳۲۶	بابا دلی احمد پیر احمد شاہ و مرہا میں نور خان و مرہا کی مقامات
۳۲۸	کھر کھار
۳۲۹	دو جانی بزرگ سرور
۳۳۰	کھر کھار کی عام روایات / پہنچے
۳۳۱	چیت آت بھاٹ
۳۳۲	بھادہ شریٹ
۳۳۸	منارہ
۳۴۰	خوشاب
۳۴۲	سخی سید سرور شاہ مر شاہ شمس شیرازی
۳۴۶	مافوق سلطان / میان سلطان علی نقیہ / در میں بخش جہاں سلطان
۳۴۷	گیت ڈھوے

۳۵۸	پہنہ ٹ / لوک فنون
۳۶۳	شیخ عمریات
۳۶۶	حضرت شاہ برہان
۳۶۸	موضع ماتے سر پیر نیاں
۳۷۱	جھنگ
۳۷۲	پیر باغیوالی سلطان سردار نور شاہ
۳۷۴	اٹھارہ ہزاری
۳۷۸	لوک فنکار، پٹھانا خان
۳۸۲	ڈیرہ قاری خان
۳۸۴	خواجہ غلام فرید / سخی سردار شاہ سیلماں اور دوسرے موقوفی بزرگ
۳۸۵	بلوچ قبائلی
۳۸۶	روت کوئیاں
۳۸۹	لوک گیتوں کی اقسام / ماہیا
۳۹۴	نجکن
۴۰۴	چھٹا
۴۰۵	ڈھولا
۴۰۶	جوبیاں
۴۰۷	جموک
۴۱۰	ہامان ماہ
۴۱۱	ستوار
۴۱۲	دو ہرے

۴۱۳

شراں

۴۱۶

سی حرفی / جنیت

۴۱۷

کافی

۴۱۸

دار

۴۱۹

لہریاں

۴۲۰

شادی بیاہ کے گیت

۴۲۲

لوک ناچ

۴۲۳

گوجا

۴۲۶

بھنگشا

۴۲۷

لڑائی / کھل / رختی

۴۲۹

پتھان گھر میں دو دمرہ استعمال کی چیزیں

۴۵۰

کچھ کھانے پینے کی چیزیں

۴۵۲

ایک طویل لوک گیت

## تصویریں

- ۳۶ مزار حضرت شاہ دولہ دریائی۔
- ۱۰۵ سابق مشتاق امریکہ میں۔
- ۱۱۷ پتھر کا رماشکل۔
- ۱۲۱ بابائے سرگودھا کے مزار پر سنگ / قوال۔
- ۱۲۳ درگاہ بازار کے سامنے عورتوں کا بچہ / مزار کے باہر سنگ۔
- ۱۲۹ مزار چند پیر / سنی ختام نما در کے مزار پر ایک سنگ۔
- ۱۳۵ پاک تہن میں سنگ۔
- ۱۳۹ قبر کے کا بازار۔
- ۱۴۱ مزار خواجہ نور محمد ہاروی۔
- ۱۴۳ سنگ کے پاٹ میں ایک جھونپڑی / بچوں داسوں کی جھونپڑیاں
- ۱۴۷ دریائے گھاگرا کا خشک پاٹ۔
- ۱۴۸ ایک مہر
- ۱۵۱ ایک بھٹی / ایک چولستان چہرہ
- ۱۵۳ عورتیں پانی بھر کرے جا رہی ہیں
- ۱۵۵ ایک ٹوبہ / عورتیں ٹوبے سے پانی بھر کرے جا رہی ہیں۔
- ۱۵۶ چولستان کے کچھ روڈ
- ۱۵۹ چولستان جھونپڑیاں
- ۱۶۰ خانہ بدوش ماہیت حقانی رہے ہیں / بلوچ خانہ بدوشوں کی جھونپڑی

- ۱۶۲ کھار آٹھی کر کے لے جائی جا رہی ہے۔
- ۱۶۳ جانور دن بھر آبادی سے دور ستار ہے ہیں / بھیڑیں۔
- ۱۶۵ عورتیں پانی بھر کر لے جا رہی ہیں۔
- ۱۶۶ ایک چوستانی عورت بکریوں کو ٹانگہ لے جا رہی ہے / لائیوں کے گھگھے میں ملی۔
- ۱۶۸ قلعہ چھوڑا۔
- ۱۶۹ مسجد۔
- ۱۷۱ مزار حاجی شہر شاہ بنجاری۔
- ۱۷۲ عورتیں پانی بھر کر لے جا رہی ہیں۔
- ۱۷۳ قلعہ مون گڑھ۔
- ۱۷۸ قلعہ دین گڑھ۔
- ۱۸۱ قلعہ مروت / مسجد جس میں حضرت علیؑ کے پائے مبارک کا نشان موجود ہے۔
- ۱۸۲ قلعہ مروت کے نزدیک چوستان کے موڑ / قلعہ مروت میں ہمارے میزبان۔
- ۱۸۵ حکم کی منتہی ٹینٹ سے باہر نکل رہے ہیں۔
- ۱۸۷ مینگھوال گولانہ / ایک مینگھوال عورت پکڑے دھو رہی ہے۔
- ۱۸۸ مینگھوال بچے۔
- ۱۹۰ ایک مینگھوال کھڑی پر لوکاو بن رہا ہے / بستی قلعہ ڈراور کا مینگھوال۔
- ۱۹۵ ڈاہریا / عبدالعزیز لوگ گیت دیکھا دکھاتے ہوئے۔
- ۱۹۸ ایک عورت کو حافی میں مضرب ہے۔
- ۱۹۹ ٹھنڈی کھجور کا سکول۔
- ۲۰۲ سلاخوں کے چوستانی غلام بدوش / رڈھیروں کی ایک بستی۔
- ۲۰۵ مزار چٹن پیر۔
- ۲۱۵ خواجہ مسدیک کے مزار کا اندرونی دروازہ۔

- ۲۱۶ خواجہ شمسید کے مزار کی ایک دیوار / دربار کے حصن میں
- ۲۱۷ جیپ دلدل میں پھنسی ہوئی ہے / منظمہ اسلام
- ۲۱۸ عکس مفتی باوری عورتوں سے معلومات اکٹھی کرتے ہوئے / باوری عورتوں کا لباس ۲۲۱
- ۲۲۳ ایک باوری خاتون دوپالی / باوری عورتیں۔
- ۲۲۴ حکمدار ام اور اس کی بیوی / ایک باوریا۔
- ۲۲۵ خنڈی یزمان کے میر عالوں کی ریکارڈنگ۔
- ۲۲۶ آپ شریف میں بی بی جیوندی کا مزار۔
- ۲۲۷ عکس مفتی / لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر دائری میں سے گزر رہے ہیں۔
- ۲۲۸ سلطان احمد قلعہ
- ۲۲۹ کانڈ کے گھولنے بنانے والے
- ۲۳۰ عکس مفتی ان کے ساتھی اور چیف آف جہاز۔
- ۲۳۱ مزار دیدی سسکار
- ۲۳۲ خوشاب کے لوگ پیمبریاں گاتے ہوئے / ایک عورت اپنے جاتے ہوئے۔
- ۲۳۳ مزار سخی سید معروف شاہ۔
- ۲۳۴ قسریہ۔
- ۲۳۵ نوجوان کاریگر
- ۲۳۶ ماڈری شیخ عمر۔
- ۲۳۷ چینوٹ میں ایک مزار
- ۲۳۸ موضع ساتے ، پیرنیر کی بستی۔
- ۲۳۹ ایک پیرنی گیت گاتے ہوئے / ایکے جو اس کی بھابی اور بچے۔
- ۲۴۰ مزار اشادہ ہزاروی۔

۳۷۶	حضرت سلطان باہر کا مزار
۳۸۱	پٹھانا خان۔
۳۸۳	ڈیرہ غازی خان کا ایک بلوچ ( بلوچ قبیلے کے لوگ۔
۳۸۸	ایک بزرگ۔
۳۹۰	ایک کتبہ۔
۴۳۱	چنگیوں، چھاپیوں، پٹریوں اور پنکھیوں کی دکان۔
۴۳۲	بجج / پنکھی۔
۴۳۳	چرخہ۔
۴۳۶	حقہ۔
۴۳۹	بھین گھسور گھوڑے، بچہ، ہی ہے۔
۴۵۱	سبزی کی دکان۔

## پہلی بات

”لوگ پنجاب فیڈریشن کا کتاب ہے جس کا سارا کاؤں گاؤں اور جگہ جگہ گھوم کر اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس میں پنجاب کے لوگوں کا رہن سہن، لوگ گیت، اکھان، بولیاں، کہیاوتیں، بھارتیں اور لوگ کہانیوں کے علاوہ صوفی بزرگوں کے واقعات، وسیلوں کے بارے میں معلومات جمع کی گئی ہیں جو کہ ہماری لوگ ریت ہے۔

میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رانجھے کے راستوں پر ان کے قدیموں کے نشانوں کو پھینکا کیا ہے۔ وہ بھی کی ریت چھانی ہے۔،، روحانی بزرگوں کے مزاروں پر ماضی دی ہے اور سوچنے کے پنجاب کے کسانوں پر غور کر کے لوگ ریت کو چھین کر کے اس کا تجزیہ کیا ہے۔

ویسے تو بہت سی کتابوں کے حوالہ دیتے کر کے کسی وقت بھی ایک نئی کتاب لکھی جاسکتی ہے لیکن ہمارا مقصد نہیں، ہمارے نزدیک حرام ایک ان سکھ کتاب ہیں اور ہر آدمی اس کتاب کا ایک مدق ہے۔ اسی لئے ہم گاؤں گاؤں گھوم کر لوگوں کی باتیں، اعتقاد اور روایات جمع کرتے ہیں کہیں ہمارا قریبی سہیلہ اور پہچان ہے جس میں ہماری عظمت اور کردار سائنسیت ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اور جس بات پر یقین رکھتے ہیں، چھ ہے ان باتوں میں سائنٹیفک چھائی تلاش کرنا ہیستہ جاگتی زندگی کا ذائقہ لمس لمس دھکنے کے مترادف ہے جس میں روحانی تعلق جلی ڈالتا ہے اور صوفی کی زندگی اور معنی کے سارے گہرے اور دور



کتاب پچھلے ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں جمع کی گئی ہیں جو زبانی روایات کا درجہ رکھتی ہیں اور ایک نسل سے دوسری نسل تک سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ یہ روایات زندگی کا انداز مرتب کرتی ہیں اور لوگوں کے ایمان کا حصہ ہیں۔ اس کتاب میں ایسی ہی زبانی روایات کو اکٹھا کر جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ سب باتیں بھریٹ نہیں۔ وہ باتیں جن کے سہارے لوگوں نے اتنی صدیاں زندگی بسر کی، ہو وہ جھوٹ کیسے ہو سکتی ہیں یا اگرچہ ان کا رخ درست ہو کوئی دیہاتی بزرگ بارش کے بارے میں پیش گوئی کرے تو یہ بھی ایک سائنس ہے جو کبھی ہوئی نہیں بلکہ یہ سائنس اور حکمت کئی فلسفوں کے تجربات کے بعد آسانی تک پہنچی ہے! البتہ یہ وہ فیروں فیروں سے منسوب روایات صرف ایمان کی پختگی کا نتیجہ ہیں جن میں سے بعض سچے ہیں اور ان کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے سائنسی بنیادوں پر توجیح بھی پیش کی جا سکتی ہے اور دلیل بھی دی جاسکتی ہے۔ اور میں نے ایسا کیا ہے۔ باقی کچھ اس میں تو بہت بات بھی شامل ہیں جو قوموں کے لوگ اور میں اصل اور نقل کی پہچان کرانے کے لئے مشہور اور رائج رہی ہیں۔ میں نے ایسی توہمات کا بھی تجزیہ کرانے کی کوشش کی ہے تاکہ ان کے فریب سے بھی بچنا پ کے لوگوں کی نفسیات کے بعض گوشے سامنے آ سکیں۔

اس کتاب میں محض در بدر کی غمو کریں کھانے کے بعد معلومات ہیں اکٹھی نہیں کی گئیں بلکہ اُن کا تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے تاکہ موجودہ نئی زندگی میں فوک لوک کی ان روایات کو چھانٹ کر الگ کر لیا جائے جن کی بنیاد حکمت اور فوک ذہانت پر ہے اور وہ آئے والی زندگی کے لئے ہمیں ہماری معاون ہو سکتی ہیں۔

میرے خیال میں یہ کتاب عام لوگوں کے علاوہ طالب علموں، مسلمانوں اور ادیبوں کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی۔ ————— خاص طور پر اس ملک کے ادیبوں کو یہ کتاب نئے موضوعات سہمائے گی، ان کی بڑی مضمود کرے گی اور ان کے وطن کو تیز کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ انہیں اپنے لوگ گیتوں کی علامتوں سے اعزاز ہو جائے گا کہ

علامت اُن کی روایت میں موجود ہے اور اسے WEST سے ادھار لئے انجیر  
کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سکالروں اور ثقافت پر کام کرنے والوں کے لئے میں نے اس کتاب میں جگہ جگہ  
اُن موضوعات کا ذکر کیا ہے جن پر تحقیق کی جاسکتی ہے اس لئے یہ تھے RESEARCH  
PROJECTS بھی نئی تحقیق کے رواترے کھولیں گے۔

منظر اسلام



مظہر الاسلام ایک صدارت کی تقریب پر

دسمبر ۱۹۷۱ء کے آخری دنوں کی ایک سرو صبح ہم پانچ ساتھی پنجاب کا لوک ورثہ جمع کرنے نکلے۔ ہمارے پاس ایک ناگرا ٹیپ ریکارڈر، دو کیسٹ ٹیپ ریکارڈر، ہر قسم کی ٹیپس، ایک میٹرن اور دو یا شبیکا کیمروں کے علاوہ ایک جیب ایک ایک ٹھیل، دو سیپنگ بیگ، دو چھوٹے چھوٹے نیچے اور اپنے اپنے بیگ تھے جن میں دو دو تین تین جوڑے کپڑے اور کچھ خردی سامان تھا۔ اس سفر کے لئے ہم نے ایک ہفتہ پہلے ہی تیاریاں شروع کر دی تھیں اور نقشے پر نشان لگا کر اپنا روٹ متعین کر لیا تھا۔ میں نے اپنے بھی ذکر کیا کہ ہم پانچ ساتھی تھے۔

حکیم مفتی، خیر اللہ ملک، خالد بایوید، محمد اسلام اور میں۔

حکیم مفتی جیب چلا رہے تھے۔ خیر اللہ ملک ان کے برابر میں بیٹھے دسمبر کے مہینے کو پنجاب میں سفر اور ریسرچ کے لئے مزدوں ترین مہینہ قرار دیتے ہوئے دھکی دھکی کم عمر صبح کی تعریف کر رہے تھے جیب کے پچھلے حصے میں محمد اسلام، خالد بایوید اور میں اپنے اپنے ٹیپ ریکارڈر، کیمروں میں رکھے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ میسٹر کیمبرے کی ایک تہی کچھ گز دور تھی اس لئے میں اسے درست کرنے کی کڑکب سوجھ رہا تھا۔ محمد اسلام کے چہرے پر ہنسی ناچ رہی تھی کہ یہ اس کی شخصیت کا حصہ ہے۔ محمد اسلام ایک خوش مزاج اور مفتی آدمی ہے لیکن محنت صرف اس میدان میں کرتا ہے جس میں اس کی دلچسپی ہو۔ وہ ایک اچھا سا ڈائریکٹر اور بہت اچھا کھپا ڈاؤر ہے جس کے ہاتھ میں شفا

ہے اس نے سفر میں وہ ہمارا ڈاکٹر بھی ہوتا ہے۔ خالد جاوید لوگ فنون کے بارے میں معلومات  
 میں سرتاپا ہے اور لوگ ورٹے کے قریبی ادارے کے میوزیم سے وابستہ ہے۔ اب کہ بارہوی اسے لوگ  
 فنون کے بارے میں ہی معلومات اکٹھی کرنا تھیں۔ خالد جاوید ساتھی کم اور سفر زیادہ ہے۔ اس  
 کی محنت کچھ کسی زوردار پہلوان کی کشتی لگتی ہے جس کا مقابلہ کم صحت مند معرواؤں جانتے والے  
 پہلوان سے ہو۔ نعر اللہ ملک تاریخ دان ہیں اور ان پر تاریخی جنگجو کڑا روں کا بیت گہرا اثر ہے۔  
 ان کا کام ہمیں تاریخی حقائق سے آگاہ کرنا تھا۔ عکس عکسی ایک فوک لورسٹ ہے اور اس  
 کی ساری باتیں ایک مکمل فوک لورسٹ جیسی ہیں۔ وہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے فوک لور  
 میں کھویا رہتا ہے۔ مزاحیہ میڈر ہے اور کام کرنے کے نشے میں مدہوش رہتا ہے۔ جذباتی کم  
 اور عقلی زیادہ ہے۔ اگر ہم سب ایک گاڑی کے حصے تھے تو عکسی عکسی اس کا انجن تھا۔ میں  
 اینڈ شعارف کیا کرواؤں یہ کتاب میرا شعارف ہے۔

جیپ تیزی سے سڑک پر بھاگ رہی تھی اور دھوپ کی چڑیا چپ کی سکرین پر ہولے  
 ہولے پر چڑھ رہی تھی۔ ہم چمک لالہ، سہالہ اور مالکیا کے ناموں کی مناسبت کی وجہ کو جانے  
 میں مصروف تھے لیکن جلد از جلد پاک تین پہنچنے کا ارادہ ہمیں تیز تر چلنے پر مجبور کر رہا تھا کیونکہ  
 پاک تین میں بابا سند یہ شکر گینچ کا عرس مشروط ہو چکا تھا اور ہم اس میں شرکت کر کے  
 اپنے لوگوں کو ابتکار ناپا جتے تھے۔ ہم نے تہیہ کر رکھا تھا کہ جہلم سے پہلے کہیں نہیں رکیں گے۔  
 لہذا ہم چاتے چنے کے لئے جہلم کے ایک ٹرول میں گھنٹہ بھر رکے۔ ٹرول کے مالک سے جہلم کے  
 بارے میں کچھ باتیں بھی ہوئیں۔

جہلم دیکھ کے کراہے پر اب میں ملاحوں کے طائفان آباد ہیں جو کس زمانے میں دریا میں  
 بہہ کر آنے والی ٹکڑی چکر کر رہے پر لاتے کا کام کرتے تھے لیکن آج کل یہ کام نہ ہونے کے  
 برابر ہے اور ملاحوں نے آبائی پیشہ چھوڑ کر ریشیاں وغیرہ لگالی ہیں۔ اب سبھی کچھ ملاحوں  
 کے پاس کچھ کشتیاں موجود ہیں جن پر وہ لوگوں کو دریا پار کراتے ہیں۔

جہلم دریا کے بارے میں میری رائے اچھی نہیں۔ ویسے تو اس کا سینہ بھی ہمارے دوسرے دریاؤں کی طرح چوڑا چکلا اور فراخ ہے لیکن نہ جانے کیوں دریاؤں کی خصالت کے برعکس لوگ دریا کے شہر سے جہلم دریا کا نام تو بہت تنگ ہے چہ اپنے کنارے آباد علاقوں کا بازو نہیں پکڑ سکا وہ محبت کرنے والوں کا دوست کیسے بن سکتا ہے جبکہ چناب کے چہرے پر مردانگی کا جلال اور ہلاک شلفت اور محبت مٹا نہیں مارتی ہے اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں لوگ کباہیوں اور لوگ گیتوں کے خوانے بکھرے پڑے ہیں۔ بیشتر صوفیا اور روحانی بزرگوں نے چناب میں گھڑے ہو کر چل گئی کہ ہے لیکن دریائے جہلم کے کنارے بہت کم کباہیوں اور گیتوں نے جنم لیا ہے۔ میں نے جب بھی جہلم دریا کے کنارے پر سفر کیا ہے مجھے یہ دریا انتہائی غور و خوض لگا ہے جن میں محبت کرنے یا محبت بھرے دلوں کو پناہ دینے کی قطعاً صلاحیت نہیں۔ جتنی کویہاں کی ایک روحانی کہانی میں بھی جہلم کا گوارہ نہ ہونے کے برابر ہے جہلم کے بارے میں یہ میسٹر ذاتی تاثرات میں جنہیں آخری رائے نہیں کہا جاسکتا۔ آئیے میں آپ کو وہ کہانی سناتا ہوں جو جہلم کے ایک علاقہ شہرے بڑے تعلق رکھتی ہے۔

## آمنہ فیروزہ کی کہانی

مجھے ہیں جہلم کے علاقے شہرے بڑے میں ایک گھبار سراج کے لٹاں ساتریں بیٹی پیدا ہوئی تو اس نے اس کا نام آمنہ رکھا۔ آمنہ کو کئی بیڑھیاں چڑھتے چڑھتے گاؤں کے ایک نوجوان شیر علی کے دل میں اتر گئی۔ آمنہ کو بھی شیر علی بہت پسند تھا۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر گھر سے نکلتا تو دریائے جہلم کے کنارے پانی سے کھینچتے ہوئی آمنہ کو گھوڑے کی ٹاپوں سے پانی قطر قطر کا پتے ہرے صوس ہوتا۔ شیر علی کے حسن اور مردانہ دھماہت کے چرچے دور دور تک تھے۔

خانا بہ اپنی نوعیت کی پہلی کہانی ہے جس میں مرد کے حسن کو عورت کی طرف سے اعلیٰ پایا گیا ہے۔

اور جو روایت بیان کی جاتی ہے اس میں لڑکی بھی لڑکے کے حسن اور جبر پر مردانگی کی تعریف کرتی ہے۔ کچھتے ہیں شیر علی بہت بہادر بھی تھا اور بڑے بڑے خطرات کا مقابلہ کرنا جانتا تھا۔ دوسری کہانیوں کی طرح اس کہانی کا ہیرو یعنی اتنی مقبول نہیں حالانکہ وہ خود شہر بھی کہتے تھے اور تاریخ کی کتابوں میں بھی اس کا ذکر فیروزہ کے نام سے موجود ہے جو کہ اس کا حقیقی تھا۔ بہت زیادہ کمزور کے بعد بھی بچے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ شہر کی روایت کیا اسے اپنے خاندان سے ملی تھی یا محبت کے جذبے کے ظہار اور خاندانی مشکلات کی چٹکی میں پھنسے کے بعد اس کے اندر سے شاعری کا پیشہ چھوٹا تھا۔ کہتے ہیں آمنہ نے اپنے کاؤں کے ایک مولوی صاحب سے عروسی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

آمنہ خود بھی بہت خوبصورت تھی بعض ناقص روایات کے تحت اس کا تعلق حجرات کی سونہی سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔

ہر کہانی کی طرح آمنہ اور شیر علی کی کہانی میں بھی اصل موڑ اس وقت آیا جب ان کے عشق کے چرچے عام ہونے لگے۔ کچھ لوگوں کے خیال میں شیر علی ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے والدین کباروں کے گھر مشاوری کرنے کو بے عزتی تصور کرتے تھے لیکن زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ شیر علی ایک عام سے غریب خاندان کا لڑکا تھا لیکن اس وقت لڑکے اور لڑکی کے ملنے کو صرف گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ نوبت تہنیک جاپا چھٹی تھی یہاں پہنچ کر کہانی کے کئی رخ مشروٹ ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں شیر علی آمنہ کا شادی ہو گئی لیکن مین سہاگ راست شیر و طبعی موت مر گیا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ شیر علی کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔

ایک خیال یہ بھی ہے کہ شیر علی کے بعد آمنہ نے بھی کچھ عرصہ بعد خود کشی کر لی تھی۔ اس وقت اس کی عمر ۳۳ سال تھی اور وہ تیرہ کن ہیں لکھ چکی تھی۔

## پیر سلیمان فارس

آپ کا مزار جہلم ہی میں ہے۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ ۶۵۰ کی جنگ میں جہلم پر مروت  
آپ ہی کی وجہ سے دشمن کو قیام نہ گرا سکا۔

سال کے سال آپ کے مزار پر امید لگتا ہے۔ تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

جہلم کے قریب ہی سفید شاہ اور پیر شاہ عثمان غازی کے مزار بھی ہیں یہاں کے ایک  
تالاب کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کا پانی پینے سے پیٹ کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور  
اس تالاب کے پانی میں اثر پیر شاہ عثمان غازی کی برکت سے ہے۔

جہلم سے چلے تو ہم کہیں رُکے بغیر گزرتے ہیں۔





ہے لیکن پہلا بچہ مخصوص شکل کا ہوتا ہے جس کے لئے شاہ دوے شاہ کا چوٹا کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس بچے کا سر چھوٹا اور چہرے کے نقوش بھی عام لوگوں سے چھوٹے ہوتے ہیں اور وہ زندگی کے عام معمولات میں حصہ نہیں لے سکتا۔

## منت

جو کوئی عورت اولاد کے لئے دعا کرتی ہے تو وہ یہ منت مانتی ہے کہ جو بچہ پیدا ہوگا میں اُسے شاہ دولہ کے دربار پر چڑھاؤں گی۔ اور پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ کچھ وقت کے بعد اُسے مزار پر چھوڑ جاتی ہے جہاں کچھ درویش اور فقیر قسم کے لوگ انہیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، ان کی پرورش کرتے ہیں اور جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو انہیں ساتھ لے کر لگی اور محمد محمد محمود مجسود کہ ان کے نام سے بھیکٹا جاتے ہیں۔ لیکن اب یہ روایت آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے اور عام طور پر لوگ بچے کو مزار پر لانے کے بعد وہاں کسی دکان سے چاندی کی مخصوص شکل کی خنجر خرید کر مزار پر چڑھا دیتے ہیں جو شاہ ذوال کے چہرے جیسے ہوتی ہے اور بچے کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

کچھ جگہوں پر عورت شاہ دولہ کے مزار پر اولاد کے لئے منت مانتی ہے اس کا پہلا بچہ "چوٹا" ہوتا ہے۔ اگر طور کیا جائے تو اس بات میں روحانی عمل کے علاوہ عقلی سطح پر بھی دلیل اور استدلال موجود ہے۔ آپ ویسے بھی کسی حاملہ عورت کے گھر سے میں خوبصورت بچے یا کسی عورت کی تصویر لگا دیں تو اس عورت کے ان پیدا ہونے والے بچے پر ان تصاویر کا شائبہ ضرور پڑے گا لہذا جب عورتیں شاہ دولہ کے مزار پر منت مانتی ہیں تو ذہنی طور پر اس بات کو تسلیم کر لیتی ہیں کہ ان کا پہلا بچہ "چوٹا" ہوگا۔ لہذا اس نفسیاتی عمل کے تحت عورتوں کے ان بچے بچے جو بچے کی شکل کا ہوتا ہے۔

## روایت

مزار کے سامنے ایک دکان کے قمرے پر بیٹھے ہوئے حمید شاہ سے جب میں نے پوچھا کہ شاہ دولہ کہاں سے تشریف لائے اور یہاں کیسے قیام فرمایا تو اس نے بتایا کہ شاہ دولہ حضرت طوٹ پاک کی لڑی میں سے ہیں۔ آپ کشمیر سے سیالکوٹ اور سیالکوٹ سے یہاں پہنچے اور اس سفر کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کرامتیں دکھائیں، آپ کے سپرد کی تھیں۔

جب آپ کشمیر میں تھے تو یہ اس وقت کی بات ہے جب لڑکیوں کو پہلا بھوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرو، یہ اچھی بات نہیں دنیاں کے لوگوں نے آپ کی باتیں سنیں تو آپ سے کہا، اگر آپ اتنی سچ بات کہتے ہیں اور آپ کا کوئی مرتبہ ہے تو ہماری ایک شرط ہے، اگر آپ نے وہ شرط پوری کر دی تو ہم لڑکیوں کو مارنا بند کر دیں گے اور شرط یہ ہے کہ آج تک جتنی بھی لڑکیوں کو مار کر دفن کیا گیا ہے ان میں سے کسی ایک لڑکی کو زندہ کر کے دکھائیں۔ دنیاں ایک ایسی لڑکی کی قبر تھی جسے تین چار ماہ پہلے دفن کیا گیا تھا، شاہ دولہ نے دعا کی تو وہ لڑکی زندہ ہو گئی۔ اس کی ماں نے دوبارہ پلانے سے انکار کیا تو آپ نے اس کی ماں سے کہا اسے نقد حیرا دیجیے جب ماں نے اسے دودھ پلایا تو آپ نے کہا یہ لڑکی شہزادی بنے گی یہ ہماری بچی ہے۔

لوگوں نے اپنے بزرگوں سے کس دن رکھا ہے کہ ایک مرتبہ اکبر بادشاہ کا ادھر سے گزرا۔ وہ لڑکی بھی اپنی پسیلیوں کے ساتھ کھین رہی تھی سب لڑکیاں بھاگ گئیں لیکن وہ وہیں کھڑی رہی پھر اس کی بادشاہ سے ٹوک بھرتک بھی ہو گئی۔ لڑکی کے گھر والوں کو پتہ چلا تو وہ ڈنکے گئے اور راتوں رات دنیاں سے بھاگ نکلتے تاکہ بادشاہ کے غصے سے بچ سکیں — — — لیکن بادشاہ اپنے وزیر کو لے کر ان کے پاس پہنچا اور جھولی پھیل کر اس لڑکی کا رشتہ طلب کیا۔ والہدین نے کہا کہ اس لڑکی کا رشتہ تو شاہ دولہ دیں گے چنانچہ بادشاہ حضرت شاہ دولہ

کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کر دی۔ انہوں نے قبول کر لی اور بادشاہ لڑکی کو بیاہ کر دی گئے۔ اور وہ بادشاہ کی صحبت میں بیوی بن گئی۔ لیکن خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ایک سال کے بعد وہ شدید بیمار پڑ گئی۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تم والدین کے پاس جاتو گی یا باپا (شاہ دولہ) کے پاس — لڑکی نے باپا کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ اسے باپا جی کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اور اب یہاں ہی اس کی قبر ہے۔

ایک اور روایت یوں ہے کہ حضرت شاہ دولہ ایک مرتبہ لاہور کے قریب دریائے ساوی کے کنارے قیام پذیر تھے جہاں گیارہ بادشاہ کے آدمیوں نے اُسے بتایا کہ ایک شخص ساوی کے کنارے بیٹھا رہتا ہے اور سب چند پرند اس کے پاس جمع رہتے ہیں یہیں یوں لگتا ہے یہ شخص تم سے بادشاہت چھین لے گا۔ بادشاہ نے شاہ دولہ کو وہاں میں بلایا تو آپ نے کہا ہم دو بولیں ہم کسی کی حکومت نہیں چھیٹے۔ بادشاہ نے کہا میں بادشاہ ہوں لیکن میرا دسترخوان اتنا بڑا نہیں جتنا تیرا — آپ نے جواب دیا خدا

.....

لوگ کہتے ہیں شاہ دولہ نے ایک ہرن پا ل رکھا تھا جس کی شکل شیر سے ملتی تھی اور وہ اکثر آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ کچھ ماچھی شکار کرنے گئے تو انہوں نے اس ہرن کو بھی شکار کر لیا اور اس کی شیر سے ملتی جلتی شکل دیکھ کر اُسے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جہاں گیارہ بادشاہ کے آدمیوں نے اُسے بتایا کہ یہ اُسی فقیر کا ہرن ہے جسے آپ نے بلایا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُس فقیر کو پھر بلایا جائے اور اپنے آدمیوں سے مشورہ کیا کہ وائس یہ فقیر میری بادشاہت کے لئے خطہ ہو سکتا ہے اس سے اسے شکم کر دیا جائے۔

روایت ہے کہ سات قسم کے دھرتوں میں ڈال دیئے گئے۔ شاہ دولہ وہاں پہنچے تو بادشاہ کے آدمیوں نے شربت کے پہلے آپ کو ساسے دھر پلا دیئے۔ اسے میں نور جہاں

بھاگتی ہوئی آئی اور بادشاہ سے کہا کہ یہ درویش یہاں آیا ہے اور تم اسے زہر دے رہے ہو۔  
بادشاہ نے کہا یہ زہر نہیں شربت ہے اور ابھی سانس دباری یہ شربت پئیں گے لیکن  
کسی دباری نے بھی وہ شربت نہ پیا اور آپ کے خدو میں گر پڑے اور کہا تم  
واقعی فقیر ہو۔

گجرات کے عام لوگوں میں حضرت مشاء دولہ کے بارے میں ایک اور  
روایت مشہور ہے گجرات سے نو میسل کے خاں صاحب پر ایک چھوٹا سا شہر وزیر آباد  
ہے جو کبھی ایک گاؤں تھا وہاں ایک بکوتوں والا دارا ہے اس کے قریب ایک حافظ قرآن  
رہا کرتے تھے۔ لوگوں کو اب حافظ صاحب کا نام تو یاد نہیں لیکن معلوم ہے کہ شاہ دولہ کو  
بھیں ان کے پاس آنا جانا تھا۔ ایک دن حافظ صاحب نے مشاء دولہ سے پوچھا تمہارا  
گھر کہاں ہے تم سب سے پہلے آتے ہو اور سب سے آخر میں جاتے ہو، کوئی فرقہ ہے  
تمہارے پاس بادشاہ دولہ نے کہا اللہ پہنچا دیتا ہے۔ حافظ صاحب نے کس دن مشاء دولہ  
کے ساتھ ان کے ڈیرے پر چلنے کی خواہش ظاہر کی جبکہ کا دن مقرر تھا۔ نفل پڑھ کر آپ نے  
مصلیٰ دریا سے چناب کے پانی پر بچھا دیا اور حافظ صاحب کو بھی اپنے ساتھ مصلیٰ پر بٹھا  
لیا اور کہا۔ کہو شہ دولہ — حافظ نے شہ دولہ، مشاء دولہ کہنا شروع کیا لیکن آپ  
یا مولا، یا مولا کہنے لگے۔ حافظ صاحب نے دل میں سوچا دیکھو مجھے کہتا ہے کہو شہ دولہ  
اور خود کہتا ہے یا مولا۔ — یہ سوچنا تھا کہ مصلیٰ پانی میں ڈوبنے لگا۔ آپ نے  
حافظ سے کہا، "تم پہلے شہ دولہ تک تو پہنچو پھر مولا تک پہنچنے کی کوشش کرنا۔"

## بحن کی قبر

گجرات کے لوگ ہزاروں کے قریب ایک چن کی قبر کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جسے دائم شاہ ولی  
کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس چن کے بارے میں جو باتیں سینہ پر سینہ منتقل ہوتی ہیں آ رہی  
ہیں ان کا اہم پہلو یہ ہے کہ چن اس کی کو بار بار مگر ادیتا تھا جو شاہ دولہ بنوا سب سے بڑے کہتے

ہیں کہ جہاں اب شاہ دولہ کا مزا ہے وہاں کبھی دریاب تھا اور اس جگہ جہاں پانی جمع ہو جاتا تھا شاہ دولہ نے پل بنوایا تھا۔ یہ پل اب دب چکا ہے لیکن اس کا نشان اب بھی موجود ہے جب پل تعمیر ہوا تھا تو ایک ہی دن کو بٹنے والے پل کو رات پڑتے ہی گر دیا کرتا تھا۔ حضرت شاہ دولہ کے حکم سے مزدوروں نے جن کو پکڑ کر مار دیا اور وطن کر دیا۔

## دریائے چناب کی پیر پرستی

جب میں نے یہ سنا کہ دریائے چناب پہلے اس جگہ تھا جہاں آج کل حضرت شاہ دولہ کا مزا ہے اور اب وہ جگہ چھوڑ کر پرے چلا گیا تو مجھے دریائے سندھ یاد آ گیا جس نے پھیل کر خواجہ نسرید اور ان کے تالمان کے مزاروں کو گھیر لیا تھا اور انہیں دوسری جگہ منتقل کرنا پڑا تھا۔ دریائے چناب میرے خیال میں بڑا مہذب نیک اور شریف دیا ہے جو پری مریدی میں یقین رکھتا ہے اور پیروں کی بے پناہ عزت کرتا ہے۔ یہی سونہی کی بات تو سونہی کے ساتھ دشمنی دریائے چناب نے نہیں، ان لوگوں نے کی تھی جنہوں نے پنگا گھڑا اٹھا کر اس کی جگہ کپا رکھ دیا تھا ورنہ اس سے پہلے تو چناب سونہی اور مہینوال کے عشق کا اکیلا مازہ بان تھا اور ان کی حفاظت کیا کرتا تھا۔



مزار حضرت شاه دوله درياف

## شاہ دولہ کے مرشد شاہ سید اسمرست

لوگ کہتے ہیں حضرت شاہ دولہ نے شاہ سید اسمرست سے روحانی فیض حاصل کیا تھا جن کا مزار سیالکوٹ کی طرف ہے اُن کی شکل بھی شاہ دولہ کے آج کل کے چوبوں جیسی تھی اور اس شکل کا مسد اس نے شروع ہوا کہ شاہ دولہ کے مرشد شاہ سید اسمرست کی شکل ایسی تھی۔

جب شاہ سید اسمرست وصال فرماتے تھے تو آپ نے حضرت شاہ دولہ کو بلایا اور کہا میرے پاس جو کچھ ہے وہ لے لو۔ لیکن ارد گرد کے لوگوں نے شاہ سید اسمرست کے وصال کے بعد شور مچا دیا کہ ہم اُن کے سامان کے وارث ہیں اور یہ سب کچھ اُن کے پوتے کو ملنا چاہیے۔ شاہ دولہ نے سارا سامان جا کر شاہ سید اسمرست کی قبر پر رکھ دیا اور کہا جاؤ جا کر اٹھالو۔ لیکن جب وہ اٹھانے کے لئے گیا تو اندھا ہو گیا۔ لوگوں نے اس واقعے سے متاثر ہو کر سب کچھ حضرت شاہ دولہ کے حوالے کر دیا۔

شاہ سید اسمرست نے شاہ دولہ سے کہا تھا کہ میں تمہارے مزار پر آتا رہوں گا اس لئے منت کا پہلا بچہ چوہے کی شکل کا ہوتا ہے جو کہ شاہ دولہ کے مرشد کی بھی تھی۔

## میلہ

آپ کے مزار پر ہر سال ہاتھوں کی دوسری حجرات کو بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔

## سائیں کرم الہی کا فواں والی سرکار

سائیں کرم الہی کا مزار حجرات شہر کے بیرونی حصے میں ہے۔ آپ حجرات شہر کے ایک محلے کا نیاں والا میں پیدا ہوئے۔ آپ سائیں کا فواں والا کے نام سے مشہور ہیں اس لئے کہ آپ کو کوئی سے بے حد محبت تھی جس جگہ آج کل آپ کا مزار ہے ٹرکے آفری



حقے میں آپ وہیں بیٹھے رہتے تھے۔ اُن کا لباس صرف ایک ٹنگوئی تھا کرتی تھی عقیدہ تہذیب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں کوتے بھی آپ کے گرد جمع ہوتے تھے۔ لوگ آپ کے لئے جو کچھ بھی لاتے۔ آپ کو دُن کو ڈال دیا کرتے تھے۔ کو دُن سے محبت ہی کی وجہ سے آپ کا نواں والی سرکار کے نام سے جانے جاتے تھے۔

## آپ کی پیدائش کے بارے میں ایک روایت

مزار کے قریب ہی ایک گھر کے سامنے مسٹے پر بیٹھے ہوئے ایک شخص انور حسین نے جو اپنے آپ کو کافران والی سرکار کی لڑکی سے کہتے ہیں بتایا کہ جب سائیں کرم الہی کافران والی مزار پیدا ہوئے تو مکان سے ایک نورانی لٹ نکلی تھی اور گل میں تین چاندنی اللہ ٹھہر گئے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا تھا کہ ایک ابدال آ رہا ہے۔ ہم اس کے انتظار میں ہیں۔ انور حسین پیدائش کے بارے میں روایت کی تفصیل بتاتے ہوئے یہاں پہنچ کر کچھ دیر کے لئے چپ ہو گیا اور پھر بات کا رخ پلٹے ہوئے بولا۔ جناب کافران والی سرکار کے بارے میں آپ پوچھتے ہیں کہ انہیں روحانی فیض کیسے حاصل ہوا، وہ تو پیدا ہی روحانی فیض کے ساتھ ہوئے تھے۔ انور حسین نے قریب بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ یہ میرے والد ہیں ان سے پوچھ لیں بے شک یہ کافران والی سرکار کی اولاد۔ (اُمح) مریدوں کے بارے میں استغناء ہوتا ہے جو ہر وقت مرشد کی خدمت میں رہتے ہیں، میں نہیں رہتا میں نے اُن سے پوچھا کہ وہ کس کے سواہوں کے جواب دیئے دے نہیں تھے۔ بس انہوں نے آتا بتایا کہ حضرت کافران والی سرکار ساری ساری عات بیٹھے عبادت کرتے رہتے تھے اور مکر دیوں کے موسم میں ان کے کندھوں پر لکڑہ کو مارا جاتا تھا۔

## کافوان والی سرکار کے مرشد

کافوان والی سرکار امام شاہ جنڈیاد شریف کو اپنا مرشد مانتے تھے اور تادریس و تفسیر سے تعلق رکھتے تھے۔

## آپ کا لباس

کہا جاتا ہے کہ شروع میں آپ کا لباس چوس کا تہبہ بند اور گڑتا ہوا کرتا تھا۔ اور کندھے پر صافہ رکھتے تھے لیکن بعد میں سارا لباس ترک کر کے صرف ایک لنگوٹی پہنا کرتے تھے۔ عیاذہ بنی کتبہ کتے تھے اور ہاتھوں میں کافوں کا ایک ٹمٹھا ہوا کرتا تھا جو تیسرے کا کام دیتا تھا اور آپ ایک ایک کر کے کانے ڈالتے رہتے تھے۔

## ابتدائی ایام

روایت ہے کہ ابتدائی ایام میں شہر میں محل جاتے اور لوہاروں کی دکانوں پر ودان (بڑا ہتھوڑا) لے کر لوہا کٹتے رہتے تھے۔ جو ہنسی کوئی لوہا بھٹی سے سرخ سرخ گرم لوہا کٹا اور کوٹنے کے لئے رکھتا آپ ودان لے کر شروع ہو جاتے اور سارا دن لوہا کوٹ کوٹ کر کوئی محاورہ لے بیٹھ کر لوہا کٹا کرتے۔ آپ نے کبھی کسی سے معاوضہ طلب نہیں کیا۔

میرزا خیاں ہے کہ یہ آئن کی ریاضت کا عمل تھا کیونکہ ان کی زندگی کے معمولات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی دنیاوی شخصیت کو مارنے کے لئے ایسے ہی عمل کیا کرتے تھے اور اگر اس بات کو تصوف کی زبان میں کہا جائے تو حضرت کافوان والی سرکار گرم لوہا نہیں پکا کر شخصیت کو بھٹی میں پکا کر روحانی احساس کے ودان سے کوٹ کوٹ کر نئی راہ پر مثال رہے تھے وہ سارے ودان لوہے پر نہیں اپنے آپ پر مارتے تھے۔

میری اس بات کی دلیل اس واقعے میں موجود ہے جب گھردانوں نے بار بار شاہی کے لئے

اسرار کیا تو آپ نے ودان اپنی ٹانگ پر مار لیا لیکن انہیں کچھ بھی نہ بڑا ————— ہذا  
 کا فواں والی سرکار کا ہوا کوٹے کا سارے کا سارا عمل اپنے نفس کو مارنے کا عمل تھا جس کی  
 انتہا اس وقت ہوئی جب آپ نے سارا لباس آٹا کر صرف ایک سسٹوٹی پہن لی اور  
 ودان کی چوٹیں گھٹنے کی بجائے آپ نے درد کے لئے ہاتھ میں کانے پکڑ لئے اور انہیں  
 نود لئے لگے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ کوڑوں سے آپ کی محبت بھی اپنی حیثیت کو اپنی نفروں  
 میں کم کرنا تھا تاکہ دنیا کے معیار اور قسدریں ان کی شخصیت کو اپنی پیٹ میں نہ لے  
 لیں۔ شخصیت کی نفی کا یہ اُن کا اپنا انداز تھا۔ سوکھا آٹا پھانکتے تھے اور انتہائی سادہ  
 زندگی بسر کرتے تھے۔

### کافواں والی سرکار کی کرامات

کہتے ہیں کہ سیالکوٹ میں ایک بہت بڑا بد معاش رہا کرتا تھا۔ سب لوگ اس سے خوفزدہ  
 رہتے تھے۔ پولیس اسے بار بار پکڑ لیتی تھی۔ آخر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اپنی زندگی  
 سے اکتا گیا، اُس نے کسی سے پوچھا مجھے کوئی راستہ بتاؤ میں اپنی زندگی سے تنگ آچکا  
 ہوں۔ اسے بتایا گیا کہ جب تک تم پر کسی ولی اللہ کی نظر کرم نہ پڑے تم ٹھیک نہیں ہو سکتے  
 اس لئے کافواں والی سرکار کے پاس حاضری دو۔ لیکن وہاں جا کر بد معاش نہ بننا بلکہ عاجز  
 سے پیش آنا۔

کہتے ہیں جب وہ بد معاش جہوم میں سے گزرا تھا تو آپ نے دُور سے ہی اُسے دیکھ  
 لیا اور کہا ————— ”آئے وہ، آئے وہ“ اسے میرے پاس دو بد معاش اور تھانوں  
 سے بھاگا بڑا ہوتا ہے میرے پاس آ جاتا ہے۔ اس کی ماں کی .... بہن کی .....  
 (موٹی موٹی کایاں)

وہ بد معاش آپ کے سامنے گڑ گڑانے لگا اور عرض کی کڑا اگر آپ کے دودانے  
 سے دھکا لگتا تو میرا اور کوئی ٹھکانا نہیں؟

ایک بچ لگا ہوا تھا آپ نے سنگترے لئے اور بچ میں دس دیئے۔ انہیں  
 دیا یا اور کب دبا دو۔ میں نے ہر چہ سزا دیا ہے اب یہاں سے بھاگ  
 جاؤ۔ کہتے ہیں اس کے بعد وہ نیک اور شریف ہو گیا اور محفلوں سے بھی اُس کا  
 نام کٹ گیا۔

## کنوئیں کے پانی کا دودھ ہونا

کہتے ہیں کافران والی سرکار نے کچھ گھڑے رکھے ہوئے تھے، اُن گھڑوں میں پانی  
 موجود رہتا تھا لیکن نہ وہ خود اُن گھڑوں سے پانی پیتے تھے اور نہ کسی اور کو پینے دیتے  
 تھے۔ اس کی وجہ کیا تھی، آج تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکی۔ ایک دن ایک آدمی نے رجم کے  
 بارے میں مشہور ہے کہ وہ بھی کوئی ولی اللہ تھے) اُن گھڑوں میں سے پانی پینے کی کوشش  
 کی لیکن آپ نے منع کر دیا، اُس آدمی نے پوچھا یہاں سے نہ پیوں تو پھر کہاں سے پیوں —  
 آپ نے کنوئیں کی طرف اشارہ کیا اور کہا جاؤ اس کنوئیں سے پی لو۔ اس شخص  
 نے کب کنوئیں کا توجہ کیا کہ وہاں دودھ ہو — یہ بھی پانی ہے وہ بھی پانی  
 ہے۔ سرکار کانے بول رہے تھے۔ آپ نے کب گتھا ڈی ماں .....  
 اگر وہاں دودھ ہوتا تو پی لینا، نہ ہوتا تو چھوڑ دینا۔ وہ شخص اور کئی دوسرے لوگ  
 کنوئیں کی طرف بڑھے تو دیکھا کہ سارے کنوئیں کا پانی دودھ ہو چکا تھا۔

کہتے ہیں اس وقت کہ شہر کی انتظامیہ نے اس کنوئیں سے تلخے والے دودھ کو چیک  
 بھی کیا تھا اور تصدیق بھی کی تھی کہ یہ دودھ ہے۔

آٹھ پہرہ دودھ را۔ آپ پرستی کی کیفیت طاری تھی۔ آپ نے جلال کے عالم میں موصول  
 اور جہلی بھی توڑ دی۔

شہر کی انتظامیہ نے لوگوں سے چار آنے فی گھڑا وصول کرنا شروع کر دیا۔ آٹھ پہر

کے بعد آپ نے حکم دیا کچھ مٹی ہو جاؤ۔ سارا دودھ کچھ مٹی بن گئی۔ مزید ایک گھنٹہ پھر گزرنے کے بعد آپ نے حکم دیا تو کنوئیں کا پانی پھر سے پانی بن گیا۔

بہت سے بزرگ اب بھی گجرات میں موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کچھ مٹی تو انہوں نے خود دیکھی ہے بلکہ حضرت شاہ دولہ کے بارے میں معلومات دینے والے ایک بزرگ سید حمید شاہ نے بھی مجھے بتایا کہ کنوئیں کا پانی کچھ مٹی کی صورت میں تو خود انہوں نے بھی دیکھا تھا۔

اس سارے واقعے میں ایک بات بہت اہم ہے اور وہ ہے سرکار کا ڈھول چوبھلی توڑ دینا، کنوئیں کے گرد گھومتے اور کنوئیں کے پانی کو دودھ کرنا اور اصل جلال کی انتہا کے عمل کا نتیجہ ہے اور اس عالم میں کنوئیں کے اوپر گھونٹنے والی چوبھلی سرکار کے جلال کی شدت کا ساتھ نہ دیتی ہوئی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

## مزار پر بیرمی

کافان والی سرکار کے مزار پر ایک بیرمی ہے جس کے تنچے آپ بیٹھا کرتے تھے۔ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ اگر اس بیرمی کا پستہ کھایا جائے تو اکثر بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

## وصال عرس

آپ نے ستر سالہ عمر کو وصال فرمایا۔ آپ کا عرس اور میلہ سادگی کی پہلی اقدار کو ہوتے دکھائیں لگتے ہیں، ڈھول بجانے والے جیسے ہوتے ہیں۔ لوگ وصال ڈالتے ہیں اور دور دورے ملک آ کر شریک ہوتے ہیں۔

کانوں والی سرکار اور شاہ دولہ کے مزار پر حسب منزی دینے اور معلومات اکٹھی کرنے کے بعد ہم نے گجرات شہر کا ایک چکر لگایا اور پھر سون والے اڈے کے قریب ایک پہاڑی جی کے چھوٹے سے بوٹل میں چنڑی والے مرجوں میں چاول، قیمہ اور روٹی کھائی اور سنبھلی۔

گجرات کے بارے میں کچھ معلومات اور اکٹھی لکیں اور بعد میں مختلف لوگوں سے  
لی کر میں نے خام مواد اکٹھا کر لیا۔

## گجراتی ماہیا

گجراتی ماہیا یہاں کی خاص چیز ہے جو ہمیشہ اس خیال کے ساتھ شروع ہوتا ہے کہ یہی یہاں جون اور ڈھول دیاں ہے یعنی دونوں میں جدائی کا عنصر ان مایوں کی بنیاد ہے۔ یہاں کچھ ماہیے دیئے جا رہے ہیں جن میں سے کچھ عالم دین گجراتی کچھ سائیں مشتاق اور کچھ تویر بخاری نے مجھے سنائے۔ اور کچھ وہ ہیں جو میں نے خود کچھن سے سن رکھے ہیں اور سنائے والے کا نام یاد نہیں۔

گجرات میں عام قسم کے ماہیے بھی گائے جاتے ہیں لیکن گجرات شہر سے دور دیہاتوں میں گجراتی ماہیا ہی مقبول ہے خاص طور پر پھالیہ کو ان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے یہ ایسے بھی جیسے گجرات ہی کے ایک شخص حمید بولے تھے سنائے جو ہیرا تھا اور اسی مناسبت سے لوگوں نے بولا اُس کے نام کے ساتھ ہی لگا دیا تھا۔ بولا چنبلی میں ہیرے کو کہتے ہیں۔ بولے نے کان پر ہاتھ رکھ کر یہ ماہیے مجھے سنائے۔

پھپھڑی وجھ امب تودا

ایس جدائی تالوں رب پیدا ای نہ کردا

گدایاں دا دھول ماہیا

میری نند گانی دا سرا یہ توں ماہیا

کنیں کانٹے پائے جوئے نہیں

ساڈے نالوں ٹہن چنگے جیڑے سینے نال لائے جوئے نہیں

دُعا بھر گیا آرمی دا  
 تھا نیدا لا سوچ کے کریں مقدمہ اسی باری دا  
 اُٹاں دے بنار آئیاں  
 کھلا رہو ابیا اکھیں کرن دینار آئیاں

ہتھ آتے لا مہندی  
 چنگا بھلا جاندا سین نہیں دھوڑا نہیں سہندی

شہنشاہ بھارے دی  
 سب کچھ چھڑیا چٹان، غاٹیرے نظارے دی

کوئی چادوئے دی  
 بکس تینوں جاچ دی، دُوروں ویر کے پہنے دی

بٹیاں تے پیتا اسی  
 کج دس ماہیا کدے یاد دی کیتا اسی

کوئی ساوی سر پہیلے  
 تیسے خلا دی چنان، یاد کوئی آن ہر دیے



نہیں ایسے تھے ڈھولا لاہندے  
چٹیاں پتھان تے فصل پے ڈھانڈے

میرا دے ماہیا !

روٹی بساں لہودوں آئیاں نہیں

اچھلک نہیں سنیا

بکے توڑنہائیاں نہیں

نہیں ایسے تھے ڈھولا لاہندے  
ساڈے سراں تے ہل پئے واہندے

میرا دے ماہیا !

پنڈی دیاں بساں لہودوں آئیاں نہیں

لاکے مہبتاں چناں !

پا چھڈیاں جبدائیاں نہیں

نہیں ایسے تھے ماہی میرا گوجھے  
ماہی دیاں وطن توں دل پیا اودے

موڑ بنارے وا

وجہ بیٹھا دھڑی آ

اُنجے کریساں

جوریں سچناں دی مرضی آ

میں ایسے تے ڈھول بگرات اے  
 بیٹرا عشق نہ پچھدا قات اے  
 گڈیوں اُترے تے  
 بٹھوچ بٹھا اسی دا  
 ڈھول ایا نا  
 کدوں جوانی چڑھی دا

میں ایسے تے ڈھول پنیوٹ اے  
 ساون عشق تیرے دی اوٹ اے  
 میرا دے اہیا !  
 کوئی آؤ دا گھر جاندا  
 ڈھول منادیوں  
 تیرے آکھے گل جاندا

میں ایسے تے ڈھول چڑھدے  
 رہیے لکھ جی دا پڑھدے  
 میرا دے اہیا !  
 اسمائیں جہان چڑھے  
 جودن ڈھول یاد آوے  
 بند بند فسر یاد کرے

میں ایتھے تے ڈھول پھینتی  
 ساڈے دل دی کسے نہ مٹتی  
 پکھو پیا بوسے  
 دُرواں دا  
 کوئی نہ داندو  
 ایسے عشقے دیاں مرضیاں دا

میں ایتھے تے ڈھول ہزارے  
 ڈاڈے بول شریفکاں مارے  
 گڈیوں اُتری تے  
 بوتل ڈٹ کیتی  
 اشد و سید  
 نہیں سبناں گھٹ کیتی

میں ایتھے تے ڈھول جڈیاں  
 ساون آسے قرشدواں  
 میرا دے مایا !  
 کوئی ساوی آسے بیٹے  
 قسم خُدا دی چناں !  
 یاد کوئی آن ہر ویٹے

نہیں ایتھے تے ڈھول میرا بھیرے  
کاہنوں ماننا نہیں گل وچ پھیرے  
میرا دے بابیا !

کوئی کھجوریاں پھیاں نہیں  
اکھیاں موڑ رہی  
نہیں مڑوہاں اکھیاں نہیں

نہیں ایتھے تے ڈھول گجرات اے  
سودا لیندا پنے گئی رات اے  
میرا دے بابیا !  
کدو سے بھر گئے پائیاں دے  
ڈھپیا لگدا اے  
تے نوڈ گجراتیاں دے

نہیں ایتھے تے ڈھولا پر بت  
ساڈی کٹھوہی دا پانی شربت  
دو گھنٹہ پن سینا  
وچ نہ پھوٹے نہیں  
دو گھر سینا دے  
ادھ وی بچ کر پھوٹے نہیں

## چکوا اور چکوی

گجرات کے دیہاتوں میں چکوسے اور چکوی کی کہانی بھی بڑی بڑی کہیں کو یاد ہے جو انہوں نے اپنے بچپن میں سنی تھی مجھے بھی یہ کہانی میری ماں نے سنائی تھی۔ اس کہانی میں بھی (وہ جہانی) موجود ہے جو یہاں کے گیتوں کی خاصیت ہے۔ کہتے ہیں دیہاتے چناب کے کنارے پھد پھتے رہتے ہیں۔ ایک چکوا اور ایک چکوی۔ ایک کنارے پر چکوا اور دوسرے کنارے پر چکوی۔۔۔۔۔ پرندے سعادتی تو اکٹھے رہتے ہیں لیکن شام پڑتے ہیں الگ الگ کناروں پر جا بیٹھتے ہیں۔ ایک کنارے پر بیٹھا ہوا چکوا۔ دوسرے کنارے پر بیٹھی ہوئی چکوی سے پوچھتا ہے چکوی بے آواز؟۔۔۔۔۔ وہ کہتی ہے آواز۔ لیکن جب چکوا آڑ کر اس کنارے پر جاتا ہے تو چکوی آڑ کر دوسرے کنارے پر چلی جاتی ہے اور پوچھتی ہے چکوی! آواز!۔۔۔۔۔ وہ کہتا ہے آواز۔ لیکن جب وہ آڑ کر واپس پہنچتی ہے تو چکی آڑ کر دوسرے کنارے پر چلا جاتا ہے۔ کہتے ہیں یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔ وہ اس کے پاس آتا ہے تو وہ آڑ کر دوسری طرف چلی جاتی ہے اور اگر وہ اس کے پاس آتا ہے تو وہ آڑ کر دوسری طرف چلا جاتا۔ اور جب رات خاصی بیت جاتی ہے اور وہ دونوں تھک کر نڈھال ہو جاتے ہیں تو چکوی کہتی ہے۔۔۔

چناب سے چکویا چلے گھر لو مار دے

تے اوتھوں سنگلئے بنوا

تے جبدن آوے کال راتڑی

اونہوں پیریں لیے پا

گجرات سے نکلے تو دن میلا ہوا تھا میرے ساتھیوں میں سے ملک صاحب کے

چہرے پر تھکاوٹ کی کیریں تھیں۔ بخا ادب وید لوگ فسنوں کے ہارے میں

جمن کی کئی معلومات میں سے کچھ خاص خاص باتیں کپلی پر نوٹ کر رہا تھا۔ عکسی منستی وہ پراجیکٹ گنوار بے تختے جو گجرات میں قیام کے دوران سامنے آئے۔ اُن میں سے ریسرچ کا خاص پراجیکٹ یہ تھا کہ گجرات میں ڈھولیوں پر ریسرچ ہو سکتی ہے۔ جیپ تیزی سے بھاگ رہی تھی۔ گجرات اور وزیر آباد کے درمیان چناب کا پل آتا ہے جب ہم پل پر سے گزرتے تو چناب کا پانی کسی مست دنگ کی طرح اپنے آپ میں جمن تھا۔

## پلکھو

وزیر آباد سے دس پچھو کا پل آتا ہے جو وزیر آباد شہر کے ساتھ ساتھ بہتا ہے۔ پلکھو ایک نالہ ہے جو برسات کے دنوں میں اپنے کناروں سے باہر نکل آتا ہے۔ پلکھو میں شہر کے لوگ نہانے کے لئے اکٹرا جاتے ہیں۔ اور یہ روایت مشہور ہے کہ یہ نالہ سال کے سال بندوگتا ہے اور یہی وجہ ہے آئے سال ایک نوجوان پلکھو میں ڈوب کر مر جاتا ہے۔



پکھیاں نوں پھل پاس  
جیوندی ہے رہی سوئیاں تیرے لئے دامن پاس

مڑکتے بڑھو دٹیا  
بھنے یادی نہیں لائی، اوہنے دنیا توں کی کھٹیا

مڑکتے بڑھو دٹیا  
باوہی، جھجھری فٹ گئی  
ہنٹھ لکے کی کھٹیا

سونا پھل دے کپاسے دا  
کوئی وی نہ ملیا چنا، اچ سجتاں دے پاسے دا

ہنٹھ سسٹخ بٹیرا ای  
کوون دی لنگھ جانی ایں، دھن جگرا میرا ای

کوئی سائیکل چلائی جاندا  
چلے توشہر شقیں دا، مگر نہی نوں بھائی جاندا

کھوہے تے ڈولی پیا  
ہڈھڑے نوں عشق لگا، قبران دھ بول پیا



دو کاٹن بزار آئیاں  
چھڑاکن نہ دے مایہا، اکھٹاں کرن دینا لائیاں

گڈی آگئی ٹیٹھ تے  
پہرے ہٹ دے باجو، ساڈی مایہا دیکھیں دے

گڈی آگئی ڈھائی والی  
کٹاں نہ دے باجو، ساڈی مات چٹائی والی

کٹاں آڈ دے چنگ مایہا  
سانوں برباد کیتا، شالا لگ جان رنگ مایہا

اکھ سرے والی اسے  
چار گان کئے گڈی ٹرنے والی اسے

سڑکے تے بوہڑ ہو سی  
چھڑکے نہ جائیں سوچیا، کھسے ساڈی وی لوڑ ہو سی

ہاساں دیاں ست مڑیاں  
تیرا پچا بنیں چھڑا، بھائیوں لگ جان ہتھکڑیاں

کوٹھے سے کھنڈ چاڑھی  
 آپے بچتا چھڑ دیں گا، جوں کیسے پسند چاڑھی  
 دو پتھر ناماں دے  
 بھاڑی گی نگر سرینیا، دکھ کنجی بھیا ناں دے

سرو کے تے آئی لاری  
 دلا تینوں آج رہی پرہیسی ناں نہ لایا رہی  
 راک بوٹا کا بیٹے دا  
 ٹکھاں مہا دتاں نیں، ٹونہ تک لینا ما بیٹے دا

پانی چھنے دچوں کان پتیا  
 تیرے دچوں رب دتیا تینوں سجدہ تاں کیتا

گل کوڑتا شا بیٹے دا  
 بگی جی بستی دچوں پتہ گدا نہیں ما بیٹے دا

دوتا ناں پتلی دیاں  
 کوڑیاں پہاڑاں دیاں، کوڑیاں بن بن نکلیاں

آٹا گتھ کے پٹ کیتا  
 آساں تینوں کد نہ کیا، کیکڑی گل داتیں دٹ کیتا

کنگے دھجیل اے  
سورہنے جیچے کھو واسے، تیرا ہر کوئی بیل اے

پھلان دھج اک ڈوڈی  
جہتاں دے ملن نہن، شالا ہوداں نیں اُنہاں جوگی

ڈبلا بھری ہوئی ڈکیاں دی  
ایہہ یادی نہیں ٹٹنی جیہڑی لگی ہوئی ٹکیاں دی

تھالی بھری ہوئی پھواریاں دی  
ایہہ یادی نہیں ٹٹنی جیہڑی لگی ہوئی کھاریاں دی

اکھیاں دھج لہرچو دے  
سانوں غم لایا وایا، تیری دم دم خیر، مو دے

لگی چٹ قیسں جو دے  
اکھیاں اوہو رکھیے، بھانویں یار غریب جو دے

ہٹیاں چون فانی لیا  
بھیس دٹا آیا، اسان ڈھول سہانی لیا

کوئی تارِ سرخیاں دی  
نامے دے نہیں تیری نوکر نامے قیریاں سنگیاں دی

سب چڑھیا ڈھنگی تے  
موجاں توں مانیاں ساڈی تازک جنڈی تے

سُنیاں یا کٹ چاندی  
ماہیاں سون معاف کریں بھل بندیاں توں ہو جاندی

طوطے نوں کٹ چندی  
عشق دے قیدیاں دی کدے ہندی نہ سزا پدی

چوری سبناں دے کاں جوگی  
جہناں دے من جینے 'شالا' ہوداں میں آنہاں جوگی

گڑیاں دا دھوون ماہیا  
سڑگیاں بڈیاں تے 'کدے' چنے میں توں ماہیا

تھوڑی تائی ہوئی آ  
کسمان توں کسان روٹیاں چھٹی ماہیجی دی آئی ہوئی آ

منجی چھانویں ڈا ہی ہوئی آ  
سانوں غم سببناں دا لوکاں مرض پنائی ہوئی آ

منجی چھانویں ڈا ہی ہوئی آ  
آکھیں جا کے ابیے نوں تیری ہرئی چھا ہی ہوئی آ

## بچوں کے کھیل اور بھارتی

ہزیو آباد میں شام کے وقت بچے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو گود میں اٹھا کر مسجد کے سامنے ٹھہرے پر بیٹھ جاتے ہیں اور نمازیوں کے نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنے کا انتظار کرتے ہیں اور جب نماز ختم ہوتی ہے تو ان سے پوچھا جاتا ہے کہ خیال ہے کہ اس طرح بچوں کو بیماریاں نہیں گھٹتی اور بلاؤں سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

رضوان شریف کے دفن میں بھی بچے مسجد کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور روزہ کھانے کے وقت جب تربت بھرتی ہے تو شور مچاتے ہوئے گھروں کی طرف بھاگتے ہیں اور زیاں والیوں روزے کھول کر — روزیاں والیوں روزے کھول کر

جب بارش نہیں ہوتی تو بچے ایک دو سیر اور بڑوں پر بھی پانی گراتے ہیں اور لگیوں میں گاتے پھرتے ہیں۔

”کالیاں اٹاں کالے روٹر

میدن و سادے نمود نمود“

## تھال

ڑکیاں گیند کے ساتھ کھیلتی ہیں اور ساتھ ساتھ گاتی ہیں۔

کرٹے گنا  
 دیر میرا لگا  
 بھا بھیرا پستل  
 جیبے نمک پھل  
 پھل دے دے دے آئے  
 میرا آیا جیسٹ  
 جیسٹ دی روٹی پکائی  
 کھا گیا دودھ  
 نال پروتھیاں تو ریاں  
 تو ریاں دے نہتے  
 جیون بھائی نکے  
 نسکیاں دے گل گانی  
 میری جیوت سکی تانی  
 آل سنگاں  
 گڑھے پڑھیا اسی پہلا تھاں

## بھارتیں

میر نے پنجاب کے کئی دوسرے علاقوں کے سفر ہوئی بھارتیں بھی یہاں جھج کر دی ہیں تاکہ  
 انہیں پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔ در تمام کتاب میں جگہ جگہ پھیل ہوئی کہلاتیں تلاش  
 کرنا۔ یا ان کا کوئی ایک تا آخر مرتب کرنا مشکل ہو تا نہیں نے یہ بھارتیں کچھ میں سنی تھیں  
 اس لئے بہت سی بھجے ہوئی چلی تھیں جو میں نے پھر سے اپنی ماں ماسنیوں اور خاص طور پر

اقبال حیدری سے دوبارہ سن کر کہیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے خط کے ذریعے وزیر آباد،  
گجرات اور گوجرانوالہ کے بچوں، وسیم، عقیل، نعیم اور تاشی سے بھی بھارت میں ماحصل کیں۔

تھڑے آتے تھڑا

آتے لال بھوتہ تھڑا

اتھا

اک جانور ایسا

ادھر سے میراتے پیسا

سم

بڑے ماناں اک لہو دا شیکا

چندر

آر ڈانگاں

پار ڈانگاں

وٹھ ٹلم بلیاں

آؤن کو بھان

دین پتے

ندی نہاؤن چلیاں

چتر

تھڑا ۲۲۲

بگایا دانے لیں  
دانے آئے بگا جیس آیا

جہی ۲۲

ایتی ساری مٹی  
سارے اندر ہی

جہی ۲۲

سرنگرتوں پہلی  
ہتھنگرنے پھڑی  
نوبہنگرنے ماری

لہ ۲۲

رنگی جی پھو کری  
بہر سواہ دی ٹو کری

جہی ۲۲

نیل ٹاکی چادل بدے  
بدے گراپے  
ماتیں بے

نرو دیشے چیکان مار  
نکر اپنی مال پیکار  
پیکے رہنا نہیں دستور  
نہو ہرے چانا تھ ضرور



جیسے بھراؤں آٹھ لادیں  
 دیور جیشاں بننے لیا دیں  
 خیریں آویں خیریں جاویں  
 سب فوٹ سبیٹن مارا دیں  
 لو کی آکھیں نار کو پتی  
 تیرے جیہی نہ جگ سو پتی

۴۴

لا لاکاں جیہا  
 سادا طوط جیہا  
 جیہا میری بات نہ بکھے  
 اودہا تو نہ کھوتے جیہا

۴۵

مرشاں توں اک چہیتہ نہ تھی  
 دیندی آکے گیہاں  
 ہر اودہے میں دندہ گئے تے  
 آتھی تے پنج ویہاں

۴۶

موتیاں جیہا شیار  
 اودہے سرے گرد وال

۴۷

اک دل اودہے تن پہل  
 جیہا ہر اکھو اکھو

کالہ زمین پہلی پانی  
وہاں نچے جل رانی

ہفتہ

بھٹی دی آؤ غلشن۔ کوسے دی پلانی  
آپر چڑھ بیٹھی بیلو پشانی

چہرہ ۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲

نکی جی ڈوئی۔ پشور جا کے بولی

چہرہ

آر دی کوٹھیا روئی کوٹھیا وچ کرٹھے دے ٹیڈو کھڑا  
سو آویں درجیا ہے دی کھڑا

چہرہ

کالی کڑی سیرا پت  
چل اوئے کڑی جائے ہتھ

۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳

پارے میرے آؤٹ کٹھا  
بڈیاں کوٹھیاں شورا بستھا

کھوہ ۱۰۱

کانٹے مکاٹے داڑی کتے ہونی ایہ  
ماتیں آٹھا ڈھونڈی اسے

چہرہ ۱۰۱-۱۰۲

آر دی کٹھی پار دی کٹھی وچ کٹھی نے سہے  
اسے کتے کی سبار آئی حرای پیدا ہوئے

(جیہو کھڑا ہر)

بھلی جی لڑی سائے بنے کن

چکر

ماری کٹی سنن گئی حرامزادی زلی

بھونچ

پادوں آیا کوئی، اس دے موڑ سے تے کوئی

اکھڑا تہ

سہلی متے پیو ہوئی

بھب بھب ٹنچنوں درخت ٹنچنوں

چھوڑا ہوا ہوا ہوا

تھی برباد دس پیر گیسپوں

سادھی ڈنڈی جھپک دانہ

بھرا ہوا

دھت پیا تے تنگی کھانا

بھلی جی ٹوٹی، ٹپ نہ ملے کوئی

کراہی

سکا تر بھڑاڑے دیوت

بھڑ

سکا کس کڑا وکان نامے

جی بھڑ

خیل تھکڑی تل بندھے

جس

دھاڑی گراٹے ملا تیں لدے

کان گڑھی تترے چٹے  
اک بلایا ساسے چٹے

ج ۱۱ ح ۱۱

آجی ڈھکی باڑا ہیا  
چنیں دالا کوئی نہیں

ج ۱۲ ح ۱۲

چاندی دی کٹھی ٹٹ گئی  
جوڑن دالا کوئی نہیں

ج ۱۳ ح ۱۳

ساجے دی بیٹی مر گئی  
سوں دالا کوئی نہیں

ج ۱۴ ح ۱۴

جنگل پیا پٹا کاشن دے دوہنے  
 جنہاں نے سنیّا اوہناں نے دیکھیا نہیں  
 دیکھن واسے دوہورہے  
 جنہاں نے دیکھیا اوہناں نے چکھیا نہیں  
 چکھن واسے دوہورہے  
 جنہاں نے چکھیا اوہناں نے کھاوا نہیں  
 کھاگے دوہورہے  
 جنہاں نے کھاوا اوہناں نے پھرنہیں پھرنے  
 پھرنے دوہورہے  
 جیہڑے پھرنے اوہ واسے نہیں  
 مرگئے دوہورہے

قمریہ چکر ۱۲  
 آسمان چکر ۱۲  
 آسمان چکر ۱۲  
 آسمان چکر ۱۲  
 آسمان چکر ۱۲  
 آسمان چکر ۱۲  
 آسمان چکر ۱۲

چتر

پاروں آئے خاص ملک  
 سادیاں ٹوپیاں اوہنے ملک

آؤ دی کسی پار دی کسی دھ کسی دے گاں  
ہنگوں پکڑ کے جڑنا دتا کہ دی ٹان ٹان ٹان

پاخان؟

یہ پا دہنی تھا

سیر

کالا لاجیہا ساو اطرطے جیہا

ہمہ

کوٹھے تے پر کوٹھا اتے پانی جوار  
چڑے آکے تنگ تنگ داندو دار

بیجو

ماں پیراں تیراں

پتر کینڈا

ہمہ

ماں جی نہیں تے پتر کوٹھے تے

ہمہ

سرنہ جی کوڑی گھر گھر بھڑی

ہمہ

آئیں ساری مٹیں سارے اندر ہیں  
جس پر

کھڑے تھے کھڑا پتھر پتھروں کی گودا  
۲۶

اک تے پائی اسے دھرتی دھرتی چلے  
سوکھوں تے گی ورنے دھرتی دھرتی  
۲۷

بابا لودی چھٹنگاں اکتو بودی  
۲۸

دو کو تر اُٹھتے جانے کھب او نہاں دے کالے  
نہ کچھ کھا نہتے نہ کچھ چنیتے رب او نہاں توں پالے  
۲۹  
توں چل نہیں آیا

اک مندوق دھ باساں خانے  
ہر خانے دھ پیہ پیہ دانے  
بجھن والے بڑے سیانے  
۳۰

## گوجرانوالہ

وزیر آباد سے گھڑا اور ماہمانی ہوتے ہوئے ہم گوجرانوالہ پہنچے تو سات پرانے بھائی تھے۔ پیٹ کھانے کو مانگتا تھا اور بڑی سڑک کے دائیں طرف تیز روشنیوں میں نہائی ہوئی دکانوں پر مرغوں اور کبوتر کے جسم لٹک رہے تھے اور کڑاچوں سے دھیریں میں ملی چٹ پٹی خوشبو نے ناک میں ٹھیک ڈال رکھی تھی۔ ایک دو بار پہلے بھی ہم ان دکانوں پر کھانا کھا چکے تھے اس لئے ہماری نظریں سینوں پر لگے اُن چھوٹے چھوٹے پرندوں کو ڈھونڈ رہی تھیں جنہیں یہ دکاندار (RUSSIAN BIRD) کہتے ہیں۔ یہ پرندے تیسرے چھوٹے چڑیا سے ذرا بڑے اور ذرا اچھے میں مختلف ہوتے ہیں۔ میرے ساتھیوں میں سے نصر اللہ ملک کو یہ پرندے پسند نہیں تھے اس لئے ان کی نظریں میرے مریع کی جھنڈی ہوئی ٹانگوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر انہوں نے شہادت کی انھل اٹھا کر دو تین ٹانگوں کی طرف اشارہ کیا جو کونوں پر تڑپتی ہوئی تھوڑی ہی دیر میں ان کے سامنے آ گئیں۔ بکسی مفتی، خالد جاوید اُن کے پاس بیٹھے ہوئے پرندے کھاتے رہے جنہیں نصر اللہ ملک آخر دم تک ملک کی نظروں سے دیکھتے رہے۔

کھانا کھا کر ہم بائزرنگلے تو خالد جاوید جو کھانا ختم کر کے پہلے ہی دکان سے باہر جا چکا تھا دائیں طرف کچھ فاصلے پر ایک شخص کے منہ کے قریب ٹیپ ریکارڈ رکھے گوجرانوالہ کے لوگ فسنوں کے ہاسے میں معلومات اکٹھا کر رہا تھا۔ مفتی صاحب نے سر ہیدھا کیا اور شروع ہو گئے۔ مفتی صاحب کا کیمرا ٹور کے ذریعہ میں مٹ گئی۔ یاد رہتا ہے۔ اور وہ اس لئے کہ اس کا مالک بھی چھوٹے گھنے اسی کیفیت میں رہا ہے۔



میں نے بھی اپنا ٹیپ ریکارڈنگ کیا اور گو حسبِ اذکار کے اور گرو کے دیہاتوں کے بابے میں مسومات اکٹھی کرنے لگا۔

## موضع بھڑی / بھڑی شاہ رحمن

موضع بھڑی کا نام آج کل بھڑی شاہ رحمن ہے اس لئے کہ یہاں شاہ رحمن کا مزار ہے جن کے ہاتھ والے دورِ دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور اس گاؤں کو شہرت بھی شاہ رحمن کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

## شاہ رحمن

شاہ رحمن نے روحانی فیض نوشہہ سے حاصل کیا۔ نوشہہ کا مزار ہڑی شریف میں ہے جو کہ یہاں سے کچھ زیادہ دور نہیں۔ آج بھی شاہ رحمن کے مرید ہڑی شریف سے جو کہ بھڑی شاہ رحمن پہنچتے ہیں لیکن سفر اس ماہ سے کرتے ہیں جس سے بھڑی شاہ رحمن جاتے ہوئے نوشہہ کی طرف پیٹھ نہ ہو۔

## نوشہہ اور شاہ رحمن

کہا جاتا ہے کہ شاہ رحمن بارہ سال تک روحانی فیض کے لئے نوشہہ کی خدمت میں حاضر رہتے رہے۔ بدایت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ نوشہہ کے پاس بیٹھے تھے جہاں نوشہہ کے بہت سے مرید جمع تھے۔ اچانک بارش شروع ہو گئی اور نوشہہ کے حسین ادر گم ہو گئے (وہ سوارخ جو دیہاتی مکانات میں عام طور پر بنجا کے لئے رکھا جاتا ہے) میں سے پانی گرنے لگا۔ نوشہہ نے شاہ رحمن کی طرف اشارہ کر کے کہا، رحمن گم ہو گیا وہ جب شاہ رحمن بہت پریشان رہے تھے تو ان کے دل میں خیال آیا کہ مجھے بارہ سال ہو گئے ہیں اور میں نے مرشد

کی طرف پیٹے نہیں کی اور آج پیراؤس کی طرف کیسے کردی کیونکہ اگر چہت پر چڑھ کر نیز دکتا ہوں تو نیچے مرشد بیٹھا ہے۔ لہذا آپ ریٹ کر آگے بڑھے اور گھٹ پر اسی وقت تک ہیٹ کے بل بیٹھے رہے جب تک بادشہ بند نہ ہو گئی۔ جب آپ نوشہہ کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھتے ہی کہیں آؤسے رحمن توں آتے اسی سین: شاہ رحمن نے کہا: ”مرشد! آپ نے کہا تھا گھٹ بند کرو یہ نہیں کہا تھا کہ گھٹ بند کر کے آ جاؤ۔“ لہذا میں نے اس وقت تک گھٹ کو بند کئے رکھا جب تک بادشہ قہم نہیں گئی۔

## مرشد کی طرف سے ایک اور آزمائش

وگ کہتے ہیں ایک مرتبہ نوشہہ کی ٹانگ پر پھوٹا نعل آیا آپ اس پھوٹے کی پیپ اور گندہ دونا ایک ٹنڈ (ایک ٹوہے کا ڈبہ) میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے شنڈ، شاہ رحمن کے محلے کی اور کہا تو جاؤ اس گندہ کو کسی ایسی جگہ پھینک آؤ جہاں کوئی بھی نہ دیکھ سکے۔ شاہ رحمن شنڈ آٹا کہ باہر آئے تو سوچنے لگے کوئی جگہ اسے پھینکوں کہ جہاں کوئی دیکھ نہ سکے۔ کافی دیر ادھر ادھر پھرنے کے بعد شاہ رحمن نے سوچا کہ صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں اسے پھینکوں تو کوئی نہیں دیکھ سکے گا: وہ ہے میرا سینہ۔ اور پھر شنڈ کو منہ سے لگا کر سامان گندہ نفاٹ پئی گئے۔ واپس آئے تو نوشہہ نے پوچھا: ”رحمن ایسی جگہ پھینکا ہے نا جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔“ شاہ رحمن بولے: ”جی مرشد! نعل ایسی ہی جگہ پھینکا ہے۔“ نوشہہ نے انہیں پہنے سے لگا لیا اور کہا: ”جاؤ میری آل اولاد تیری مرید ہوگی۔“ تیرے مزار پر بھی میل گئے گا۔ جو خیر میری حق وہ تم سے ملے گی۔ اور میں ہر سال میلے کے موقع پر تمہارے مزار پر حاضر ہوں گا: شاہ رحمن نے پوچھا اس کی پہچان کیا ہوگی۔ نوشہہ نے کہا: ”تمہارے۔“ کے قریب کنیوں میں ایسے پنجاب

کاٹا فی بیج ہو جب نہ گا۔ لوگ کہتے تھے کہ انٹریوں کی سات چناب کا پانی آج کل  
جہن کنوئیں میں اکٹھا ہو جاتا ہے۔

## ایک کرامت

کہتے ہیں ایک مرتبہ کہیں ایک مسکین ریختی اور جب بھی اس کا مہراب بناتے تھے وہ  
ٹریڑھا ہو جاتا تھا چنانچہ شاہ رحمن دھوبی تھے اس نے ایک جگہ کپڑے دھو رہے تھے کسی  
نے مسجد بنانے والوں سے کہا کہ فلاں جگہ ایک دھوبی کپڑے دھو رہا ہوگا، اس کا نام  
شاہ رحمن ہے اس کے پاس جاؤ وہ تمہیں ایسا مل جائے گا کہ مسجد کا مہراب پھر ٹریڑھا  
نہیں ہوگا۔ جب وہ لوگ شاہ رحمن کے پاس پہنچے اور غرض بیان کی تو آپ  
نے ایک کپڑے کو پھرتے ہوئے نور سے مروٹا اور کہا تیدھا ہو جا۔  
کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد مسجد کا مہراب تیدھا ہو گیا۔

## میلہ بھڑی شاہ رحمن

آپ کا میلہ ہر سال آٹھ، نو، اور دس جیٹھ کو ہوتا ہے اور روایت کے مطابق  
اس کو تہہ پہ آذمی خروار آتی ہے۔

## میلہ نوشہ

نوشہ کا میلہ آٹھ کی دوسری جمعرات کو بڑی شریف منی گجرات میں ہوتا ہے۔

## حافظ آباد

حافظ آباد، گوجرانوڑ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں ٹومول اور شہنائی بجانے

مالوں کے کچھ نمائندہ آبادیوں جنہیں لوگ دور دور کے علاقوں سے شہری بیاہ اور خوشی کے موقعوں پر خاص طور پر بلاتے ہیں۔ محمد خشاڈصولی یہاں کا مشہور ڈھول بجانے والا ہے۔

## روحانی بزرگ / بخاری بادشاہ

بخاری بادشاہ کے ہاں میں دعایت ہے کہ ایک ہندو آپ کا مرید تھا۔ ایک دن آپ نے اس سے وعدہ کیا کہ صبح مزور آنا۔ لیکن وہ ہندو ملت کو مر گیا جب لوگ اسے لے جاتے تھے تو بخاری بادشاہ نے پوچھا، یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ آپ کا مرید ہے۔ آپ نے کہا۔۔۔ اس نے تو ہم سے آج ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اس کے گھر والوں نے آپ کی بات کی پڑاؤ کئے بغیر اسے لے جا کر آگ کے حوالے کر دیا لیکن آگ نہیں لگی۔ اس ہندو کے گھر والے اسے بخاری بادشاہ کے پاس لے آئے تو آپ نے اس سے کہا۔۔۔ تجھ کو آگ لگے تو آج ملنے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔ کہتے ہیں وہ ہندو زندہ ہو گیا اور اس نے کلمہ پڑھ کر مسیح م قبول کر لیا۔ اس کا مزار حافظ آباد میں بخاری بادشاہ کے مزار کے ساتھ ہی ہے۔

## میلہ

بخاری بادشاہ کا میلہ ہر سال اکیس بائیس جیٹھ کو ہوتا ہے اور خوب زور شور سے جاری رہتا ہے۔

## بابا کالے شاہ

بابا کالے شاہ کا مزار بھی حافظ آباد ہی میں ہے ان کا میلہ ہر سال ۲۲ مارچ کو ملتا ہے۔

## کڑیال کلاں

کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ کا ایک مشہور اور پرانا قصبہ ہے جو گوجرانوالہ سے پچیس میل جنوب کی طرف واقع ہے جہاں سے شیخوپورہ ۱۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہمارے ادارے کے ایک فیلڈ میسر جے اور فوک نور کے اہر تنویر بخاری اسی قصبہ کے رہنے والے ہیں۔ تنویر بخاری فوک نور پر بہت سی کتابیں لکھ چکے ہیں جن میں سے پنجاب کے لوگ کہیں اور پنجاب میں پیداؤں اور موت کی رسمیں لوگ ورثے کے ادارے نے طبع کی ہیں۔ تنویر بخاری بہت اچھے شاعر بھی ہیں اور پنجابی میں ان کے ۲۴ شعری مجموعے چھپ چکے ہیں اور آج کل پنجابی اُردو و کشمیری پر کام کر رہے ہیں۔ ان کا تعلق حضرت عبداللہ شاہ بخاری کے گھرانے سے ہے اور آج کل سجاد نشین بھی وہی ہیں۔ انہوں نے تنویر بخاری کا انٹرویو ریکارڈ کیا اور ان سے کڑیال کلاں اور اندگو کے علاقوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں۔

مشہور ہے کڑیال کلاں گاؤں سات مرتبہ اجڑا اور سات مرتبہ آباد ہوا گاؤں کی قدیم روایت کا اعادہ یہاں کے اکثر پانی طرز کے مکانات کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔ یہاں کئی قلعہ نما عمارتیں موجود ہیں جو چوٹی چوٹی اینٹوں کی بنی ہوئی ہیں۔ ان چوٹی اینٹوں کو مکڑیال اینٹیں کہا جاتا ہے۔ اس علاقہ میں زیادہ تر دمک دیباؤں کی ایک گوت (آباد تھے) قسیم کے بعد دمک قوم کے افراد زیادہ تعداد میں نہیں۔ البتہ اب بھی اس قوم کے کئی خاندان اندگو کے دیباؤں میں آباد ہیں۔ اس لئے ان دیباؤں کے ناموں کے ساتھ زیادہ تر دمک کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے۔

گرمولہ درکان، کڑیال درکان، ساہو کے درکان، سندھ درکان، نوشہرہ درکان وغیرہ۔

کہتے ہیں کہ مہاراجہ نریندر سنگھ نے یہاں کے درکان سے اپنے لئے رشتہ مانگا تھا مگر

دروگوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم جاٹ ہیں اور تم سانسوی ہو، ہمارا تمہارا کیا جوشہ کیا ہوتا جو تم راجہ بن بیٹھے ہو۔

کہتے ہیں رنجیت ہمارا جد ایک مرتبہ گاؤں میں آیا اور اس نے گھوڑوں میں چاندی کے روپوں کی بارش کروائی مگر کسی بچے نے بھی چاندی کے کسی سکہ کو اتار نہ کیا جب گاؤں کے کسی کھی کمپن نے بھی ہمارا جد کی طرف رنجیت سنگھ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ ایک دفعہ تو رنجیت سنگھ نے گاؤں کو آگ بھی لگوا دی تھی۔۔۔۔۔ ہمارا جد کی مانی چنداں اس گاؤں سے اکثر گزرا کرتی تھی کیونکہ یہاں سے قریب ہی تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں جھیر ہے جہاں اس کی جائیگر تھی۔ اور کہنے والے تو یہاں تک بھی کہتے ہیں وہاں اس کے کچھ رشتہ دار بھی رہتے تھے۔

انگریزوں کے دور میں جب انگریز حکومت نے دروگوں کو جرائم پیشہ قوم قرار دیا تو جس شخص نے اس الزام کو غلط ثابت کرنے کے لئے کوششیں کیں ان میں یہاں کے ایک شخص بھی شامل تھے جو ان دنوں اسمبلی کے ممبر یا کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔

درک براہِ اعلیٰ زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔ وہ کیوں وغیرہ کی بھی از حد عزت کرتے ہیں اور ان کی پیشیوں کو اپنی ہی بیٹیاں سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ یہاں کا ایک درک سردار نوشہرہ درکاں سے گھوڑی پر سوار ہو کر آ رہا تھا کہ راستے میں اُسے ایک عورت اور مرد ملے جو پیدل کڑیاں کی طرف جا رہے تھے۔ سردار نے مرد سے پوچھا کیوں میان کہاں جانا ہے؟ اُس نے بتایا کہ وہ کڑیاں درکاں جا رہے۔ سردار نے پھر پوچھا کہ وہاں تمہارا کوئی رہتا ہے۔ مرد نے جواب دیا کہ کڑیاں داؤں کا جنواں لدا دام ہوں اور قلاں عیسائی کے گھر جاتا ہے۔ سردار فوراً گھوڑی سے نیچے اتر آیا اور کہنے لگا کہ اُسے مجھے! تم ہمارے جنواں ہو، جنواؤں کی بڑی عزت ہوتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم گھوڑی پر سوار ہوں اور ہمارا جنواں اور بیٹی پیدل چلیں۔ تو دونوں گھوڑی پر سوار ہو جاؤ۔ عیسائی نے ہنسیاں اٹکار

کیا گرسد دامنے انیس گھوڑی پر چڑھنے پر عیسو رک دیا جب وہ گاؤں پہنچے تو لڑکی کا والد سردار کی گھوڑی اس کے سپرد کرنے گیا سردار نے جواب دیا کہ بھائی بے جاؤ یہ گھوڑی ہم اپنی بیٹی کو دے چکے ہیں تمہارا جوائہ ہمارا بھی جوائی ہے گاؤں کا جوائی اپنا ہی جوائی ہوتا ہے اور گھوڑی اس عیسائی سے واپس نہ لی۔

وہیسے کڑیالی کی روایت ہے کہ یہاں کے لوگ گاؤں کی برہمنی کو اپنی ہی بیٹی تصور کرتے ہیں اور اُسے دھرم دھیانی کا درجہ دیتے ہیں برہمنی بیواہ کے موتمہ پر جس گاؤں میں ڈبھا کو بیٹا بنے جاتے ہیں اس گاؤں میں اپنے گاؤں کا جتنی بھی عورتیں شادی شدہ ہوں انہیں دھیان دھیانیاں کہتے ہیں اور ہر محنت کو خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو کچھ نقدی امٹھائی اور مختلف چیزیں ایک تھاں میں رکھ کر بھجوائی جاتی تھیں اور تھاں بھی واپس نہیں لیا جاتا۔ یہ رسم راتھا چار تھی کہلاتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ کڑیالی لائن کے چاروں طرف سات ہیروں کا پہرہ ہے جن کی ڈھیر لیں (قبریں) بھی موجود ہیں

روایت ہے کہ سات بھائی کافروں سے جنگ لڑ رہے تھے جب ان کے سر کرٹ گئے تو ان کے دھرم گوارا میں جلاتے رہے۔ دیکھنے والے لوگ حیران تھے۔ کبھی شخص نے تعجب سے کہا: دیکھو بغیر سر کے دھرم لڑ رہے ہیں تو ان کے دھرم بھی غائب ہو گئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہیروں کی ڈھیریں ہیں جو زندہ دھرتی میں سما گئے تھے۔ ان ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر گاؤں سے مغرب کی طرف مسندہ درکان جانے والے راستہ پر واقع ہے۔ یہ ڈھیر ہی بے ترتیب سکندری اینٹوں کا ایک ڈھیر ہے۔ تھوڑا دھیرہ ٹوٹ چکا ہے۔ بزدل کہتے ہیں پہلے قبر کے سر کرنے والے کا درخت تھا جو اب نہیں ہے ڈھیر کے قریب ہی ایک پٹانے اور غیر آباد کنوئیں کا نشان ہے جسے ڈل کہتے ہیں انہی ڈھیریں ہیں۔ یہ چند ڈھیریں گاؤں سے مغرب کی جانب واقع ہیں۔ بالآخر پٹانے میں سے مشہور ڈھیر

ہے جہاں قودہ اور کھیر و غیرہ کے پڑھاؤ سے چڑھائے جاتے ہیں۔ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہ پیر صاحب سال میں ایک مرتبہ ناگہان کر دکھائی دیتے ہیں۔ اسی لئے اس علاقہ میں سانپ کو مارنا منع ہے۔ ایک ڈھیری جھانڈالا کے نام سے مشہور ہے۔ اسی ڈھیری کے قریب ولی کے کئی درخت ہیں۔ یہاں ایک چھوٹا سا میلہ بھی لگتا ہے۔

## مینوئی کھوہی

گاؤں سے طوقہ جنوب کی طرف ایک قبرستان واقع ہے جو مینوئی کھوہی کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں بھی ایک بزدل کا مزار ہے جو ستہ ہو چکا ہے۔ قبرستان میں سیدھا لک بھی قبریں ہیں۔ جن میں حضرت سلطان شاہ بخاری کا مزار مشہور ہے۔

## جہات دامیلہ

یہاں ہر سال ۲۴ بج لگی کو ایک میلہ لگتا ہے جو جہات دامیلہ کہلاتا ہے جو کہ دو سو علاقوں میں سخی کا سنگ کہلاتا ہے۔ جہات دامیلہ میں سرور کے معتقدین اور فقیروں کا گروہ ہر مختلف دیہات سے ہوتی ہوئی یہاں پہنچتی ہے تو گاؤں کے لوگ گاؤں سے باہر نکل کر آج کا استقبال کرتے ہیں۔ جہات کے آگے آگے ایک شخص گھنٹی بجاتا جاتا ہے کچھ لوگوں کے ماتھ میں بے بے اور بٹے بٹے رنگدار جھنڈے جھول رہے ہوتے ہیں۔ جھنڈے اٹھانے والے ہر گاؤں سے۔ راستہ میں استقبال کے لئے جہات میں شالی ہو جاتے ہیں اور اپنے گاؤں کی حدود ختم ہونے کے بعد واپس چلے آتے ہیں۔ جہات کے دادو ہونے پر گاؤں کی عورتیں چڑھاؤ سے چڑھانے کے لئے جھنڈے والوں کے پاس بھیج ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی ہنٹ کے طور پر چھوٹی چھوٹی سرانیاں اور دوپٹے جھنڈے کے ساتھ ہانڈھوتی ہیں۔ وہ جھٹ سے اٹھانے والوں کے لئے قودہ کے گلاس بھی لیتی ہیں جسے جہات میں شال کوئی بھی شخص تبرک



بھوکہ پی پتا ہے۔ حیات کے ہر اہلک فکرا (گرتے وغیرہ) بھی شامل ہوتے ہیں۔ بچوں کو پالنا  
 دینے والے بھرائی (شیخ) عورتوں کے عجیب میں سادگی اور ڈھول بجا بجا کر ان کے بچوں کو  
 گود میں لے کر لڑی دیتے ہیں اور عورتیں انہیں چڑھا دے گی اشیاء بطور خدمت پیش کرتی ہیں۔  
 ”نہیں کھوئی کے مقام پر بڑے کے درخت تھے مردوں کا عجیب لگ جاتا ہے اور وہ صاف  
 چمٹے جوڑی یا سادگی داسے گوتے اپنا پڑا (کھاٹا) جماتے ہیں۔ یہ لوگ خاص طور پر ”مکھن“  
 اور دایرے گاتے ہیں۔ لوگ خوش ہو ہو کر انہیں دلیں دیتے ہیں۔ دیوں کا اعلان کرنے کو  
 ”دیوں ہو کر“ کہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے یہ لوگ اشعار بھی گھڑ لیتے ہیں۔ ایک شخص  
 شیر محمد نے انہیں ایک روپیہ دیا تو اس پر انہوں نے اس کے نام کا یوں اعلان کیا۔۔

وہی تہل دیتے آسے فی توں

وہیں ناں صفائی

آہی بولی کے دس او یارا !

ویل ایہہ کو سروں کائی

شیر محمد ک نے یارو !

سوہنی ویل کرائی

رہندا وچ کڑیاں کلاں وے

وہاں اوہی ویل وڈیاں

آسے گئے توں روٹی دیندا

رہتے مشان بتائی

جیوے شیر محمد سوہنا

بچنے ویل کرائی“

## جنگنی

جنگنی لجرات دزیر آباد سیا کوٹ، گوجرانوالہ شیخوپورہ، لاہور کے علاقوں میں بہت مقبول ہے۔ اور لاہور سے پانچ چھ میل اور حرسہ کار کے سائیں شتاق کو جنگنی گانے میں کمال حاصل ہے جو چٹا بھلے میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔ تو مجھے کہئے۔

اللہ بسم اللہ میری جنگنی  
 او سائیں لہوڑاں دایا جنگنی  
 او بھورے دایا جنگنی  
 پیر میریا جنگنی رہندی آ  
 جیہڑی نام علی دایا رہندی آ

پہلاں صفت خدا وی کہیئے  
 پھیر دو دہی تے پڑیئے  
 ہر دم دے خوفوں ڈریئے  
 او پیر میریا جنگنی رہندی آ  
 جیہڑی نام علی دایا رہندی آ

مرشد سائیاں کرم کماویں  
 دُبدی بیڑی بُتے لاویں  
 میرے دگرے کاج بناویں  
 آویں پیرا! آویں آویں!

او پر میرا جگن رہندی آ  
جیٹری نام علی دایندی آ

میری جگن دے دھاگے پنج  
بلی نہ پڑی دے نرسند  
جیناں کو بل کیتا جنگ  
ٹوڑی دینا کے ہو گئے دنگ  
او پر میرا جگن رہندی آ  
جیٹری نام علی دایندی آ

میری جگن دے دھاگے چار  
جیہا کھلی والا یار  
اوہوں کو سے نہ آوے مار  
او پر میرا جگن رہندی آ  
جیٹری نام علی دایندی آ

جگن جاڑی وجھ روہی  
جشان گڑ سہاگے جوئی  
اوہی دات پیچھے نہ کوئی  
اوہ تے رو رو کھل ہوئی  
او پر میرا جگن رہندی آ

جیٹری نام علیؒ دالیندی آ

جگنی جاوڑی دھکھارے  
گوڑے مٹی، بے گاس  
پے گئے دخت برے تے بھارے  
اوہ تے رو رہ چیکان مارے  
اوپر میریا جگنی رہندی آ  
جیٹری نام علیؒ دالیندی آ

جگنی جاوڑی گھسات  
او تے کوئی نہ لیندا وات  
پے گئی سرتے کال رات  
اوپر میریا جگنی رہندی آ  
جیٹری نام علیؒ دالیندی آ

جگنی جاوڑی نوشہرے  
کئی گئی اٹھ سکرو دھپہرے  
آقوں شانیدار پیا گہرے  
اوپر میریا جگنی رہندی آ  
جیٹری نام علیؒ دالیندی آ

جنگنی ہاؤسی گر ہوئے  
 زمان کھروان، خنڈے کوئے  
 اوپر میرا جنگنی رہندی آ  
 جیلری نام علی دالیندی آ

جنگنی پٹن لگی کھال  
 اوہ تے ڈگ پٹی موشہرہ سے بھار  
 تالے پاٹ گئی سسلوار  
 اوہ تے روندی نرادر نزار  
 اوپر میرا جنگنی  
 جنگنی رہندی آ  
 جیلری نام علی دالیندی آ

لاکڑی سے مغرب کی طرف کچھ فاصلہ پر دھستوں کے خنڈ میں ایک مسادھی نام مقبرہ موجود  
 ہے جس کے اندر قبر کے تعویذ کی جگہ ایک بڑی سی سیل پڑی ہوئی ہے۔ یہ ڈھیری تندھوڑی آؤ  
 کے نام سے مشہور ہے۔ لوگ یہاں چڑھاوے کے طور پر سنبھوڑ چڑھاتے ہیں۔ اس ڈھیری کا حوالہ  
 چراگو نامی ایک شخص ہے جو سانسو قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سانسویوں کے کسی بزرگ  
 کی ڈھیری ہے۔ یہاں ہر سال میلہ لگتا ہے جس میں آؤ دور سے سانسو شمولیت کے لئے آتے  
 ہیں۔ پہلے اس میلہ میں خوب رونق ہوا کرتی تھی گراب اس کا نذر لوٹ چکا ہے۔

چراگو سانسو تقریباً نوے برس کی عمر کا ہو گا۔ اس بڑھاپے میں بھی وہ خوب ہٹا لٹا اور  
 تو مند ہے۔ البتہ آنکھوں کی بینائی جواب دے چکی ہے۔ اس کی بیوی یہاں اُسے انگلی  
 سے کڑکھاتے پھرتی ہے اور وہ چشما بجا ہوا گھونٹہ جو بھی اٹھاتا ہے اُسے اتھکتا ہے۔

دور کرتا رہتا ہے۔ سات کو بھی اُس کی آواز میں سنائی دیتی رہتی ہیں۔

سانسی قوم اور اس کے رسم و رواج کو محفوظ کرنے کے لئے چپ کوٹا سنی سے انٹرویو مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ چراغ سحری ہے نہ جلنے وقت کب اسے گل کر دے۔

## میلے

### میلہ کالی جھاڑی

کالی جھاڑی گاؤں سے طعہ شمال مغرب کی جانب واقع ہے جہاں چوکھنڈی میں کچھ مزارات ہیں، یہاں ہر سال اٹھ میں میلہ لگتا ہے۔ میلہ میں دو دو سے تنگ اور گیتے شرکت کے لئے آتے ہیں۔

### میلہ بابا مولاشاہ

مولاشاہ جیٹھوی پنجابی زبان کے ایک اچھے شاعر گزرتے ہیں جی کی کئی تصانیف ملتی ہیں ان کے پوتے میان محمد اسمیں شعران کی یاد میں ہر سال بیٹھ کے ہمیدہ میں عرس منعقد کرتے ہیں عرس کے موقع پر تمام مولاشاہ کی کافیاں گاتے ہیں۔

### میلہ بابا عبداللہ شاہ بخاری

یہ میلہ ہر سال حیات کی آخری جماعت کو منعقد ہوتا ہے جس میں لوگ ساراں کی دھنوں پر بگڑا دیکھنے کے قابل ہوتا ہے بعض دفعہ میلے کے موقع پر پنجابی مشاعرہ بھی منعقد ہوتا ہے قول اور اس دعا ہے مجھے سنئے ماسکتے ہیں۔

### میلہ بابا کوٹہ شاہ

بابا کوٹہ شاہ کا مزار گاؤں کے شمال کی جانب واقع ہے۔ کبھی کبھی کچھ لوگ اس مزار

پر میلے کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔  
 علاوہ انہیں گاؤں میں اور بھی کئی میلے لگتے ہیں جن میں زیادہ دھوم نہیں ہوتا +

## بولیاں

لاہوں ہونا ای اگاس دے مشٹیا!  
 دیہڑے دھج نیں پھروسی

اکھ پٹ کے سہلیاں دے مشٹیا!  
 نیں تیری کیہہ لگدی

اکھ پٹارت دی  
 بیویاں ال دے آپنے آندا

بیڑیاں توں بوند لگ گئے  
 تینوں کھڑ نہ لگاٹیاں دے

ساتھوں کھاں نہ پٹیاں دے  
 دے پئی بوا دے انیاں

بلا چندی نیں دھپ دھ سڑ گئی  
 چھتری دی جھاں کرچا

میںوں ے دے سوٹ جپاں  
اگ لادان پھیٹاں توں

میرئی سس پیریاں دی ماری  
ہنس کے نہ لنگیہ منڈیا !

یار چھڈ گئے گل داکھیڑا  
چنجاں دے تویت بدے

یاری توڑ گئے بکریاں واسے  
اک گھٹ دودھ بدے

گورالنگ نہ گواراں کرٹیسے !  
لاچ لڈواں دے

پتا مارے بھیا لگی دیوا  
تے اکڑ نال گل کر گئی

اگ داری آرترا !  
تیرے آون دانی پادان



اوتھے کبہ دستا  
بچتے رہندے لوگ نقد رہے

مورا ایں مژدا  
چوئی بچھو بڑھیا آتے

نامے بابا مات رہ گیا  
نامے دے گیا دوانی کھوٹی

فی نہیں زردے دی دیگ پر لٹاواں  
جے میری سسٹن مر جاتے

منڈا مودھی دے بکر نالوں کالا  
یا پو دے پسند آ گیا

دیکھیں دیکھیں بانسند نہ بہوئی  
پتھر ڈیاں گھراں دے کائے

ہتھ بھل کے پاک نوں لایا  
گوری دی جھیری ٹٹ گئی

ویسے جیٹے صندوق کھڑی آندی  
دھچک بوسے بنتو باہمن

ہانی نامی کہار جس کی عمر مشکل نو دس برس ہوگی، نے ایک نوک گیت  
تھلا سنا۔

چھلا

گل سن چھٹیا چھوہرا !  
کاہنوں لایا اسی جھوڑا

چھلا مارا اٹاتے  
مرجاں دی پٹاتے  
گل سن چھٹیا چھوہرا !  
کاہنوں لایا اسی جھوڑا

چھلا مارا بدتے  
سوکن چٹہ گئی بندتے  
تیاں مارے ڈھڈھتے  
گل سن چھٹیا چھوہرا !  
کاہنوں لایا اسی جھوڑا

چھٹا چٹی سپاندی  
 سو کی پے گئی ماندی  
 جتنی کچھ حساب اندی  
 گل سنس چھٹیا چھو ہرا!  
 کاہنوں لایا اسی جھورا

چھٹا فون فون دانے  
 سینڈو بھج گیا تھانے  
 کھیدو مریجاں پئے ملنے  
 گل سنس چھٹیا چھو ہرا!  
 کاہنوں لایا اسی جھورا

چھٹا چھے چھے موتی  
 رہ گئی بھاتی دھوتی  
 گل سنس چھٹیا چھو ہرا!  
 کاہنوں لایا اسی جھورا

چھٹا مارا اک تے  
 بھل تچے مک تے  
 گل سنس چھٹیا چھو ہرا!  
 کاہنوں لایا اسی جھورا

چھٹا اولاد گھوڑوں  
 تیرے مال خریدوں  
 گل سن چھٹیا چھوہرا!  
 کاہنوں لایا اسی جھوڑا

چھٹا میں تہہ درندی  
 سنس طعنے مرندی  
 گل سن چھٹیا چھوہرا!  
 کاہنوں لایا اسی جھوڑا

چھٹا موتیاں والا  
 راتیں گندا پاٹا  
 گل سن چھٹیا چھوہرا!  
 کاہنوں لایا اسی جھوڑا

بیسٹ بیلیاں سیواں  
 تیرے باجھڑہ جیواں

چھٹا اک دی ٹہنی  
 چٹکی میں تھوہن چہنی  
 بیسٹ بیلیاں سیواں

تیرے باجھ نہ جیواں

چھو آؤنا جانا  
رُٹھایا رٹھایا  
بیسٹ بکلیاں سیواں  
تیرے باجھ نہ جیواں

چھو آؤی جاؤی  
رُٹھے یا رٹھاؤی  
مٹا لٹوٹ نہ آؤی  
بیسٹ بکلیاں سیواں  
تیرے باجھ نہ جیواں

چھو چٹ چٹ چاندی  
دایتیں بند نہ آؤی  
بیسٹ بکلیاں سیواں  
تیرے باجھ نہ جیواں

چھو پائیا چھو  
اکو سجناں بچی  
بیسٹ بکلیاں سیواں

تیرے باجھ نہ جیواں

چھلاؤں توں داسے

اوہ جاتے نہ جانے

بیٹھ جلیاں سیواں

تیرے باجھ نہ جیواں

## اکھان

دل دی کہیتی داڑ  
تے موہڑیاں دا کیہہ گڑناں

چھتوں دی کھوتی  
اوتے جا کھوتی

بھون بھون کھوتی جو ہڑوے شعلے

اگے اسی سی جی فٹے  
مڑوے فٹے مڑوے مڑوے

اشر و تیاں گاجراں  
تے دے پے زنا راکھ

ہاں کو کو ہاں  
آپ کھاندی گاجراں  
تے دسی تون دیندی ہئی

تیراوں ننگی  
تے ڈھاکاں تے ہتھ

بھیرے ننگ توں کپہ ننگ  
بھیرا کھلا وھاوے ننگ

اوہ کپہہ جانے ماوھو  
جھنپے پان گھیل کھاوھو

اوہ ماں مرگئی  
جیہڑی وہی نال مگر دیندی سی

آنکاں دے آنگ  
جیہہ ماپے پیجے ہانگ

جھنپے پیو دی داڑھی لگی  
اوہ سوہرے دی کپہہ لگی

ماٹواں ماریاں  
نکر کپہہ ماسیاں دا



ماقیاں دھیاں اُن پر دھیا  
بیشا بھیتاں بیشا

سوا کوہ تے وریا  
شخص اگے ای موڑھے تے

گوں بھنا دے جوں

گوں گنگھیں تے خواجہ دوسریا

اگ لی تے مینہ بھتوں

سایاں باجھوں سون ترائیاں

بیری واسے گھراہیں

چٹاں لیٹ اتناں پاٹا

کوہ نہ ٹہری  
باما ترائی

چور بڑھا جو کے سیٹے جاؤ ڈدا اسے

چور نہ چوراں دے بھائیوال

کاسے کوں دھولا بچے  
دنگ نہ دھائے گاتے نہ بھرت نہ ضرورے نے گا

بھڑپ گھوڑا ڈھنڈی نہیں

بھنوں بھنوں کھوئی آگودے چک

صیں گوا نہیں کھانیاں

اصل ٹوں سینت

کھن ٹوں سوٹا

بھاری آؤ ندی گھوٹے دی ہال اسے

تے جاندی بھن دی ٹور اسے

لوکے منڈھے دی ٹوٹے نہیں

مچھلداں وی لادی  
مُسن پڑ پڑی دھانیاں وی

جٹ بانے تے بھجوانے  
چوہڑاؤں برفوں

اپنا گھر  
سوکھ تے دسیاؤ تھا اسے

مجھے کہنا ہی  
ادھوں لین کی

سُوتے بھیڑ  
تے تھکے چھترا

جہڑے ہتھ ڈوڑی  
ادھار کوئی

پیسانہ دھیلا  
کرو میلا میلا

## جنتیالہ شیرخان

کڑیاں کھال سے شیخوپورہ جاتے ہوئے تھی میل کے خاصہ پر ضلع شیخوپورہ کا مشہور قصبہ جنتیالہ شیرخان ہے جہاں مشہور پنجابی صوفی شاعر وارث شاہ کا مزار ہے۔

کہتے ہیں کہ اس جگہ پہلے جنت ہی جنت تھے اس لئے اس جگہ کو جنتاں والا کہا جاتا تھا۔ جو بعد میں بگڑ کر جنتیالہ بن گیا اور شیرخان یہاں آیا تو اس جگہ کا نام جنتیالہ شیرخان مشہور ہو گیا شیرخان غزنی کے پٹھان قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور اپنے مرشد سخی احمد درویش کے حکم پر اپنے بھائی فتح خان کے ہمراہ تبلیغ دین کے لئے پنجاب میں آیا اور یہاں آباد ہو گیا۔ ————— آج بھی اس گاؤں میں شیرخان کی اولاد آباد ہے۔ یہاں شروع سے دو قومیں آباد ہیں۔ ایک پٹھان اور دوسرے کھوکھر۔ پٹھانوں اور کھوکھروں کا آپس میں اختلاف نسل و نسل چلتا رہا جس کی وجہ ایک مہرت کا اغوا تھا۔ ————— لیکن آج کل یہ دو قومیں صلہ صفائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ یہاں جہاگیر بادشاہ شکار کھیلتے آتا۔

## تاریخی عمارتیں

یہاں بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں جن میں مزارات قدیم زمانے کا ایک تالاب اور ایک باؤلی بھی ہے جسے شیرخان نے تعمیر کرایا تھا۔ — باؤلی پر فارسی زبان کا ایک قطعہ بھی کندہ ہے جس سے باؤلی کی تعمیر کی تاریخ کا اندازہ ہوتا ہے۔  
وہ اشعار یہ ہیں۔

بہر شہنشاہ اکبر لقب  
ہمایوں نسب خسروے کامیاب

بقدر مودہ سید غزنوی  
 رفیع المکان خان عالی جناب  
 محیط سنا و کرم شیر خان  
 زاہر کرم ہمتش برد آب  
 بمن کردوائے زمین کرم  
 کہ شد رشک سر شہ آفتاب  
 زد کوشش بود و لوگوں نخل  
 ز چرخش بود چرخ و بیخ و تاب  
 مہ خشب از شرم نیاید بدن  
 اگر کیشب ای توانے بیند خواب  
 ز تاریخ او گفت ہفت ہمن  
 بہ از چاہ خشب بگو در جواب  
 (۹۷۶ ہجری مطابق ۱۵۶۸ء)

### پیر حیات شاہ

جنڈیالہ شیرخان میں پیر حیات شاہ کا مزار بھی ہے جو بڑی سڑک پر واقع ہے۔  
 آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کو کتوں سے بے حد لگاؤ تھا اور ان کے  
 ساتھ ہی کھاتے پیتے تھے۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی نے دلی میں آپ کی دعوت کی  
 آپ دعوت میں شریک ہوئے لیکن دیکھنا ان کے دیکھا کہ آپ جنڈیالہ میں بھی اپنی  
 جگہ پر موجود ہیں۔

یہاں پیر اور دودھ کے چرائے سے چرائے جاتے ہیں۔

## چٹیاں قبریں

یہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی سات قبریں ہیں جن کا تعلق سادات سے بتایا جاتا ہے۔ یہ صرف ڈھیر ہیں۔ اب تقریباً بنا کو سات قبریں بنا دی گئی ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ زندہ زمین میں سما گئے تھے۔

## مشکی شاہ

پاکستان بھر کے جوا کیلنے والے مشکی شاہ کے مزار پر آج کل بھی جمع ہوتے ہیں اس کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ یہی میرا خیال ہے کہ چونکہ جوا کیلنے والوں کے لئے بڑا مزار ہے۔ دستوں کے جھنڈیں اس لئے جوا کیلنے والے یہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ مشکی شاہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

کہا جاتا ہے یہاں ہر سال شیر سلاہی دینے آتا ہے۔ لیکن آج کل آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے شیر نہیں آتا۔ آپ کے مزار پر مید گنا ہے تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

## تامچ ککارا

یہ مزار گاؤں سے مغرب کی طرف واقع ہے جس کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

## حافظ برخوردار

جنڈیالہ کے پانچویں سکول کے قریب ہی حافظ برخوردار کا مزار ہے۔ اُن کا نام سنتے ہی پنجاب کے مشہور شاعر حافظ برخوردار کا نام ذہن میں آتا ہے اور جب میں نے پوچھا کہ کیا یہ وہ حافظ برخوردار ہیں جنہوں نے یوسف زینما اور دیگر قصے لکھے ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ یہ وہ حافظ

برخوردار نہیں مگر مجھے بار بار پچھنے پر یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ آخر ان کا نام حافظ برخوردار کیوں  
تھا اور کیا ان کا اصل حافظ برخوردار سے کوئی تعلق تھا یا نہیں۔

## وارث شاہ

وارث شاہ کا مزار گاؤں سے جنوب کی طرف واقع ہے چھ کنڈلی میں تین قبریں ہیں جن  
میں سے درمیان والی قبر وارث شاہ کی ہے۔ ان کے دائیں بائیں ان کے جیسائی قاسم شاہ  
اور بہار شاہ کی قبریں ہیں۔

مزار کے سر ہانے ون کا ایک درخت ہے۔ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اس ون کے  
اڑھائی پتے کھانے سے غیبی شخص کا مرض بھی تیز ہو جاتا ہے۔ لوگ یہ پتے تبرک کے طور پر  
لے جاتے ہیں اور اپنے عزیزوں کو کھلاتے ہیں طبیب علم ذہنی کی کشادگی کے لئے اس ون  
سے اڑھائی پتے توڑ کر کھاتے ہیں۔ استحقاق کے دنوں میں تو اس علاقہ کے ہر طبیب علم کی  
یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس ون کے اڑھائی پتے ضرور کھائے تاکہ پرچے مل کر نئے وقت  
اس کا ذہنی فر فر پہنچے گئے۔

مزار کے ارد گرد کھجوروں کے درخت ہیں۔ کھجور کے پتے پھل کو ڈونکے کہا جاتا ہے۔  
وارث شاہ کے دربار کی کھجوریں لوگ بڑی عقیدت سے خرید کر کھاتے ہیں۔

وارث شاہ کا میدہ ساون کی و تاریخ کو منعقد ہوتا ہے۔ اس میدہ میں پاکستان بھر سے  
بیسر پڑھنے اور لکھنے والے حصہ لیتے ہیں۔ ایک پارٹی تو ہر کے قعہ کو شروع سے لے کر  
آخر تک ختم کرتی ہے۔ ان کے الفاظ میں گویا دوسری تلاوت کی جاتی ہے۔

میدہ میں نوک فکرا بھی اپنے فی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

وارث شاہ سے متعلق اس قسم کے گیت بھی سننے میں آتے ہیں۔

لے۔ اب ان کا غرضت مقصد دیر تعمیر ہے۔

## لوک گیت

دوونگان چٹھا لوکڑیو !  
شاہ وارث دے دیہاریاں  
دور تیاں تے دوکھیاں  
دوساوسے لہرے ماریاں  
دوونگان چٹھا لوکڑیو !  
شاہ وارث دے دیہاریاں



## شیخوپورہ

شیخوپورہ ایک تاریخی قصبہ ہے جسے جہانگیر نے آباد کیا تھا۔ اکبر بادشاہ جہانگیر کے پیارے شیخوپورہ آباد کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں روایت مشہور ہے کہ جہانگیر ایک بزدل شیخوپورہ کی دعا سے پیدا ہوئے۔ اسی لئے اکبر بادشاہ جو جہانگیر کو شیخوپورہ میں کہا کرتے تھے۔ اس وجہ سے جہانگیر کے آباد کئے ہوئے اس گاؤں کا نام شیخوپورہ ہے۔

ہرن میناریہاں سے قریب ہے جو کہ جہانگیر بادشاہ نے اپنے پیارے ہرن کی یاد میں تعمیر کرایا تھا اور جس کا ذکر تاریخی کتابوں میں موجود ہے۔

### ایک روایت

کہتے ہیں ہرن مینار بہت بلند تھا اور ایک مرتبہ کسی شخص نے اس پر چڑھ کر دیکھا تو وہ دُعا سے اپنے گھر میں اپنی بیوی نہاتی ہوئی نظر آئی جس کے بعد اس نے اس میں مارا اور پر کا خاصہ صحت گرا دیا۔

### قلعہ

یہاں ایک قدیم قلعہ بھی ہے۔ جو مغلیہ عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ مشہور ہے کہ اس قلعہ میں ایک ایسی شہزادہ تھی جو دیوانہ جاتی تھی۔ اس کے علاوہ تفصیل کتبوں میں آچکی ہے۔

## شاہ جمال

قلعہ کے قریب شاہ جمال کا مزار ہے۔ جہاں میلہ لگتا ہے اور لوگ دُور دُور سے آکر  
میلے میں شریک ہوتے ہیں۔

## پیر بہادر شاہ

جہاں پیر بہادر شاہ کا مزار بھی ہے جہاں بھیٹھ کے چھینے میں بہت بڑا میلہ لگتا ہے  
جس میں پتھر، سرکس اور دکانیں لگتی ہیں۔ لوگ فن کار، قسم کے لوگ گیت  
گاتے ہیں۔  
شیخو پورہ کے ایک شخص محمد علی نے مجھے کچھ بولیاں سنائیں۔

## بولیاں

اللہ ہو دا آواز آوے  
گئی فی فیتہ دی وچوں

جے نہیں جان دی جگے نے مرجانا  
تے پاک دے نہیں دو جھدی

میرا ما علاقہ پٹورا ہویا  
کیش دی کپاہ دھچکے

اسان پيلو آڏو ڏاڍا ڏاڍا  
بيها نون ساڙي مهين جوڪ جهڙو

بن جاني گي مرليان والي  
اک واري ڏان ڪر ڪر

ڪاڻي ٿڌي ڪاڏون ٺڪلي  
آڏو ڏي نون ٻاڻي ڪر

گوري ڏاڍو ڪي ڪي ڪي ڪي  
دھرتي نون ٺڪلي ڪر ڪر

پسدي ڪي ڪي ڪي ڪي  
ساڍا ڏاڍو ڪر ڪر

وڃ ڪر ڪر ڪر ڪر  
ڪر ڪر ڪر ڪر

ڪي ڪر ڪر ڪر ڪر  
ڪر ڪر ڪر ڪر

گوری خا کے چہرہ چوں نکی  
کڑا تی چوں آگِ جمہدی

بالو آیں نجدی  
بجوں کھوہ آگے باگڑی ہوتا

تیرا وال دنگ نہ ہو دے  
تیری آئی ہیں مرجاں

ہتھ سوچ کے گندل توں پاوی  
فی کیم ہڑی ایں توں ساگ توڑوی

اکھ بھل کے چھڑے توں ماری  
توڑ کے یرو نہاں کھا گیا

جے نیں جاندی جہاں دے دس پینا  
ہنگی ہندی تہن ملدی

متران دے پھنکیاں توں  
کھنڈرا پھنکیاں لاواں

## سُمران

ایک مرتبہ شیخوپورہ کا ایک شخص محمد حسین شاہ اسلام آباد آیا تو اس نے مجھے کچھ سُمری سنائیں۔ سُمران پنجابی لوگ گیتوں کی صنف ہے جو پنجاب کے علاقہ ماجھامیں بہت مقبول ہے۔ یہ صنف ڈھولے سے ملتی جلتی ہے جو کان پر ہاتھ رکھ کر ٹمبر سائز کے ٹیپ آواز میں گائی جاتی ہے۔

جاہ پایا جانا ایں

لوات جا رہیں مہینے

بیلی بھالنا جانا اسی

میری تھی دے لے

ایہہ بے پھل

تے مُندری تختیاں رگھت میں گئے

کچھ لپا میں غرضان

تے کچھ لہ میں لے

ایہہ وقت کھٹ پ جان گے

ایہہ رنگ سدا نہیں رہے

ٹٹ پے پھپھیاں جسے بھار

مردان نے سہنے

پکیاں سڑکان

اُتے بھدے نکتے  
جدوں پندیاں بھیڑاں  
یاد آوندے سکتے

تینوں بہن اداں  
سدیروں حاکو  
بُجھ گیا حلقہ  
پتے نہیں تراکو

بگی بھگی  
اُتے نکل کپا ہے  
جنہاں دی خاطر ملی  
بیل مل پے سا ہے

## سائیں مشتاق اور اُس کا گاؤں

لاہور کی طرف جاتے ہوئے مجھے سائیں مشتاق کا گاؤں سن کار یاد آگیا جو لاہور سے چند میل اُدھر بڑی سڑک سے ذرا ہٹ کر ہے۔ چونکہ سات گہری ہوتی جا رہی تھی اور بڑی سڑک بھی بڑھ رہی تھی اس لئے عکسی مقلی جیپ کو تیز سے تیز تر کئے جا رہے تھے۔ باقی ساقیوں پر گو جہانوار کے مرغوں کی بھنی ہوئی ٹانگوں اور پرندوں نے غنودگی طاری کر دی تھی اور رات کا اندھیل پن پھیل کر اُن کی آنکھوں کے پچھون پر بیٹھا ہوا تھا جس کی وجہ سے پوری آنکھیں کھول کر اُن کے لئے مشکل ہو رہی تھیں۔ نے کھل ٹانگوں پر ڈال دیا اور اگلی سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر سائیں مشتاق کے گاؤں جا پہنچا۔ میں دو بار سائیں مشتاق کے گاؤں جا چکا ہوں۔ آخری بار نذیر علی جبرائیل بھائی کے ساتھ جب میں سائیں کے گاؤں گیا تھا تو ہماری ٹانگیں گڑ میں دھنس گئی تھیں اور کتوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ نذیر علی گھبرا کر نکلتے گا لیکن اُس دن میں اس کی بہت اور روک ٹوکا دوں سے محبت کا قائل ہو گیا کہ سائیں کی کشش اسے کتے کو بھٹوں کی طرف نہ کھینچے چلی جا رہی تھی اور اپنے کندھے پر وزنی ناگرہ ڈیٹھ رہا اور ابھی نذیر کو ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ — سائیں کے گھر پہنچے تو اُس نے ہمیں صحن میں بٹھایا جہاں ایک سینیس بھی بندھی تھی۔ تھوڑی دیر میں چاٹی میں مدھانی چلنے کی آواز آنے لگی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں مٹی سے بھرے بڑے بڑے گلاس آگئے جن پر مکھن تیر رہا تھا۔ — چتے اور عورتیں ارد گرد کے گھروں کی چیتوں پر چپ ڈھ آئے تھے۔ — سائیں نے نذیر علی کی فرمائش پر کچھ گھبراتا مایہی اور مگنی سنائی۔



سائیں مشتاق امریکی





میں ایسے تھے ڈھول میرا سیریں  
 اکھتیں لگ گئیاں تقدیریں  
 میرے دکھاں دا نہیں کوئی سیری  
 ڈیگر ویلے  
 میں ہکا و بھکا مشیناں تے  
 ہتھ نہ کھڑی آں  
 راضی رہیں مسکیناں تے

میں ایسے تھے ڈھول میرا بھائیے  
 بھناں پچھے مصیبتاں جانیے  
 بڑی پاک دا دوشہ  
 بڑے اگے قوال آ  
 دے چھڈا فی  
 دے تے سوال آ

میں ایسے تھے ڈھول میرا قتل دے !  
 لیاں دکھاں پے گئیاں گل دے !  
 میڑے ہو کے سنیں گل دے  
 میری مشکی کر دیتی سن دے

و آتا دار و منہ  
 آتے چٹے منارے میں  
 پا چھوٹے سبھناں  
 کیوں مسکین کھارے

میں ایتھے تے ڈھول میرا ہزارے  
 سجتاں تیر ظلم دے مارے  
 تیس چتے تے اسیں مارے  
 نواں بڑا سپیا  
 دھج بیٹھا دوزی آ  
 ایویں کرسیاں  
 جیویں سجتاں دسی مرضی آ

میں ایتھے تے ڈھول میرا کھائی  
 جی جیسی بدن گھبر آئی  
 فہر پیاں کنیاں  
 کچے بنیرے بھر گئے میں  
 ہارے پر دیسی  
 مرناں کر کے فر گئے میں

راتیں جاگیں شیخ سداویں، راتیں جاگن کئے، تھیں اُتے  
 دُشمن داناؤں نہ چھوٹے بھائیوں سو سو پندے بچے تھیں اُتے  
 ساری راتیں بھوک بھوک کے کھانڈیاں تے تھیں، تھیں اُتے  
 اُٹھ اڑکیا پیر مٹاے تھیں بازیاں تے تھیں اُتے  
 (کچھ شاہ کے یہ اشعار سائیں جو نہیں گاتا ہے)

بھئی تیری گاواں جنگلی جی !  
 حق دم مرشد جنگلی جی !  
 علی بی ہاں دی جنگلی جی !  
 تے بڑی اہم دی جنگلی جی !  
 شاہ بھاری دی جنگلی جی !  
 ولی شاہ تاریا جنگلی جی !  
 دُم گنگو، دُم گنگو  
 گنگو گنگو کسے ہی  
 تے کمر بنی دا پڑھی  
 پیر میرے والی جنگلی جی  
 دُم گنگو، دُم گنگو

میری جنگلی دی تقدیر  
 میرے مرشد محمد امیر

میری صاف کرو قصیر  
 تیسوں کی پیراں دے پیر  
 بن گاواں تیری جگہ بنی جی  
 حق دم مرشد جگہ بنی  
 علی نیچ پال دی جگہ بنی  
 تے تیری امام دی جگہ بنی  
 شاہ بنارس دی جگہ بنی  
 ولی شاہ تاریا تیری جگہ بنی جی  
 بنی گاواں تیری جگہ بنی جی  
 دم گمشکوں، دم گمشکوں  
 گمشکوں گمشکوں کرے پئی  
 نامے کلہ بنی دا پٹے پئی  
 پیر میرے والی جگہ بنی جی  
 دم گمشکوں، دم گمشکوں

جگہ بنی جاوڑی سی ہزارے  
 جہان تیر ظلم دے مارے  
 تھی جیت گئے تے اس مارے  
 بنی گاواں تیری جگہ بنی جی  
 حق دم مرشد جگہ بنی  
 علی بچپال دی جگہ بنی

تے بڑی امام دی جگنی  
 شاہ بنادے دی جگنی جی  
 ولی شاہ تاریا تیری جگنی  
 نیں گاواں تیری جگنی، دم گشکوں  
 گشکوں گشکوں کرے پئی  
 نامے کھر تہی دا پڑھے پئی  
 پیر میرے والی جگنی جی  
 دم گشکوں، دم گشکوں

اے اللہ تے بھائی! میم محمد، ہر اک شے دی جوڑی  
 مائی تواتے بھائی! باوے آدم دی اللہ ملائی جوڑی  
 حسن حسین علیؑ دے ہاتے بھائی! دوسجیاں دی جوڑی  
 علی بچپال دی جگنی  
 ہن گاواں نیں تیری جگنی جی!  
 دم گشکوں، دم گشکوں  
 گشکوں گشکوں کرے پئی  
 نامے کھر تہی دا پڑھے پئی

میری جگنی دے دھالے گئے  
 جنہوں سٹ عشق دی لگے  
 کھر اوہے مونہوں پھبتے

دشمن ساڈے اگلے  
 جدوں نعرہ مسلحہ اگلے  
 تے اچھی تیری گادان بھگتی جی  
 تے اک دم ترشہ جی  
 دم گٹکوں، دم گٹکوں  
 گٹکوں گٹکوں کرے بھنا  
 تے کمر نہی دا پڑھے پئی  
 پیر سے والی بھگتی جی  
 دم گٹکوں، دم گٹکوں

## چٹے گھڑے اور کنگ کا گیت

گھڑا دھوا رنگ و جھدی  
 ذرا چٹنا دھواسن کرٹیتے !  
 ایسہ دنیا بارخ بہشتن اے  
 توں ہر رنگ دے نہیں چٹی کرٹیتے !

لاء واچٹا میسدا دھوا اسی  
 میرا ترشہ پدے کھیا اسی  
 بچ میا اسی دے گھیا اسی  
 کنی کھول کے ذرا توں سن کرٹیتے !

گھڑا وجدا، گنگ وجدی  
ذرا چٹا وجدا سن جندڑی !

چھٹے بھائی چھٹا پرویا  
مرشد اگے میں حاضر ہويا  
میرا مطلب پورا ہويا  
سن سن جندڑی  
گھڑا وجدا، گنگ وجدی  
ذرا چٹا وجدا سن کرلیے !

ایہہ بھائی چٹا پاکستانی وا اے  
ایہہ سارا زمانہ جانتا اے  
ایہہ ہر کوئی پہچان وا اے  
ذرا کن کھول کے تون سن جندڑی !  
گھڑا وجدا، گنگ وجدی  
ذرا چٹا وجدا سن جندڑی !

مرشد میرے کرم کا یا  
چٹا میرے ہتھ پھڑایا

چٹے رگوں میں سب کچھ پایا  
 فدا سُن چٹے دے گئے جھنڈی  
 گھڑا و جدا، کنگ ویدی  
 قرا چٹا و جدا سُن جھنڈی  
 ایہہ دنیا بارغ بہشتی اے  
 قون ہر رنگ دے پل چٹ جھنڈی



## راوی

راوی کا دل عبور کرتے ہوئے راوی کے بارے میں لوگ روایات میرے ذہن میں گھومتی گئیں۔ جہانے کیوں پنجاب کے لوگ بیٹیوں کو بیاہنے کے بعد کہتے ہیں۔

”جہان درجئے! راوی

نہ کوئی آوی نہ کوئی جاوی“

دراصل اس بات کے پیچھے پنجاب کا ثقافتی مزارع جھکتا ہے جہاں ایک بار بیٹیوں کو بیاہ دینے کے بعد ماں باپ کے گھر سے ان کا بوسوں پرانا رشتہ یکدم ٹوٹ جاتا ہے۔ ماں باپ یہ نہیں چاہتے کہ ان کی بیٹی اپنے سسرال سے لڑا جگر لڑکر گھرا بیٹھے۔ اس لئے یہ بات کہہ کر وہ بیٹی کے دل اور ذہن میں ایک نئے خیال کو جنم دیتے ہیں جس کے تحت چاہے اس کے سسرال والے اس سے جتنا برا سلوک کریں اسے وہیں رہ کر نباہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نہانی درجئے راوی کا دوسرا مفہوم دوری کو ظاہر کرتا ہے جب ماں باپ یہ بات کہتے ہیں تو ان کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کی بیٹی دور جا رہی ہے جہاں سے گھر آنا مشکل ہوگا۔

راوی کا ذکر از پنجاب کی بہنو بیٹی اور ماں میاں ہے اسی لئے پنجاب کی عورتوں کے لوگ گیتوں میں راوی کا ذکر بار بار آتا ہے۔

وگدی اسے راوی دے سٹنی آن تیلدا

ٹر گیا ماہی دنگ پے گپ پیلدا

وگدی اسے راوی دے سٹنی آن دیکھکے

کنہڑیں ماہی جیہڑے دجیاں نوں دیکھدے

وگئی اسے راوی درج سٹنٹن آں پرا تلم  
اگے ٹکڑ پچھے کھلیاں جستاں !

## پتوکی

ہم لاہور رکنے کی بجائے ساہیوال جانے کے لئے چوکی والی سڑک پر ہوئے۔  
جب ہم پتوکی پہنچے تو رات عمرنی کی طرح لوگوں، ریڑھیوں، وکافوں اور گھروں کو اپنے پنوں  
میں لئے بیٹھی تھی۔ بڑی شکل سے ہم نے ریٹ ڈاؤن تلاش کیا اور سونے کی تیاریاں کرنے لگے۔  
لاہور کے قریب ہونے کی وجہ سے یہاں ترقی یافتہ ضلعی زندگی کا رنگ گہرا نمایاں ہے  
یہاں کے لوگ ملازمت کے لئے جسے لاہور جاتے ہیں اور شام واپس آ جاتے ہیں۔ سمسٹر کی  
سہولتوں کو دیکھنا جیسے تو پتوکی کو لاہور کے منافات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ہنزیاں  
اور دودھ یہاں سے بھی لاہور بھیجا جاتا ہے۔ جو لوگ دودھ لاہور بھیجتے ہیں انہیں دودھ بھی کہا  
جاتا ہے۔ یہاں سوکے قریب گھروں دھیروں کے ہیں۔ عام طور پر ان کی اپنی جینیں نہیں  
ہوتیں بلکہ یہ دوسروں سے اور ارد گرد کے دیہاتوں سے دودھ اکٹھا کر کے منسروخت کر  
دیتے ہیں۔ زیادہ تر اراکین اور ملک یہ کام کرتے ہیں۔

روحانی بزرگ۔

بابا عباس۔

آپ کے مرید دور دراز تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ۶۰ ستمبر کو مید گت ہے۔ لوگ جھنگڑا ناچتے  
ہیں۔ دکانیں سجائی جاتی ہیں۔ سرکس عام طور پر لاہور کے لوگ لاتے ہیں۔ شام کے وقت قوال  
ہوتے ہیں۔ مید آٹھ روز تک جاری رہتا ہے۔

## بابا شیر شاہ ولی

بابا عباس کے عرسِ رسید کے ایک ماہ بعد بابا شیر شاہ ولی کا میلہ لگتا ہے اور تقریباً  
وہیسا ہی ہوتا ہے۔

## بابا بالالین کے لال

میلہ لگتا ہے میچ تاریخ معلوم نہیں ہو سکی



چیتشیل



چیتشیل

# پاک تین میں

جب ہم پاک تین میں داخل ہوئے تو وہاں سے بابائے یہ گنج شکر کے مزار کے گنبد پر چڑھ گئے تھے۔ ہوائی روشنیوں دیکھ کر ہمارے تھکے ہوئے چہرے کھل اُٹھے۔ شہر میں پہنچے تو ایک لمبی اور نہ ختم ہونے والی قطار دیکھ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ قطار کیسی ہے؟ پتہ چلا کہ یہ لوگ بہشتی دروازے میں سے گزرنے کی خواہش کے نشے میں قطار بنائے کھڑے ہیں۔ جگہ بتاتے اور دھکے جھتکتے ہم درگاہ باندہ سے گزر کر مزار پر پہنچے تو مدار حقیقت مندوں سے کہا کہی جہاں ہوا تھا بہشتی دروازے میں سے گزرنے والے ایک دروازے سے داخل ہوتے تو ایک لمحے کے بعد دوسرے دروازے کے سامنے گرے ہوئے ملے۔ غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ جب ایک دروازے سے آدمی داخل ہوتا ہے تو مدار کے قریب کوڑا نظامیہ کا نشانہ دوسرے دروازے کی طرف دھکا دے کر اسے باہر گرا دیتا ہے۔ اپنی جڑی قعداویں لوگوں کو دیکھ کر مجھے یہ ڈر ہونے لگا کہ کہیں میں خود بھی گم نہ ہو جاؤں اور اپنے آپ کو ڈھونڈنا پھروں۔ میرے ساتھیوں کی بھی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی۔

ہم اے سی (A-C) کی تلاش میں باہر جانے لگے تو ایک شخص نے میرا بازو پکڑ کر پوچھا تم بہشتی دروازے میں سے گزر رہے ہو؟ میں نے حیرانگی سے نفی میں سر ہلایا تو وہ مجھے مزار کی طرف دیکھنے کہنے لگا۔ بولا: آؤ میں تمہیں بہشتی دروازے میں سے گزار دیتا ہوں۔ مگر میں نے اس سے سختی سے انکار کیا۔ پھر بڑا آواز میں سے کہنے لگا اور مجھے معلوم تھا کہ بہشتی دروازہ ابھی دو دن کھلا رہے گا۔ اس نے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہولایا اور انہیں بتایا کہ میں بہشتی دروازے میں سے فرار گزروں گا کیونکہ اتنی جیڑ اور آپا دھابی میں مجھے بہشتی دروازے میں سے گزرنے والا شخص نوز میرا کیا لگتا تھا، میں تو اسے باتا بھی نہیں تھا۔

پاک تین کے پاس میں انہیں نے جو تعینات لوگوں سے اکٹھے کیے۔ ان کی تسخیل دیکھ کر وہی جی ہے

# پاک چین

پاک چین ایک ٹیلر پروانچ ہے اور ساہیوال سے مشرق کی طرف تیس میل کے فاصلے پر ہے۔ دریائے ستلج چار پانچ میل کے فاصلے پر بہتا ہے۔ پہلے یہ پاک چین کے ساتھ ساتھ بہتا تھا مگر اب چار پانچ میل پرے ہٹ گیا ہے۔ اس چین سے امیر تیمور سلطان محمود غزنوی اور ابن بطوطہ نے دریائے ستلج کو جوگیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پاک چین کئی مرتبہ آجڑا اور آباد ہوا۔ پاک چین کا پرانا نام وجود من تھا لیکن بابا فرید کی آخری آرام گاہ ہونے کی وجہ سے شہنشاہ اکبر نے ۱۶۰۷ء میں اس کا نام پاک چین رکھا۔

پاک چین کی آبادی ۷۵۰ ہزار کے قریب ہے اور اہمیت کی بڑی وجہ بابا فرید گنج شمس کی آخری آرام گاہ ہے۔ بابا فرید جب پاکستان میں تشریف لائے تو کفر زوروں پر خدا اور جہاد کی رسم عروج پر تھی۔ بابا فرید نے یہاں کے جاوگروں کو اسلام کی طرف راغب کیا۔ وہ اصل بابا صاحب کی شخصیت ایک ایسی متبرک تمہار کی مانند تھی جس نے کفر کی تارکی کو کاٹ کر اسلام کی جھک اور روشنی سے پورے علاقے کو منور کیا۔ ابتدائی دور میں یہاں ہندو یعنی کھتری برہمن اور وہ اور دانش دان آباد تھے۔ مسلمان قوموں میں ستید، ہشتی اور قریشی زیادہ تعداد میں تھے۔ اس کے علاوہ وٹو، جریا بھی کچھ تعداد میں تھے۔ یہاں کی کھول قوم کے بارے میں محققین نے لکھا ہے کہ انہوں نے انگریزوں سے مسلح مزاحمت کی۔

# بابا فرید گنج شکر

بابا فرید کے بارے میں کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اسی لئے لوگوں میں بھی وہی باتیں مشہور ہیں جو کہ بڑوں میں درج ہو چکی ہیں۔ بابا صاحب کے مرید پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ محققین نے بابا صاحب کا شجرۂ نسب یوں بیان کیا ہے :

۱۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳۔ شیخ ناموسؒ

۴۔ شیخ منصورؒ

۵۔ شیخ سلیمانؒ اول۔

۶۔ خواجہ ادرعہ بنی

۷۔ خواجہ ابراہیم شاہ بنی

۸۔ شیخ اسحاقؒ

۹۔ شیخ ابوالفتح واعظ اکبرؒ

۱۰۔ شیخ سعد اللہ واعظ اصغرؒ

۱۱۔ شیخ مسعودؒ

۱۲۔ شیخ سلیمانؒ

۱۳۔ شیخ نصیر الدین حمزہؒ

۱۴۔ شیخ شہاب الدین احمد فرخ شاہؒ کاہن

۱۵۔ شیخ محمد یوسفؒ



بابا سریدے کے نزار پر سنگ



قرآن



۱۶۔ شیخ محمد احمدؒ

۱۷۔ تاجی محمد شعیبؒ

۱۸۔ شیخ جمال الدین سیدانؒ (مفتز الدین)

۱۹۔ حضرت بابا نسیب الدین مسعود گنج شکرؒ

## عُرسِ رملہ

حضرت بابا صاحب کا عرس ہر سال ۲۵ ذوالحجہ سے شروع ہو کر دس محرم تک جاری رہتا ہے اور عرس کی جو رسومات خواجہ نظام الدین محبوب الہی نے اپنی موجودگی میں اوکرائی تھیں آج تک ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

ختمِ قرانی کی رسوم ۲۵ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہیں، جس دن چڑھے سجادہ نشین اپنے مکان سے دو گاہوں کے سجادگان، مریدوں اور معززین کے ہمراہ جلوس کی شکل میں دربار پر گتے ہیں جلوس کے آگے آگے کچھ لوگ نمسکر لگاتے ہیں: ایک نقیب اللہ - محمد - چار یار، حاجی خولہ قطب، مزید۔ ایک شخص گرج بجاتا ہے تاکہ لوگوں کو اطلاع ہو کہ سجادہ نشین مزار پر تشریف لا رہے ہیں جب سجادہ نشین واپس پہنچتے ہیں تو منبل صراح شروع ہو چکی ہوتی ہے لیکن آج کل یہ رسم ختم ہو چکی ہے۔ ختم و دعا کے بعد سجادہ نشین اپنے ہاتھوں سے سچی کا بجلی تقسیم کرتے ہیں۔

## بہشتی دروازہ

بہشتی دروازے کے بارے میں بھی کافی تفصیلات کتابوں میں درج ہو چکی ہیں۔

مسلم نظامی اپنی کتاب الفوائد الغریبہ میں لکھتے ہیں۔

آپ کے روضہ منورہ کے دو دروازے ہیں ایک جانب شرقی اور دوسرا بائیں جانب جنوب ہر بہشتی دروازہ کہلاتا ہے۔ اس روضہ پاک کی تعمیر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے کرائی تھی جس کی



درگاہ بازار کے سامنے سورتوی کا جرم



مزار کے باہر ایک منگ بین ڈال رہا ہے

برائینٹ پر ایک قرآن پاک ختم کیا گیا ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کی کھدائیوں میں سے ایک کھدائی ہے۔ ہمارے خیال میں حضرت بابا صاحب کے پائیں جفتی دروازہ کا ہونا کمال امتیازِ موتی کی دلیل ہے۔

بہشتی دروازہ ۵ محرم کو کھلتا ہے اور اس دروازے کو کھولنے کی بھی ایک مخصوص رسم ہے اور سجادہ نشین مومنین کی شکل میں اسے کھولتے آتے ہیں۔ اس موقع پر گزرا پہلے اور شکر تقسیم کرتے ہیں جس کی تفصیل تقریباً سب سے قبل میں آپ کی ہے۔ پہلے یہ دروازہ صرف ایک دن کے لئے کھلتا تھا مگر اب تین دن تک کھلا رہتا ہے۔

## محفل سماعِ رِقْوَالی

کہا جاتا ہے کہ ہشتیہ سلسلہ کے لوگ محفل سماع کے بہت شوقین تھے۔ اسی لئے حضرت بابا صاحب کے مزار پر حرم کے دونوں میں بھی محفل سماع ہو کرتی تھیں لیکن دیوانِ صاحبان نے اب یہ سلسلہ بند کر دیا ہے جس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ عورتیں بھی موجود ہوتی تھیں اور بہت سے لوگ صرف عورتوں کے لئے محفل سماع سننے آ جاتے تھے اور ایک غلط رجحان کو فروغ مل رہا تھا۔ وہ خاص جگہ جہاں موسیقی کی محفلیں ہو کرتی تھیں اب اسے قرآنِ معلّٰی بنا دیا گیا ہے۔ لیکن اب بھی پاکستان کے مشہور اور بڑے گویے عرس کے موقع پر بابا صاحب کے مزار پر ماحفزی دیتے ہیں۔ اور قریب ہی ایک سکول میں قیام کرتے ہیں۔ جہاں موسیقی کی محفلیں جمتی ہیں۔ اب کی بار ہم نے دیکھا تو بہت ہی حسن اور استادِ سلامت علی زمان کے علاوہ بہت سے قوال اور گائیک مزارِ پچاغری دیتے آئے ہوتے تھے۔ چند نیک مزار پر قوالوں کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس لئے آج کل شہر کے معزین کے گھر میں محفل سماع کی محفلیں ہوتی ہیں اور ایک آدھ محفل دیوانِ صاحبان کی قیام گاہ پر بھی ہوتی ہے۔ پاکستان کے تمام موسیقی سے متعلق رکھنے والے لوگ اور نامور گویے ہر سال ہاتھ ملاتی سے

موس کے مرنے پر بابا صاحب کے ہاں عارضی دیتے ہیں۔ اور قوال حضرات تمام مصروفیات منسوخ کر کے عقیدت کے اظہار کے پہنچتے ہیں۔

## درگاہ بازار

حضرت بابا صاحب کے مزار پر جانے کے لئے چھوٹے سے تنگ بازار سے گزرنا پڑتا ہے جسے درگاہ بازار کہا جاتا ہے اس بازار میں چادریں، مکھانے، جعڑ، سرمہ، انگوٹھیاں، ہار، کڑے اور ایسی ہی چیزیں بکتی ہیں کثیر چیزوں پر بابا نصیریہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اس بازار میں بچے والی سبھی اشیاء بابا صاحب کے دربار سے تعلق رکھتی ہیں۔

سردہ : ایک خاص بات یہ ہے کہ یہاں سردہ بہت بکنا ہے۔ جب لوگوں سے اس کی وجہ پوچھ گئی تو کوئی خاص روایت سامنے نہ آئی بلکہ آنکھوں کی بینائی اور لہ کے حوالے سے صوفیاء کرام کا ذکر سننے میں آیا۔

عطر : ایک اہم بات یہ ہے کہ یہاں جو عطر مسرورفت ہوتا ہے۔ اس کی اپنا ایک منفرد خوشبو ہے اور یہی دیکھ کر دہلایا جی کہ مسرورفت نہیں ہوتا اور نہ ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بابا صاحب کے دربار کا خاص عطر ہے۔

عقیدت : حضرت بابا صاحب سے لوگوں کی عقیدت بیان سے باہر ہے۔ لوگ (زیہ) (زیہ) پکارتے ہیں، اچھے دربار پر آتے ہیں۔ جب ہمیشہ دروازہ کھلتا ہے تو لائن کا آخری سرا تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ شہر کے اندر سے آنے والے لوگ بتاتے ہیں کہ ہمیشہ دروازے میں سے گزرنے والوں کی قطار کا آخری سرا شہر میں ہے۔ اس شہر میں بیڑھی قطار کو مابا مہائے تو تھریجا ایک میل کا فاصلہ بنتا ہے اور لوگ گھنٹوں نیچے پاؤں قطار میں کھڑے رہتے ہیں اس قطار میں بلوچ، پنجاب، پنجابی اور سندھی سبھی عقیدت سے سرشار پیچھے لائے اپنی باری انتظار کرتے ہیں جس شخص کو قطار میں کھڑا ہونے کی جگہ مل جاتی ہے وہ اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت

تصور کرتا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ سب سے زیادہ لوگ کراچی سے آتے ہیں۔ عروس کے دنوں میں اتنے زیادہ لوگ جیسے ہو جاتے ہیں کہ انہیں کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اس دروازہ میں سے گزرنے والا جنتی ہو جاتا ہے۔

## ایک محقق سے ملاقات

یوں تو بابا صاحب پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن خواجہ مسلم نظامی کی کتاب انوار العزیز المعروف تاریخ فریدی مستند تسلیم کی جاتی ہے۔ جب مسلم نظامی صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا، بعض محققین نے لکھا ہے کہ طہن نے اپنی بیٹی حضرت بابا صاحب کے نکاح میں دے دی تھی تو مسلم نظامی نے اسے غلط قرار دیا۔

## بودے

پاک تہن کے ہرونی سے میں بودلہ فارم ہے۔ یہاں کے رہنے والے لوگ بوئے کہلاتے ہیں اللہ کے بیاں کے مطابق بودلہ لفظ بوئے دل کا غلط اعام ہے۔ بودے اپنے آپ کو چشتی قریشی (صدیقی) بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ابو بکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبدالرحمن کی نسل میں سے ہیں۔ یہ لوگ ۱۹۴۷ء میں قباول آبادی کے تحت جیراز پور سے ہجرت کر کے پاک تہن میں آباد ہوئے۔ مردوں کا لباس عام شلوار قمیض ہے جبکہ عورتیں روایتی گھنگھرا پہنتی ہیں۔ بودلوں کی شہرت کی وجہ باؤبے تھنے کے کاٹنے کا دم ہے۔ ان کے آباؤ اجداد بھی یہ دم کرنے میں کمال شہرت رکھتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ سلسلہ کیسے اور کہاں سے مشرعیع ہوا تو محمد اکرم بودلہ جو کہ خود میں باؤبے تھنے کے کاٹنے ہوئے آدھی کو دم کرنا جانتے ہیں نے بتایا کہ ان کے بزرگ شیخ شہاب الملک کشمیر کے رہتے تھے جو ہر دمیت اپنے پیر کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ ان کے پیر بھی اپنے مرید سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ پیر رات کو محبت کے لئے دھڑکے لگے کو ان کے دل میں

نیل دیا کتہ اچھا ہو۔ اگر انہیں وضو کرنے کے لئے گرم پانی مل جائے۔ اس خیال کا آنا ہی تھا کہ مرید شیخ شہاب الملک نے گرم پانی حاضر کر دیا یہ خوش ہوا اور بولا۔ تم تو دل کی ہر بات بوجھ جیتے ہو۔ اور ہر مرید کو اسی نسبت سے برے دل کا خطاب دیا۔ بودلوں کا خیال ہے کہ پاؤں کے کتے کے کانٹے جوئے آدمی کو دم کرنے کا سلسلہ ان کے بزرگ شیخ شہاب الملک سے ہی شروع ہوا۔

## اذن

اس دم کا باقاعدہ اذن دیا جاتا ہے لیکن نماز اذان سے باہر اذن دینے کا حکم نہیں — اذن کے لئے ایک دن مخصوص ہے۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں کو اگر جمعرات چلے تو یہی کسی کو اذن دیا جاسکتا ہے۔

## دم کرنے کا طریقہ

جب کسی شخص کو پاؤں کا کٹ لے تو اسے جلد اذہلد بودلوں کے پاس لا یا جاتا ہے اور ساتھ ہی دم کرنے کو منہ کے گھیلے دیئے جاتے ہیں۔ قریب کے جتنے بھی بچے اور نوجوان مریدین کو بیکھ کر جھن ہو جاتے ہیں انہیں مریدین کے گرد ایک دائرے کی شکل میں بٹھا دیا جاتا ہے اور دم کرنے والا ایک ایک گھیلے پر کچھ چڑھ کر بچوں کو پکڑا جاتا ہے پھر ایک بچہ دوسرے کو اور دوسرا تیسرے کو یہ گھیلے پکڑا دیتا ہے اور پھر آخری بچہ اسے پرے رکھ دیتا ہے۔ پھر دوسرا گھیلے اسی طرح سب ہاتھوں میں جاتا ہے۔ پھر میرا اور یہ سلسلہ سات گھیلوں تک جاری رہتا ہے۔ جب یہ پوچھا گیا کہ کیا قرآن کو کوئی سمجھتا یا آیت پڑھ کر یہ دم کیا جاتا ہے تو بودلوں نے بتانے میں تامل سے کام لیا اور پھر اصرار پر اتنا بتایا کہ سمجھتا یا آیت پڑھ جاتا ہے۔ آٹھ کل بودلوں میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو یہ دم کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب بہت کم لوگ

یہ دم کرانے آتے ہیں کیونکہ زیادہ تر لوگ ڈاکٹر کے پاس پہلے جاتے ہیں۔ کرم بولہ نے بتایا کہ پچھلے سال میں نے صرف ایک شخص کرم کیا تھا۔ سوال کیا گیا کہ کیا وہ شخص مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا تھا تو اس نے بتایا کہ اسے ابھی اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی۔ پرانے وقتوں میں جب علاج معالجے کی صورتیں پوری طرح دستیاب نہ تھیں تو اکثر لوگ کتے کے کانے کا دم کرانے ان کے بزرگوں کے پاس آیا کرتے تھے بلکہ جب کس شخص پر بارے کتے کا زہر عود کر آتا تھا تو وہ تیزی سے بولوں کے پاس لایا جاتا تھا اور جب اس شخص کو چھڑا جاتا تو وہ تیزی سے دم کرنے والے بزرگ کی طرف بھاگتا تھا اور وہ اس پر تھوک پھینکتے تھے جس کے اس پر گتے ہی وہ یک دم رک جاتا تھا اور چہرہ دم کا عمل مشہور عورت ہوتا تھا لیکن اگر بزرگ یہ محسوس کرتے کہ مرین کا بچنا محال ہے تو وہ اس پر نیلے رنگ کا کپڑا ڈال دیتے تھے جس سے وہ جلد ہی ابد کا نیستند سو جاتا۔

نوم کرنے والے لاپتہ

محرم بولہ، بولہ نام، پاک تین ضلع ساہیوال۔

## سخنی غلام قادر / رحمن پیر

پاک تین ہی میں حضرت بابائے سید کے مزار سے دو تین میل کے فاصلے پر دو روحانی شخصیتوں سخنی غلام قادر اور رحمن پیر کے مزار قریب قریب ہیں۔ آپ دونوں قادر ہی سلسلہ کے ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاندان میں روحانی سلسلہ کی ابتدا باقاعدہ طور پر سخنی غلام قادر سے شروع ہوتی ہے۔

## سخنی غلام قادر

سخنی غلام قادر مصنفوں سے نہ صرف محبت کرتے بلکہ صوفیائے ملک کے ملک سلسلے کے



چمن پور



سختی خدام آقا در کے مزار پر ایک مسلک



رنگ میں رنگے ہوئے تھے لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ "مست" تھے جو سرِ نیا ز مسلک کا ایک منفرد رنگ ہے۔ آج کل میں آپ کے مزار پر مشکوں کی اتنی تعداد موجود رہتی ہے جو اور کسی مزار پر دکھائی نہیں دیتی۔ قریب ہی ایک درخت کے نیچے مشکوں کا ڈیرا ہے جہاں بچ "لگا رہا ہے جب ہم مزار پر پہنچے تو بچ کے گرد بہت سے مشک بچھے ہوئے تھے جنہوں نے لوہے کے کڑے اور بیڑیاں پہنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کا جسم ننگا تھا اور لوہے کے گنگنوں اور زنجیروں میں چھاپا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: آپ نے اتنا لوہا کیوں پہن رکھا ہے؟ وہ بولا: میں قیدی ہوں۔

میں کا؟ میں نے پوچھا۔

سختی قرار کا؟ اس نے جواب دیا۔

مکب سے؟

معلوم نہیں۔ جب میں ہوش میں آیا تو قیدی ہی تھا۔

اس نے مجھے بیٹھے کا اسٹارہ کیا اور کوئی مٹھائی قسم کی چیز میری طرف بڑھائی جیسے میں نے مٹھن میں پیسے دیے۔

میں نے اس سے پوچھا: وہی کہاں سے کھاتے ہو؟

بولہ کہیں سے آجاتی ہے۔ کبھی دائیں طرف سے کبھی بائیں طرف سے کبھی اوپر سے

سختی دیتا ہے۔

میں نے کہا: سختی اللہ سے ملاتا ہوگا۔

اس نے گھوم کر سب کے طرف دیکھا اور بولا: اللہ سے ہی ملاتا ہوگا لیکن میں نے خود اللہ

کو بھی جہاں مانگتے دیکھا ہے۔

میں نے چمک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا لیکن وہ جڑے اعتماد اور سہائی سے سختی کے مزار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی یہ بات سن کر میرے اندر سوال کرنے کی جرات نہ رہی جو صلہ کر کے میں

لے اس سے پرچھا۔

”اگر تم ہوئے کی زنجیریں لنگن اور بیڑیاں نہ پہن تو کیا تم سخی کی قید سے رہا ہو جاؤ گے اور اسے ماننا چھوڑ دو گے؟“

کہنے لگا: ”وہ تو قہرِ نفسِ آتا ہے بیسکر لئے کریر دھا گا ہے، کچا دھا گا جس سے میں نے اپنے جسم کو بازو دکھا ہے، جسم بھاگتا ہے۔ میں اسے ان زنجیروں سے بازو کر رکھتا ہوں۔ پہلے میں نے سسیر لاپہنا تھا پھر ایک دن مجھے لگا جیسے اس کا تو کوئی وزن ہی نہیں، میں نے اور لاپہنا بہن لیا اور آج کل میں نے سسیر لاپہنا ہوا ہے لیکن مگتا ہے جیسے وزن ایک چٹان تک بھی نہیں؟ اس نے دوسرے منگ کی طرف اشارہ کیا: ”یہ بھی قیدی ہو گیا ہے سخی کا۔ ابھی کم لاپہنا ہے اس نے اور بہن لے گا؟“ سب منگوں نے ایک ساتھ سخی کا غرو بند کیا وہ میں سے ایک منگ ساتھ کر مستی میں ناچنے لگا۔

ان منگوں میں ایک عودت بھی تھی جو چپ، بیٹھی حقہ پی رہی تھی۔ میں نے اس سے پرچھا: ”اماں! آپ کب سے سخی کے دربار پر آئی ہیں؟“ پہلے تو وہ کچھ دیر چپ چاپ میری طرف دیکھتی رہی پھر حقہ کی دوسرے منگ کی طرف نظر کرتے ہوئے بولے:

”اکھنچا تے ایچان ای ساں ————— سخی زوں مشہول و حیرت تے۔۔۔“

اس نے جلد اوجھڑا چھوڑ دیا۔ اور لمبی چپ میں ڈوب گئی۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا کہ وہ کچھ بولے لیکن پھر میں نے محسوس کیا کہ وہ سب ہماری موجودگی سے بڑبا۔ بولنے لگے تھے میں وہاں سے اٹھا اور مذا ہے ایک دکاندار سے باتیں کرنے لگا، اس نے مجھے بتایا کہ وہایت مشہور ہے کہ سخی قادر شراب پینے کے عادی تھے۔ جب وہ پاک تبا تشریف لائے تو حضرت بابا مسدید وصال (مما چکے تھے۔ سخی غلام قادر پاک تبن آئے تو دیوان صاحبان نے انکی شراب نوشی سے تنگ آکر شراب اور لے کی تمام دکانیں بند کر دیں۔ آپ نے منگوں سے شراب لانے کے لئے کہا تو انہوں نے بتایا کہ تمام دکانیں بند کر دی گئی ہیں۔ پاک تبن میں یہی کہنا تھا۔ سخی نے منگوں

سے کہا جاؤ اور وہ کواں چلاؤ۔ روایت میں ذکر آتا ہے کہ جب وہ کنواں چلا گیا تو پانی کی بجائے شراب نکلنے لگی۔ یہاں تک کہ پاک پین کے لوگوں نے دیوان صاحب کے ہاں جا کر داما دیا کہ آپ نے سنی قادر کے لئے شراب کی دکانیں تو بند کرا دیں لیکن اب تو شہر کے سب لوگوں کو جہنم میں عورتیں اور بچے بھی مش مل ہیں کنویں سے پانی کی بجائے شراب مل رہی ہے۔ دیوان صاحبان حضرت سنی قادر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعائی طلب کی۔

سنی خادم قادر کا میل بھی چن پیر کے میلے کے ساتھ بھی چیز کی ۱۲ اکوشرہ روخ ہوتا ہے۔ دراصل یہ دونوں روحانی شخصیتوں کا اکٹھا میل ہے جسے میل چن پیر کہا جاتا ہے۔ اس میلے پر فقیر، سرکس اور بھرا بھی ہوتا ہے۔

سنی قادر کے مزار پر حاضر می کے کافی عرصہ بعد تک جس سنی کے مزار پر بیٹھے منگ کی باتیں میرا یہ بھپا کرتی رہیں اور میں سوالوں کی سولی پر لٹکا رہا میں اس بات کا بخیر بخیر، چاہتا تھا کہ سنی کے منگ نے یہ کیوں کہا کہ میں نے خدا کو بھی یہاں روٹی مانگتے دیکھا ہے۔ اس بیان نے دراصل مجھے اندر سے ہلا کر رکھ دیا تھا اور میں ایک بار پھر مختلف اولیاء اللہ اور صوفیاء کی زندگی کے مطالعہ میں ڈوب گیا۔۔۔۔۔ آخر کار میں نے ایک طویل زمینی سفر کے بعد قہر لکلا کر چونکہ وہ صوفی جو وحدت الوجود کے قائل ہیں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ہر چیز میں موجود ہے اور سنی قادر کے مزار پر بیٹھا ہوا منگ چاہے علمی سطح پر وحدت الوجود کا تجزیہ نہ جانتا ہو لیکن روحانی طور پر ایسی مسلک سے وابستہ ہوگا۔ لہذا اسے جب کبھی بھی کوئی خستہ حالی نہیک ل فیروزان سنی کے مزار پر کھسک لے بھوک سے ڈھال ادمرادھر پھر تا نظر آتا ہوگا تو چونکہ وحدت الوجود کے قائل صوفی کہتے ہیں ہر چیز میں اللہ موجود ہے، اس لئے اس منگ کو بھی روٹی مانگنے والے فقیر میں اللہ نظر آتا ہوگا اور یہاں وہ یہ کہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے تو خدا کو بھی یہاں روٹی مانگتے دیکھا ہے۔

## چمن پیر

آپ جن بات ادیب سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور چمن غلام تادور کے حامدان میں سے ہیں آپ کا سلسلہ نسب غوث پاک سے ملتا ہے۔ آپ کا ایک میلہ (محرم) لاہور میں بھی ہوتا ہے جہاں آپ کی ہمشیر و دانش پذیر ہیں جو آج کل گدی نشین بھی ہیں۔

روایت ہے کہ چمن پیر جو بات بھی کہہ دیتے تھے پوری ہو جاتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نہایت صاحب کرامات تھے۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ایک بزرگ سید اصغر علی کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ گاڑی ایک سٹیشن پر رُک کر ان کے بزرگ نے گاڑی سے اتر کر نماز نیت لی۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی چل پڑی۔ آپ نے اپنے بزرگ کی طرف دیکھا جو اطمینان سے نماز پڑھ رہے تھے اور پھر گاڑی کی طرف دیکھا۔ گاڑی کچھ دور جا کر رک گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ پلیٹ فارم پر کوئی نماز پڑھ رہا ہے۔ ڈرائیو نے گاڑی چلانے کی بہت کوشش کی لیکن جب تک چمن پیر اور ان کے بزرگ سید اصغر علی گاڑی میں بیٹھ نہ گئے گاڑی نہ چلی۔

آپ مسلم لیگ تھے اور روایت ہے کہ کانگریس کی حمایت نہ کرنے پر ایک بار انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ جیل کی ریاویں بل گئیں۔ کہتے ہیں کہ پاک تین جیل کے پاس کی دیوار آج تک بار بار تعمیر کا شاق ہے مگر جب وہ موقع آتا ہے جب آپ کو گرفتار کیا گیا تھا تو گر جاتی ہے۔

آپ نے جوانی کی عمر میں رنات پائی اپنے مزار کی بنیاد خود اپنی زندگی میں رکھی۔ آپ کا عمر ۱۳۱ سیر کو ایک کھلے میدان میں ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ اوقات نے آپ کے مزار کو حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن نالا نہ کھل سکا اس لئے یہ مزار اب تک اوقات کی تحویلی میں نہیں آسکا۔

## پاک تین: صوفیانہ مسلک کی تجدید

پاک تین اگر کسی نزدیک سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہاں پاکستان بھر کے گدی نشینوں اور مذہبی بزرگوں کا اکٹھا ہوتا ہے۔ یہی خیال میں پاک تین کو سنی ازم کے نئے چھانٹا کا سٹالو کرنے کے لئے مرکوز کیا جاسکتا ہے۔ حضرت بابا صاحب کے عرس (میل) کے موقع پر میری ملاقات بہت سے ایسے لوگوں سے ہوئی جو کہ اپنے ماننے والوں اور مریدوں کے ہمراہ دور دور سے آکر عرس (میل) کا تقریبات اور رسوم میں شریک تھے۔ بلکہ یہاں ڈیرے لگائے جاتے ہیں اور گدی نشین اور روحانی مسلک کے لوگ کئی کئی دن قیام کرتے ہیں۔ مثلاً میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پیر سبزعلی شاہ کے ڈیرے پر بھی گیا جو حضرت بابا فرید کے عرس کی رسمات میں شرکت کے لئے اپنے مریدوں کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ پیر سبزعلی شاہ کی عمر کوئی ۴۰ کے لگ بھگ ہوگئی میں نے آپ کے ایک مرید سے پوچھا۔

آپ ان کے مرید کیسے ہوئے؟

ہولہ۔ پیر صاحب ایک سرکاری دفتر کے بیٹے میں بی اے کر رکھا ہے۔ خود بھی انجمن تلیس کے محکمہ میں ملازم تھے لیکن آپ نے سب کچھ چھوڑ کر درویشی کی زندگی کو پسند کر لیا۔ آپ کی دعا بہت قبول ہوتی ہے۔ پھر اس نے مجھ سے سوال کیا۔

تم نے پیر صاحب کے ہر سیکر پر فائدہ دیکھا ہے۔

میں نے پیر صاحب کی خدمت دیکھی جو گھاس چونس پر ایک کوئی بی مریدوں میں گھرے ہوئے بیٹھے تھے۔ میرے خیال میں اس وقت یہاں ساٹھ کے قریب لوگ پیر سبزعلی شاہ کے ڈیرے پر عقیدت کا اعتراف کر رہے تھے۔ ایک شخص جو چٹان تھا میں نے اس سے پوچھا۔ آپ بھی پیر صاحب کے مرید ہیں؟ کہنے لگا میں پیر سبزعلی شاہ کو گزشتہ تین سال سے دیکھ رہا ہوں میں بابا شریف کے عرس (میل) پر ہر سال آتا ہوں۔ پہلے سال میں نے پیر سبزعلی شاہ کو قندار



پاک پتھری سنگ



سے دیکھا۔ دوسرے سال قریب بیٹھ کر ملا گیا اور اب اس سال جب وہ آئے ہیں ان کے قریب  
 ہی ہوں۔ کوئی چیز خود بخود کہیں گے کہ ان کے قریب سے آئی ہے۔

اسی طرح اور بہت سے روحانی (صوفی) قسم کے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر  
 یہ اندازہ ہوتا ہے کہ روحانی اور صوفیانہ مسلک فرحان لوگوں میں تجدید اور ارتقا کے عمل سے  
 گزر رہا ہے اور بہت بڑھے کچھ اور تکنیکی علم حاصل کئے ہوئے فرحان بھی اس عمل کا حصہ ہیں  
 یعنی ایک شخص نے مجھے بتایا کہ وہ ایک جنگ میں اچھے عہدے پر فائز ہے اور اس کے کوئی ساتھی  
 جگمیر سیریز مل سٹو کے مرید ہیں۔ اسی طرح آؤنسٹ شریف اور دوسرے صوفی سلسلوں کے لوگ  
 حضرت بابائسیریت عقیدت کے باعث یہاں جمع ہوتے ہیں اور ان کی STODY کرنے کا  
 بہترین موقع ہوتا ہے۔

پاک تین کے ملا تھے میں جن باتوں پر تحقیق کی جانی چاہیے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ زندہ صوفی اور روحانی لوگ اور صوفی ازم کی کشنی ہوتی روایات۔
- ۲۔ پاکستان کے موسیقاروں اور گانے والوں کی حضرت بابائسیریت سے عقیدت۔
- ۳۔ چشتیہ سلسلہ اور قوالی کی روایت۔
- ۴۔ سنی غلام قادر کے مزار پر ملنگوں کا اجتماع۔ لوہا پیٹنے والے ملنگ اور ان کا عقیدہ۔
- ۵۔ یہاں کھوئی ہوئے ہیں جن پر رپڑ کی جاسکتی ہے۔

## ملکہ انس

ملکہ انس پاک تین سے گیا رسول کے خاوند پر ہے یہاں وہ قدیم مسجد ہے جس کے حجرے میں بیٹھ  
 کر وارث سٹو نے پیر لکھی تھیں۔ عکس مفتی نے تجویز کیا کہ یہاں رسالہ پیر پڑھنے کی محفل ہونی  
 چاہیے اور پاکستان کے تمام حصوں سے پیر پڑھنے والوں کو مدعو کرنا چاہیے۔

## قبولہ، ضلع ساہیوال

قبولہ، عارف والا سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک تاریخی اور قدیم چھوٹا سا شہر ہے۔ روایت ہے کہ اس کا نام ایک شخص مقبول کے نام کا غلط انعام ہے کیونکہ یہ شہر بار بار زمین میں دفن ہوتا تھا لہذا مقبول نامی شخص کو اس کی بنیادوں میں رکھا گیا اور اس کے بعد یہ شہر کھڑا ہو گیا جب بعض لوگوں سے پوچھا گیا کہ مقبول کو زندہ یا مردہ اس شہر کی بنیادوں میں رکھا گیا، تو لوگوں نے لاطینی کا اظہار کیا، کہا جاتا ہے کہ اس شہر میں بہت سے قلعے تھے جن میں ایک اب بھی شہر حیات میں موجود ہے۔ پہلوان نامی ایک بزرگ نے بتایا کہ یہاں کسی وقت راجا عدلی کی حکمرانی تھی یہ قلعے راجہ عدلی کی ملکیت تھے۔ روایت ہے کہ جب راجھا جیر کو بھگا کر لے جاتا تھا تو یہاں سے گزرتے ہوئے دلہر عدلی کے لوگوں نے انہیں پکڑ لیا اور راجہ کی خدمت میں پیش کیا۔ راجہ نے جیر کو اس کے وارثوں کے حوالے کر دیا۔ جیر نے قلعے میں آکر کہا: "راجا! جیرے شہر کو آگ کیوں نہیں لگ جاتی؟" ایک دعا یہ ہے کہ راجھے نے کہا تھا کہتے ہیں شہر میں آگ بھڑک اٹھی، لوگ گھبرا کر باہر نکل آئے اور جیر کو راجھے کے حوالے کر دیا تو راجھے نے کہا آگ سگتی رہے گی لیکن نقصان نہیں ہوگا۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ آج تک گلیوں اور سطحوں میں روڑیاں سگتی رہتی ہیں۔ درحالیہ اٹھتا رہتا ہے، حتیٰ کہ بارش میں بھی مگر نقصان کبھی نہیں ہوا۔

## بابا محسن شاہ۔

یہاں بابا محسن مشاہد کا مزار ہے کہا جاتا ہے کہ آپ خوش پاک کی لڑی میں سے ہیں جیسلوان سلسلہ سے متعلق رکھتے ہیں۔ جب آپ کی اولاد میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے تو جہاں اسے تدفین کیا جاتا ہے وہاں ریت ڈال کر چراغاں بنایا جاتا ہے۔ دیکھئے کہ تو کچھ دیر ٹھٹھاتی ہے اور پھر مرنے



والے کے قدم کا نشان ریش پر ثبت ہو جاتا ہے۔ روایت ہے کہ آپ کو یہ بشارت ہوئی تھی کہ جو بھی  
 میری اولاد میں اصل اور سچا ہوگا اس کے قدم کا نشان ثبت ہو کر رہے گا۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک  
 جاری رہا بلکہ پہلوان نانی شخص نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا۔ مگر اب یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے۔

## کرامات

کہا جاتا ہے کہ ایک بازاریگر اجادوگر شیخ پورہ سے اڑکا ہوا آیا اس نے عمر سے چھاتی بازو  
 دکھا تھا مگر یہاں آکر بابا من شاہ کی روحانی طاقت کی تاب نہ لا سکا اور گر پڑا۔ پہلے اس کی  
 قبر سیدھی تھی کیونکہ اسے کھڑے کھڑے دفن کیا گیا تھا مگر اب عام قبروں کی طرح بنا دی گئی ہے۔  
 بازاریگر اور کچھ بچیں حاسنہ اب بھی یہاں آکر اس کی قبر کے نزدیک قیام کرتے ہیں اور عقیدت کے  
 اظہار کے طور پر چٹا سا میل لگاتے ہیں۔

چود سال پہلے بابا من شاہ کے مزار پر بہت بڑا میل لگتا تھا۔ ماہ رمضان کی ۲۶ اور ۲۷  
 کو ان کے مرنے دو روز دور سے میل میں شرکت کرنے آتے تھے لیکن اب یہ میل بند ہو گیا ہے اس کی  
 وجہ غالباً ہے کہ گوری نشین مسوس کہتے ہیں کہ میل ہوتا رہا تو مزار منکھ اور تاف اپنی تحریک  
 میں لے لے گا۔

## پیر محمد شفیع

آپ کا میل (مرس) ہر شکر کی ۲ تاریخ کو ہوتا ہے۔ سسہ کس تعمیر طر اور مکانات بھی لگتی  
 ہیں۔ قرآن بھی پڑھتے ہیں۔

## بابا احمد دین (موجی)۔

آپ کا میل نہیں ہوتا مگر عقیدت مند مسلمان ختم کراتے ہیں اور عقیدوں کو کھانا کھاتے  
 صبیں۔



## تاریخی مسجد

یہاں ایک بہت پرانی اور تاریخی مسجد ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اسے اکبر بادشاہ نے بنوایا تھا۔

## ہیر پڑھنے کی روایت۔

قبولہ میں سرور پڑھنے کی روایت بہت پرانی ہے۔ یہاں آج کل بھی نہیں جیتی ہیں ایک شخص ہیر گانا اور دھندہ سنتے ہیں۔ اس روایت کا تعلق ہیر رانجے کے اس واقعہ سے ہے جب وہ قبولہ سے گزرتے تھے اور راجہ عدلی کے آدمیوں نے انہیں پکڑ لیا تھا۔ یہاں سے یہ جانتے کے بعد کہ قبولہ میں ہیر گانے کی روایت موجود ہے ایک شخص نذر محمد سے کہا یہ سنو تو وہ یکدم تیار ہو گیا اور ایک کان پر ناکھڑک کر ہیر گانے لگا۔ بعد میں اس سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی پیشہ لگانے والا نہیں بلکہ گھوڑوں کو نعل لگانے کا کام کرتا ہے۔

## قومیں اور پیشے

یہاں زیادہ آرائیں اور شیخ آباد ہیں گندم کالی ہوتی ہے۔ لوگ زیادہ تر تاجر ہیں۔

## منڈی چشتیاں

منڈی چشتیاں کے وہ حصے میں ایک حصہ آباد کاروں پر مشتمل ہے اور دوسرا وہ جہاں یہاں کے اصل باشندے رہائش پذیر ہیں اور جیسے پرانی منڈی چشتیاں کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی منڈی ہے۔ منڈی چشتیاں ابتدا میں ریگستان کی علاقہ تھا لیکن ۱۹۴۲ء میں پنجاب کے مختلف حصوں سے لوگوں کو یہاں آباد کیا گیا اور پھر آہستہ آہستہ ان آبادکاروں نے زمین کو سرسبز شاداب بنا دیا۔



مزار خواجه نورمحمد مبارک

یہاں کھول، جویاہ آرائیں۔ مجھ پر سے مہجوریت، چٹان اور چشتی آباد ہیں۔  
 خدای چشتیاں کی سب سے بڑی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ یہاں خواجہ نور محمد ہاشمی چشتی کی  
 آخری آرام گاہ ہے اور اسی نسبت سے اسے خدای چشتیاں کہا جاتا ہے۔ خواجہ نور محمد ہاشمی  
 کے بارے میں تفصیلات اکثر کتابوں میں آچکی ہیں۔ آپ کا عرس ۲ ذوالحجہ کو ہوتا ہے اور دور دور  
 سے آکر لوگ شرکت کرتے ہیں۔

## لامون آباد

نواب لامون کے نام سے مشہور ہے یہاں قبریں دلتے "دوڈ پر بابا مشتاق سٹ" کا مزار  
 ہے جہاں ہر سال میل لگتا ہے۔ لامون آباد کا پہلا نام بدر و والا تھا لیکن بعد میں تبدیل کر کے نواب  
 لامون کے نام رکھ دیا گیا۔

## سیورام

یہاں ایک فقیر قسم کا آدمی سیورام ہاشمی بھانے میں کمال رکھتا ہے۔ روایت ہے کہ اٹھے  
 ہاشمی بھانے سے منع کر دیا گیا کیونکہ اس کی ہاشمی میں اس قدر تاثیر ہے کہ جب وہ ہاشمی بھاتا ہے  
 تو لوگ کیاں بے خود ہو کر گھروں سے نکل کر اس کی ہاشمی سننے آجاتے ہیں اس لئے لوگ اسے ہاشمی بھانے  
 سے روکتے ہیں۔

## دیریاؤں کے خشک پاٹ

ہر دیریا کا کسی دیکھی علاقے میں خشک پاٹ ضرور ہوتا ہے جہاں موسم کی تبدیلیوں کے ساتھ  
 ساتھ کبھی پانی کا دریا آجاتا اور کبھی پھر خشک ہو جاتا ہے۔ مختلف گزشتہ دیریاؤں میں جہاں جاتے ہوئے  
 سندھ کا خشک پاٹ عبور کریں تو عام راستے سے حاصل آؤں گے جہاں ایک ایک کشتیوں کا پل



سٹیج کے پاٹ میں ایک جھونپڑی



پکمن واسول کی جھونپڑی

میں ہے جیسے نازی گٹ کہا جاتا ہے۔

اس طرح پاک تین سے ہارستہ فلزہ چشتیاں نورث محاسن جاتے ہوئے سسٹیل کا خشک پاٹ پڑتا ہے۔ دریاؤں کے یہ خشک پاٹ لوگ درشے کی تحقیق کے نقطہ نظر سے بڑی اہم جگہیں ہیں۔ یہاں لوگ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ ہر دریا کے خشک پاٹ میں ایک الگ قسم کی جھونپڑی ملتی ہے۔ مثلاً علی کے خشک پاٹ میں جوگ اور پچس واس ملتے ہیں جن کی جھونپڑیاں الگ الگ طرز کی ہیں جوگ کی پڑے کے ٹکڑوں سے بنی ہوئی چھوٹی جھونپڑی بنتے ہیں۔ جبکہ پچس واس ذرا بڑی اور ریت میں آگنے والے گاس چھونس سے جھونپڑیاں ترتیب دیتے ہیں۔ مفتی صاحب نے خبر لیا کہ ایک منصر بنایا جلتے جس کے تحت جھونپڑی میں بہنے والے اور محاسن طور پر دریاؤں کے خشک حصوں میں جھونپڑی لگا کر رہنے والوں پر تحقیقی کام کیا جائے۔

# چوستان

چوستان "پستان کا غلط الحام ہے" میں کا مطلب ریت ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق چوستان تیرہ ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔ چوستان کو "روہی" بھی کہا جاتا ہے اور اسی حملے سے یہاں رہنے والوں کو روہیلے پکارا گیا ہے۔ یہاں رہنے والوں کی اپنی مخصوص روایات اور رسم و رواج ہیں۔ یہ لوگ مشکل اور محنت زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔

## تاریخی پس منظر

بہت سے مورخین نے لکھا ہے کہ کبھی چوستان میں چھوٹے بڑے کئی شہر آہستہ آہستہ اور دریائے گھاگڑا اس کے درمیان سے گزرتا تھا جسے چوستان میں رہنے والے کچھ بزرگ گھاگڑا بھی کہتے ہیں اس دریا کی گڑگڑا کو اب بھی چوستان کے سینے پر انگ پھپھاتا جا سکتا ہے اور موسم ہوتا ہے کہ واقعی کبھی یہاں جوان اور کناروں تک پھرا ہوا دریا بہتا ہوگا۔ لوگوں میں اس دریا کے خشک ہو جانے کے بارے میں زیادہ کہانیاں مشہور ہیں بلکہ عام طور پر تو لوگ یہی کہتے ہیں کہ انہیں معلوم نہیں یہ دریا کب خشک ہوا۔ ایک بوڑھے شخص نے جو ریت کے تیلے پر انگ خشک بینا تھا، دریا کے خشک ہو جانے کے بارے میں میچھر حوالے کے جواب میں کہا: "دریا کو حکم ملا تھا کہ یہ راستہ چھوڑ دو"



میں نے پوچھا: کس کا حکم؟

بوزے شخص نے غلامین گھوڑا اور بولا: حکم تو وہی دے سکتا ہے جس میں طاقت ہوتی ہے۔

میں نے پوچھا: ایسا حکم کیوں دیا گیا؟

اس نے چٹری رینٹ میں رہتے ہوئے کہا: میں صبر و ادب کا تھا، اور یہاں کے رہنے والوں سے روٹ گیا تھا۔ اسے اس لوکی کی موت کا غم کھا گیا جس نے غلاموں سے پناہ لینے کے لئے اس میں چھلانگ لگائی تھی۔ اس نے ایک لوکی کی خاطر ان سب لوگوں کے بین کی بھی پڑا دی کہ جو اس کی خاطر بال کھولے بین کر رہے تھے۔ کہتے ہیں جب روز بروز دریا جگہ خالی کر رہا تھا تو ڈھور ڈھس اس سے انتہا میں کرتے تھے۔ ایک بھیڑ نے اس کے کنارے بلب بلب کر جان دے دی تھی مگر دریائے اس قدر بان کو متحمل نہ کیا۔

بابا یہاں تک آ کر پہنچ ہو گیا۔ میں نے بے چین سے پوچھا: پھر کیا ہوا بابا؟

مجھے معلوم نہیں کہ وہ کتنے ہوئے پیچھے میں بولا اور اٹھ کر اپنے مال کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور موت کی کر وہ کچھ اور بتائے مگر اسے تو چپ لگ گئی تھی۔ باوجود شدید صبر کے اس نے کچھ نہیں بتایا۔ آخر میں نے اس کا نام پوچھا تو وہ ڈر گیا اور ٹیپ ریکارڈر کی طرف دیکھ کر بولا: جادو سائیں! جو مظلوم تھا بتا دیا۔ میں ضد کر رہا تھا کہ جیب کا لارن زور زور سے بھا اور میں گھنٹی پر لگے ہوئے گتے کی طرح بیپ کی طرف بھاگا جہاں میں صبر سا حق میرا انتظار کر رہے تھے۔ پھر میں نے جوستان کے ہر علاقے میں دیا۔ اسے میں پوچھنے کی کوشش کی لیکن کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔

## جوستان میں آباد قومیں۔

جوستان میں سب سے اہم قوم مہر ہے اس کے علاوہ کھے، لاڑ، شیخ، پراہوئے، ڈوہے

## دیباچے لکھ کر کاغذ تک پاٹ





ایک

بلوچ، ختربے، حبشی، منڈل، پنجوار، پریاڑ، مینگھ والی سیکھے، جویا، کوری، وکیا فقیر اور لنگیا ہ آباد ہیں۔

## اہم قوم مہر۔

دیکھئے اور محسوس کرنے میں آیا کہ مہر قوم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ روایت ہے کہ حضرت سرمدیان کی لڑائی میں سے چار بھائی تھے۔ مہر، جویا، کوری اور منگیا۔ اور آگے ان کی اولاد بھی موجود ہے۔

## مہروں کے رسم و رواج

مہر بیٹے کا رشتہ کسی دوسری قوم میں نہیں کرتے لیکن بیٹے کے لئے جویا، کوری یا منگیا قوم کا لڑکا پسند کر لیتے ہیں۔ جب لڑکے کا رشتہ کرتے ہیں تو شادی ہونے تک ہر چھ ماہ بعد چھٹی دیتے ہیں، جس میں چھ من ملنے، ایک اونٹ بھر پاگھڑا اور کپڑے مشامل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جب شادی کا وقت آتا ہے تو سدا طرح لڑکے والوں کو کنا پڑتا ہے۔

## موت کی رسمیں۔

مہروں میں باپ یا ماں کے مرنے پر بہت بڑا کانا دیا جاتا ہے جسے روٹی دینا کہتے ہیں اس روٹی میں صلہ موجود ہونے کی وجہ سے اسے کڑاوا بھی کہتے ہیں چودھری احسان اللہ نے ہمیں بتایا کہ داد خانان کوٹ کے مہر و درسا خان کے باپ کے مرنے پر روٹی ہوئی تو ۴۰ من تبا کو پیالیا جس سے روٹی کھلنے والوں کی تعداد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے تبیں اونٹ چاندی کے روپے اشاکر شہر گئے جن سے سامان خریدا گیا۔ مہروں میں باپ کی روٹی کڑاوا اصل بیٹے کی عزت کا مقام ہوتا ہے اور بات مشہور ہے کہ نلاں بیٹے نے اپنے باپ کا کڑاوا کیا۔ اس کے علاوہ ایک اور

رسمِ سات دروگڑی کے نام سے ادا کی جاتی ہے جس کے تحت ہر نیا جنم لینے والے کو سات روٹیاں اور سات چٹانک گھس دیا جاتا ہے چاہے وہیں کھائے یا گھر لے جائے۔

## بھٹی

پوستان میں جو بھٹی آباد ہیں ان میں سے اکثر کا خیال ہے کہ قلعہ موج گڑھ کی تعمیر کے لئے پیر پور کے قواب بیکانیر کے راجے سے روٹیاں پکانے والے بھٹی خاندان کو یہاں لائے تھے جن کے لئے ایک ٹائٹل اور مذہبی رسوم ادا کرنے کے لئے ایک قاضی بھی تھا۔ اب بھی موج والی کے بھٹی گھباروں کا کام کرتے ہیں لیکن کچھ بھٹی اپنے آپ کو دلا بھٹی کی اولاد بتاتے ہیں۔ کچھ بھٹیوں نے اوٹ اور بھٹیوں میں پال رکھی ہیں۔

## رسم و رواج

یہاں کے بھٹی ہر قوم میں رشتہ کر دیتے ہیں لیکن خاندان میں رشتہ کرنے کو اولیت دیتے ہیں۔ بھٹیوں کے موقع پر سہرا بھندی اور دوسری رسمیں پنجاب کی عام رسموں سے ملتی جلتی ہیں۔

## پوستان کی بیشتر قوموں کے رسم و رواج

بچ پیدا ہونے پر خوشی منائی جاتی ہے کہ لوگ سہرا باندھتے ہیں۔ ملکہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ بہاول پور سے ملائی بھی بلائے جاتے ہیں، لیکن یہ اس صورت میں ممکن ہوتا ہے جب کسی امیر آدمی کے گھر بچہ پیدا ہو۔ بکرا ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کرنے کی بجائے پکا کر کھنایا جاتا ہے۔



ایک بچہ



ایک پرستان پیر

## شادی بیاہ۔

رشتہ داروں میں شادی کرنے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ میں نے ایک نوجوان سے پوچھا کہ کیا نوجوان اپنی مرضی سے محبت کی شادی نہیں کر لیتے ہیں۔ تو اس نے شرمکرتے ہوئے کہا کہ بھائی اور بولا نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ شادی جہاں والدین کریں وہیں ہوتی ہے۔ لیکن ایک اور نوجوان نے مجھے بتایا کہ لڑکے چپکے سے لڑکی پسند کر لیتے ہیں اور ماں کو اپنی پسند سے آگاہ کر دیتے ہیں عشق اور محبت کا سلسلہ اس نے مشکل ہے کہ چھوٹی سی بستی میں ہر ایک کا معمول کچھ کے سامنے ہوتا ہے۔ نانہ انکھوں، آنکھوں میں باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ پہلی جی ہونے کے بعد دوسری شادی کا رولنگ بہت کم ہے۔ شادی کا زیادہ تر خرچہ کسی نہ کسی صورت میں لڑکے والے کو کرنا پڑتا ہے۔

## دین گڑھ میں ایک شادی

شادی بیاہ کے رسموں کو سمجھنے کے لئے دین گڑھ میں ہونے والی ایک شادی کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو بھیم دین گڑھ پہنچے تو شام کافی پیچھے اتر چکا تھا۔ بستی نقاسے اور شہنائی کی آوازوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یہ جان کر کہ یہاں شادی ہونے والی ہے جاری غوغاؤں کی انتہا نہ رہی۔ ہم نے فیصلہ کر لیا کہ رات نہ بھین تیار کریں گے۔ تاکہ شادی کی رسوم کا مطالعہ کیا جاسکے۔ ایک عارضی سے چھپرے کے نیچے نقاسے اور شہنائی بجانے والے بیٹے قریب ہی ایک شخص تانہ ذبیح کی ہوئی جھیر کی کھال آ رہا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اس لڑکے کو تلاش کیا جس کی شادی ہونے والی تھی۔ مفتی صاحب ٹیپ ریکارڈر لے کر نقادے والوں کی طرف چلے۔ غلط جابویدہ کر افش کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لئے کس اور طرف چلا گیا۔ دو لہا کا نام عرض کیا۔ اس نے بیٹے کیلئے کپڑے پہن رکھے تھے اور اچھی اچھی ماں ڈنگر چلنے کے بعد بستی میں لوٹا تھا۔ چھڑوں اس کے ہاتھ میں تھیں اور بڑا سا تعزید لکھ میں لٹک رہا تھا۔ عمر ۲۰، ۲۱ کے ملک جنگ ہو گی۔ میں نے اس سے پوچھا





”شادی والے دن کون سے کپڑے پہن گئے“ قرودہ مسکرا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ لیکن پھر اصرار کرنے پر بتایا کہ رسم کے مطابق لال لاجپا (سرخ تہ بند) اور سفید قمیض پہنے گا اور اونٹ پر سوار ہو کر دیہن کے گھر جائے گا۔ بات کے اکثر لوگ جیسے جیسے اونٹوں پر بیٹے ہوں گے ”مراٹھ“ نقارہ اور شہنائی بجا دیں گے اور بار دوست اونٹوں کے ساتھ ساتھ جھومنا چتے جائیں گے۔ لڑکے کے بارے میں معلوم ہوا کہ اسے شادی کے دن چاندی کے زیورات سے لاد دیا جاتا ہے اور عام طور پر سرخ رنگ کا انگور اور چملاہ بنایا جاتا ہے۔

پتہ چلا کہ شادی سے ایک ہفتہ پہلے ہی مراٹھوں کو بلایا جاتا ہے اور وہ وقفے وقفے سے نقارہ اور شہنائی پر دھنیں بجاتے رہتے ہیں۔ تین روز پہلے باقاعدہ رسومات شروع ہو جاتی ہیں۔ رات کو دیہن کے گھر عورتیں گیت گاتی ہیں اور وہ لہا کے دوست اس کے گھر کے سامنے جھومر ڈالتے ہیں۔ سبز رنگ کا صلہ پکا کر تقسیم کیا جاتا ہے اور اگر سجدہ قریب ہو تو عام طور پر مسجد کے صحن میں بیٹھ کر لوگ کھاتے ہیں اور وہیں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پھر بہت سی عورتیں گاتی ہوئی دیہن کے گھر سے نکلتی ہیں اور پوری بستی میں گروپ کی شکل میں گاتے ہوئے گھوم کر نقارے اور شہنائی بھانے والے کے پاس آتی ہیں ایک لڑکے نے اٹھ میں آئے سے جبری خصال کچھائی ہوئی ہے جس پر لڑکے دو بھیدیاں اور ایک سسپی میں سرخ رنگ ہوتا ہے۔ جسے وہ نقاسے پر انگ سے چھڑکتی ہیں۔ آٹا میں دھین رکھ دیا جاتا ہے۔ شہنائی والا تیز دھنیں بجاتا ہے اور عورتیں قریب بیٹھ کر دھنیں دیتی ہیں۔ اس وقت وہاں مردوں کا موجود ہونا منع ہے۔ اس لئے انہوں نے جیس جیس وہاں سے ہٹا دیا۔ عورتوں کے گانے کی آواز پوری بستی پر چھائی ہوئی تھی۔ میں نے ٹیپ ریکارڈر ایک لڑکے کے حوالے کیا کہ وہ عورتوں کے گیت ریکارڈ کرے۔ وہ ٹیپ ریکارڈر ڈبہ سے لیا اور جب واپس آیا تو بہت کم ریکارڈ کر سکا تھا۔ کاتھوی میں اچھے نہ تھے۔ فقط سمجھ میں نہیں آتے تھے لیکن اس ٹھوڑی سی ریکارڈنگ کے لئے میں جی بھاری قیمت ادا کر لی تھی۔ کیونکہ جب رات کو ہم محلے کے خیردار کے گھر سے ہو کر اپنے لئے کھانا پکا رہے تھے تو لڑکے کا باپ اور



ایک ڈبہ



موتیوں ڈبے سے پانی بھر کر لے جا رہی ہیں۔



جولستان کے پہلوؤں



کچھ رشتہ دار غریب وار کے پاس آئے اور اس سے شکایت کی کہ ہم نے عورتوں کی ریکارڈنگ کی ہے اور تصویریں اتاری ہیں۔ غریب وار کا رویہ بھی بدل گیا اور ہمیں محسوس ہوا کہ وہ ہم سے ٹیسس اور ٹیمبرے چھیننا چاہتے ہیں۔ لیکن مفتی صاحب نے ایک خاص رویہ اپنایا اور مفتی سے پریش آئے جس سے معاملہ دب گیا۔ پھر بھی ساری رات ہم اپنی کمروں اور ٹیپ ریکارڈنگ حفاظت کرتے رہے اور انہیں اپنے ساتھ رضائوں میں لے کر صحتے اور جاگتے رہے۔

## موت کی رسمیں۔

جناب کی عام رسموں سے ملتی جلتی ہیں کوئی زیادہ بوڑھا آدمی حوا ہے تو سب کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ قبرستان مخصوص علاقوں میں ہے۔ اس لئے جنازے کو کوئی کئی میل لے جانا پڑتا ہے۔ لیکن اکثر قبروں پریت میں چھپ کر عام ٹیلوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

## چولستان کا موسم اور ٹوبے۔

چولستان میں گرمی کا موسم زیادہ دیر تک رہتا ہے۔ سولہویں کے موسم میں موسم درمیانہ ہوتا ہے ہم نے دسبہن مزرہ میں یہاں گرمی محسوس کی۔ لیکن رات قدرے ٹھنڈی ہو جاتی ہے جو کہ دینے علاقوں کا خاصہ ہے۔ یہاں پانی کی کمی ہے۔ تالاب کی شکل کے گڑے ہیں جنہیں یہاں کے لوگ ٹوبہ کہتے ہیں۔ ٹوبے میں بارش کے دق میں پانی جمع کر لیا جاتا ہے اور دوسری بارش ہونے تک آدمی اور جانور اسی ٹوبے کا پانی پیتے ہیں۔ کبھی کبھی ایک ایک سال تک بارش نہیں ہوتی اور ایسے میں وہی پانی پینا پڑتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ٹوبے کا پانی ختم ہو جاتا ہے تو لوگ پانی کی تلاش میں کسی اور طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔ ایک دو جگہوں ایسی بھی ہیں جہاں کنویں ہیں اور لوگ مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں۔ باقی جگہوں پر بھی کنویں کھودنے کی کوشش کی گئی لیکن نیچے سے جو پانی نکلا کڑوا تھا۔ برجنے اپنی چوکیوں کے قریب پکے ٹوبے بنا رکھے ہیں اور ان کا پانی استعمال کرتے ہیں۔

مرا کہ میں کے بعد اپنا سٹوڈنٹ ہے کہیں ریت کے بڑے بڑے ٹیلے ہیں اور کہیں لڑیاں جنہیں یہاں کے لوگ کھد کہتے ہیں۔ کہیں کہیں میدان کیفیت میں ہے لوگ صرف لڑبے کے قسرب ہی دانش اختیار کرتے ہیں۔

## جھونپڑیاں

پہلے وقتوں میں چوستان کے لوگ ایک خاص قسم کی جھونپڑی بناتے تھے جسے گڑپا کہا جاتا ہے لیکن آج کل کچھ لوگوں نے مٹھا کے عام دیہاتوں جیسے گورنلے شہر وچ کر دیے ہیں۔ کہا جھونپڑی جھونپڑی لڑیں رہتے ہیں جو مرا میں آگئے والی گھاس پھوس سے بنائی جاتی ہیں۔

## زندگی کے معمولات

مرد و عورت کے گراہیں چلنے پلے جاتے ہیں اور شام پڑنے تک ان کے ساتھ رہتے ہیں عورتیں صبح سویرے گھر یا جھونپڑی کو صاف کرنے کے بعد پانی یا کڑھائی کرنے لگ جاتی ہیں اور یہاں سندھی اور پنجابی لائے کا رواج ہے۔ عورتیں بڑی نفاست اور مہارت سے کڑھائی کا کام کرتی ہیں یہاں کی عورتیں گھسے استعمال کی دوسری چیزوں کے علاوہ مٹی یا گدی بھی بناتی ہیں جو کپڑے کے بہت سے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنائی جاتی ہے۔

میسر خیال میں یہاں کی عورتوں کی کڑھائی کی خاص صفت ہارکین ہے۔ چھریب و صپ کے ساتھ لیے ہوئے لگتے ہیں اور دھپہ کا دور لٹ جاتا ہے تو سب عورتیں دو دو تین تین گھڑے اٹھائے قطار در قطار لڑبے کی طرف بڑھنے لگتی ہیں اور شام ہونے سے پہلے پہلے پانی بھر کر جھونپڑی میں آجاتی ہیں اور سارا دن باغیچوں کو چرانے کے بعد گھر لوٹنے والے مردوں کے لئے کھانا پکاتے ہیں لگ جاتی ہیں۔ سرہلوں کا موسم ہوتا ہے لگانے کی تیاری بھی کرتی ہیں۔ اور صبح بھر موگھوٹ لگاتے ہیں تو حق گڑا لڑنے کے ساتھ ساتھ بچے کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔



پولستان جو پٽڙياں





کچھ خانہ بدوش راجپوت اپنی جھونپڑیوں کے سامنے بیٹھے حقدار رہے ہیں



ہزارہ خانہ بدوشوں کی جھونپڑی

مہینے میں ایک یا دو مرتبہ جھک کر بزرگ کس ایک نوجوان کو سامنے کر ٹھہر جاتا ہے اور اکٹھا مٹھن خرید کر لے آتا ہے۔

## ذریعہ معاش

یہاں کے لوگ بھیڑیوں، گائیں اور اونٹ پال کر فروخت کر دیتے ہیں۔ کچھ لوگ مکھن اور کچھ گھنسر وخت کر کے گزر اوقات کرتے ہیں۔ ذرا امیر قریں اونٹوں کا کاروبار کرتی ہیں اور کالے رنگ کے اونٹ بھی پالتی ہیں۔ میانوالی اور پنجاب کے دیگر علاقوں سے لوگ بھی اس کاروبار میں حصہ لیتے ہیں اور چھوٹی عمر کا اونٹ جسے لڑکا کہا جاتا ہے طریقہ کر لے جاتے ہیں اور پال کر اس سے بار بڑاری کا کام لینے کے بعد پھر واپس آکر یہیں فروخت کر دیتے ہیں۔ جیسے کوئی اور خرید کر لے جاتا ہے۔

چھوٹی قریں بڑی قوموں کے مال ڈنگر چلنے کا کام بھی کرتی ہیں اور اجرت پر زندگی گزارتی ہیں۔

## کھار

یہاں کے غریب لوگوں کا ذریعہ معاش ایک برتن بھی ہے جسے کھار کہا جاتا ہے۔ کھار ایک ایسی برتن ہے جسے کٹ کر خشک ہوئے کھیتے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب یہ خشک ہو جاتی ہے تو کسی گڑھے میں آگ لگا دی جاتی ہے۔ کچھ دیر کے بعد بڑی بڑی ٹکڑیوں سے جلایا جاتا ہے۔ جس سے برتن ساگ کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور ٹھنڈا ہوئے پر سنت ہو جاتی ہے جسے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ یہ دوائیوں اور دھاسیوں پر مہا بن بنانے کے کام آتی ہے۔ چوستان میں کھار کو صابن کی جگہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔





کھاد کھنکھ کر کے بے جانی مہارہی ہے





بھیرپن



جہانور دلی بھر جانے کے بعد آبادی سے کہہ دو رستہ ہے ہیں

## جائزہ

چولستان میں ہرن پایا جاتا ہے۔ یہیں سفکے ٹوران دو ہرن دکھائی دیئے۔

## پرندے

تلور نامی پرندہ یہاں خاص طور پر دیکھنے میں آتا ہے۔

تلور کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک روسی پرندہ ہے جو سائیریا سے اڑتی آتا ہے۔ یہ پرندہ غشکی کو پسند کرتا ہے اس کی خوراک تارامیرا اور کنگریاں ہیں۔ اس کے علاوہ چولستان میں بھٹ ٹنڈ اور کشمیر ابھی عام ہے۔

## سانپ

چولستان میں سانپ خاص تعداد میں ہیں لیکن مسرہ کی موسم میں ریت کے اندر چلے جاتے ہیں۔ گرمیوں میں ان سے بہت احتیاط کرنا پڑتی ہے۔ ایک سانپ جسے یہاں کے لوگ سیاہ پیوڑنا کہتے ہیں انسان کے سینے پر چڑھ کر غلا علت انسان کے منہ میں چسکیکتا ہے اور جاتی مرتبہ دم زور سے مارتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے زور سے سانا مارا ہو۔ روایت ہے کہ اگر اس سانپ کو تھامیں کر کے اس وقت مار دیا جائے تو انسان بچے جاتا ہے لیکن اگر سانپ چلا جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ گرمیوں میں لوگ آگ جلاتے ہیں تو سانپ نزدیک نہیں آتا۔ یہاں ماندرسی اور صوبے میں ہیں جو سانپ کے کاٹے کا علاج کرتے ہیں۔

## تاریخی مقامات

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے چولستان کہیں ایک آباد اور گنجان علاقہ تھا اس لئے یہاں آج

عورتیں پانی بھر کرے جا رہی ہیں۔





ایک پرستانی عورت اپنی بکریوں کو نامک کرنے جا رہی ہے



گائیکوں کے گئے میں

میں ہر جگہ ایسے نشانات ملتے ہیں جو ہمیں چرستان کے عظیم ماضی کی کہانیاں سناتے ہیں۔ یہاں موجود پرانے اور خستہ قلعے اپنے دارثوں اور ان کے عہد کے مندرجہ ذیل نقوش ہیں۔ ہمیں جن قلعوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ان میں پھولڑا، موچ گڑھ، دین گڑھ، مروٹ اور ڈراور کے قلعے شامل ہیں۔

## قلعہ پھولڑا

مروٹ عباس سے چرستان میں داخل ہوتے ہی پھولڑا کا قلعہ آتا ہے۔ میدانے ایک شخص سے قلعے کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولا 'بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ قلعہ سب سے پہلے پھولڑا یا پھول کھاری نے بنوایا تھا۔ اس کے بعد ہندو اور مسلمان راجوں کے قبضے میں رہا۔ عباسی خاندان نے ایک زمانے میں اس کی مرمت بھی کرائی تھی۔ یہ قلعہ آج کل انتہائی خستہ حالت میں ہے۔ اس قلعہ سے سکے بھی ملے ہیں جو تاجپے کے ہیں اور ان پر کندہ عبارت مٹی ہوئی ہے۔ قلعہ کے ارد گرد چرستانی لوگ کچے گھروں میں رہتے ہیں لیکن چونکہ پھولڑا مروٹ عباس کے قریب ہے بلکہ اسی شہر کا ایک حصہ ہے اس لئے یہاں رہنے والوں پر شہری زندگی کا اثر نمایاں ہے۔ یہاں پر ایک مسجد اور پکاڑ بہ بھی ہے۔

یہاں کی عورتیں بہت محلق ہیں اور کڑھائی کے کام میں مہارت رکھتی ہیں۔ مرو شہر میں کام کاج کے لئے پہلے جاتے ہیں اور عورتیں سادہ سادہ اور کڑھائی کا کام کرتی ہیں۔ چھر زارہ ٹانکامیں بنی ہوئی یہاں کی خلی گندی بہت معشبول ہے اور شہر میں اچھے دامن فروخت ہو جاتا ہے۔ اسی لئے یہاں کی عورتیں کڑھائی کھرشل بنیادوں پر کرتی ہیں۔ یہاں کچھ آباد کار بھی رہتے ہیں جن کے اپنے تہجے ہیں۔ ایک پرائی سکول بھی ہے۔ یہاں کی ایک بوڑھی عورت کڑھائی کے کام میں بہت شہرت رکھتی ہے۔



قلعه پهلوان





## حاجی شیر شاہ بخاری

یہاں کے پرائمری سکول کے قریب ہی حاجی شیر شاہ بخاری کا مزار ہے جن کے بارے میں لوگوں کو زیادہ تفصیلات معلوم نہیں۔ لیکن میرے خیال میں آپ کا تعلق مذہب جلال الدین سرخ بخاری سے ہے کیونکہ آپ کا آخرچستان کے نامہ بزرگوں اور مصنفین پر مضمون ہوتا ہے جس کی مثال جیسے محققین نے درج کیا ہے چمن پیر کی ہے کہ جب مذہب جلال الدین سرخ بخاری جیسے سیرت گزارے تھے۔ اسی طرح قلعہ موزگ گڑھ میں بھی ایک بزرگ سلطان شاہ بخاری کا مزار ہے اور میرے خیال میں گڑھے ہوتے وقت کوٹوال کر آپ دونوں کا تعلق نکالیں کیا جاسکتا ہے۔

حاجی شیر شاہ کا ۶۰۰ س (میل) چیتہ گی ۱۵، ۱۶ کے قریب رہتا ہے اور ٹٹ پھانے جاتے ہیں لوگ جھوڑا پھنٹے ہیں اور چراغاں کیا جاتا ہے۔

## قلعہ وتر

اس قلعہ کے بارے میں پھولزائے ایک آدمی نے بتایا کہ اس کے دادا نے سوسال کی عمر میں وفات پائی اور مرنے سے پہلے وہ کہا کرتا تھا کہ اسے قلعہ وتر کے بارے میں اپنے بزرگوں سے جیسا کہ معلوم نہیں ہو سکا کچھ کس نے بتایا تھا۔

## سید کرم علی شاہ

یہاں سید کرم علی شاہ کا مزار ہے جن کا ۶۰۰ س (میل) پھول چیتہ کر مشرق ہر کر چارنگ بخاری رہتا ہے جو کرم خود اس مزار پر خیمیں لگے اس کے زیادہ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔



مزار حاج شیخ رشاد بختاری



ملائی میں پانی بھر کر لے جانے والی عورت

## قلعہ مون گڑھ۔

یہ قلعہ جرستان کے اہم قلعوں میں شمار ہوتا ہے۔ کچھ ایشیوں سے بنا ہوا ہے۔ اس کے بارے میں دو روایتیں مشہور ہیں۔

پہلی روایت یہ ہے کہ یہاں کے ایک جرگہ سلطان ستہ بخاری نے غیر لوہے کے ایک نواب کو بشارت دی کہ وہ یہاں قلعہ بنوائے اور اس نے یہاں قلعہ تعمیر کروایا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ شیرواز کا نواب شکار کھیلنے کے لئے جرستان آیا کرتا تھا۔ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ یہاں قلعہ تعمیر کر دے ایک دن شکار کھیتے ہوئے اس کی طاقت ایک چرواہے سے ہوئی اس نے چرواہے سے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں یہاں قلعہ تعمیر کروانا چاہتا ہوں کوئی مناسب جگہ تجویز کرو۔ چرواہے نے جگہ تجویز کی اور وہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایک مرتبہ اس کی ایک بھیڑ نگم جو گئی اور تلاش کے باوجود نہ مل سکی لیکن کئی مہینوں کے بعد بھیڑ ایک جگہ کھڑی تھی اس کے دو بچے ہیں اس کے ساتھ تھے اور ایک ایک ذرا لگ بھگ چاروں طرف سے بیٹھے اور گیدڑ اس کی تاک میں تھے اور بھیڑ کے بچے جانے کی وجہ اس جگہ کا کمال تھا چرواہے کے خیال میں اس جگہ میں برکت تھی اور وہاں قلعہ تعمیر کرنا مناسب تھا۔

دووی کہتا ہے کہ نواب نے اس جگہ قلعہ تعمیر کروایا اور چرواہے کے نام پر قلعہ کا نام مون گڑھ رکھا۔ روایت بیان کرتے والے ذات کا بھی تھا اور اس بات کی تصدیق میں اس نے بتایا کہ مون گڑھ اور راہ گڑھ کی بستیوں میں آپ کو بھیٹیں گے، اس کی وجہ اس نے یوں بیان کی کہ جب قلعہ تعمیر کرنے کا وقت آیا۔ نواب کو اینٹیں پکانے والوں کی ضرورت پڑی اور وہ اپنے دوست کے پاس گیا جو جیلیر کا راجہ تھا جس نے نواب کو اینٹیں پکانے والے ایک بھیڑ ایک قاضی اور ایک نائی دیا اور وہ نیزوں کوئے آیا۔ اور ان کی اولاد آج بھی یہاں رہائش پذیر ہے۔

یہ دوسری روایت اس لئے صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اس روایت کے بیان کرنے والے نے نواب



قلعه مراد گرام

کا نام محمد معروف خان بتایا تھا جسے مورخین نے بھی درست کیا ہے۔

راوی کے مطابق اس قلعہ پر جو لوگ قابض اور حکمران رہے ان کے نام یوں بتائے جاتے ہیں۔

معروف خان، غلام خدا بخش، ولی محمد خان، جان محمد خان۔

یہ بات فوراً مشکوک ہے لیکن اس پر یقین کرنا آسان لگتا ہے کہ یہ قلعہ جان محمد خان کے وقت میں تیار ہوا۔ یہ بات بھی درست ہے کہ اس قلعہ کا تعمیر واقعی معروف خان کے ہاتھوں ہوئی کیونکہ اگر یہ قلعہ کسی ہندو نے تعمیر کرایا ہوتا تو اس کا اوپر والی منزل مسجد نہ ہوتی جو کہ قلعہ کے ساتھ ہی تعمیر کی گئی تھی۔ یہ مسجد قلعہ کے ٹیڑھوں میں شامل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے کسی مسلمان نے بنوایا تھا۔

## قلعہ مون گڑھ کی تباہی کے بارے میں روایت

کہا جاتا ہے کہ قاب جان محمد خان کے وقت میں یہ قلعہ تیار ہوا، اور وہیں اس قلعہ آخری حکمران تھا۔ اس کے بعد انہوں نے غلام خدا بخش کو بھیجا کہ اس قلعہ کو تباہ کر دے۔ قاب جان محمد خان نے اپنے عزیزوں سے مشورہ کیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اس بار بھی دیا گیا تو وہ لوگ ہر سال گھس لائے گئے۔ قاب جان محمد خان کے بھائی اور عزیز دوست برہم ہوئے اور انہوں نے قلعہ پر حملہ کر دیا۔ قاب جان محمد خان کے عزیزوں نے ایک اینٹ قبرستان مجید کے خلاف میں پھینک کر کہا کہ ہر قسم کی لڑائی نہیں کریں گے قلعہ کا دروازہ کھول دو۔ قاب جان محمد خان نے دروازہ کھولنے کا حکم دے دیا۔ مگر دروازہ کھلتے ہی اس کے عزیزوں نے پھر حملہ کر دیا اور قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بھادی۔ مورخوں نے قلعہ سے نیچے چھلا گھسی دیا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد یہ قلعہ کبھی آباد نہ ہو سکا۔ کسی زمانے میں اس قلعہ کی چوڑی دیوار پر قاب اور قاب زادیاں لگیں تھیں۔ پتھر کو سیر کیا کرتے تھے اور ان کی رعایا ان سے خوش تھی۔

پچھلے چند سالوں میں ٹھیکیدار اس قلعے کی اٹیلی گارڈیوں میں بھرتی کر گئے تھے لیکن اب بھی بچا کچھ قلعہ  
 عظمتِ درخت کی یاد دلاتا ہے۔ جس میں تہہ شانے، فوجیوں کی پیرکسیں اور کئی کمرے ہیں۔ قریب ہی ایک  
 بڑا ٹوہ ہے جس کے کنارے درخت ہیں۔ میرے خیال میں یہ واحد ٹوہ ہے جس کے کنارے اس قدر  
 درخت ہیں جن کی طرف قلعہ کی طرف کے لگ بھگ ہوگی۔

## سلطان شاہ بخاری

سلطان شاہ بخاری کے بارے میں کسی کو بھی یہ معلوم نہیں کہ وہ کب اور کہاں سے یہاں  
 آئے۔ قلعہ مروٹ کے قریب ایک ٹوہ میں سلطان شاہ کے نام سے موسم ہے۔ میں نے اس  
 ٹوہ کا حوالہ دے کر پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ سنا ہے آپ نے وہاں بھی قیام فرمایا تھا۔ آپ  
 کا میلہ نہیں ہوتا لیکن سال کے سال لوگ بھیے مزدور ہوتے ہیں اور ختم دلایا جاتا ہے۔

## کرامات

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ قلعہ میر گڑھ کے ٹوہ پر اپنے مال ڈنگر کو پانی پلانے کے لئے  
 گئے لیکن وہاں پھرڑ بہت تھی۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ تم اپنی بادی کا انتظار کرو پہلے ہم اپنے  
 جانوروں کو پانی پلائیں پھر تم اپنے جانور بیاں لے آنا۔ آپ نے لوگوں سے بہت کہا کہ میرے ڈنگر  
 بہت پیاسے ہیں لیکن انہوں نے آپ کی ایک ضمانتی۔ آپ قلعہ کے حاکم کے پاس پہنچے اور منت کی  
 اس نے جی وہی جواب دیا جسے سن کر آپ نے دعا مانگی کہ اسی وقت بارش شروع ہو گئی  
 پھر آپ نے قلعہ کے حاکم کو یہ دعا دی اور کہا تم کوٹ کے اندر دو گئے اور دروازہ توڑ کر تھپیں باہر  
 نکالا جائیگا اور یہی ہوا۔ وہ قلعہ کے اندر ہی مرا اور قلعہ کا دروازہ توڑ کر اسے باہر نکالا گیا۔  
 دوسری روایت کے مطابق ایک بوڑھی عورت (بھی خند کر بہت تنگ کیا کرتی تھی) ایک دن  
 اس نے اس سے کہا ہاؤ اپنے خاندان کو روٹی دے آؤ اور چٹگیر اس کے سرور کو دی۔ راستے میں خند

نے احتیاطاً دونوں کھول کر دیکھیں تو آدھی ٹخن: اس نے سلطان سٹ: بھاری سے انتہا کی تو روٹی  
 پوری ہو گئی

## قومیں

بہاں جیٹ، سفیل، پریٹا، جٹھے، چنار اور بڑھسٹ آباد ہیں۔

## رسم و رواج

جوتان کے دو سکھ علاقوں کی ملت سوج گڑھ میں بھی وہی رسم رواج ہیں۔ شادی کے وقت  
 رشتہ داروں اور قوم بلوری کو اوریت دئی جاتی ہے۔

لڑکے کو کھارے چڑھایا جاتا ہے۔ اس سے پہلی رات اس کے جسم پر آٹے میں ہلدی ملا کر اٹھان  
 دیا جاتا ہے۔ جسم پر ہلدی ملا آٹا ملنے کی رسم کو چیکون کہتے ہیں۔ اور سبھکر کر بہاں مکنا کہتے ہیں  
 برات اونٹوں پر سوار ہو کر جاتی ہے جنہیں رنگ برنگے کپڑوں اور زیورات سے سجایا جاتا ہے۔

## اونٹوں کی لڑائی

محلہ گڑھ میں اونٹ لڑانے کی رسم پرانی اور عام ہے بعض لوگ خاص لڑنے والے اونٹ پالتے  
 ہیں کبھی کبھی شہر میں بھی لگتی ہیں۔

## دین گڑھ

قلعہ دین گڑھ بھی دیکھنے میں آیا یہ دو سکھ قلعوں کی نسبت چھوٹا مسلم ہوتا ہے۔ شاید اس کی وجہ  
 یہ ہو کہ اس کا بڑا حصہ ریت میں مل چکا ہے۔ اس قلعہ کے ساتھ ہی ایک کنواں بھی ہے۔ اس قلعہ  
 کے بارے میں بھی لوگوں کو زیادہ معلومات حاصل نہیں اور نہ ہی کسی عشق کے پھر زیادہ لکھا ہے۔





تصویر ۱۴۹

البتہ ایک مزاجوان نے جو قلعہ کے قریب ہی کھڑا تھا مجھے بتایا کہ یہاں ایک لکڑی پر خان خدا بخش کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس کا اتنا کبنا تھا کہ میرا ذہن قلعہ مروج گڑھ کے ایک حاکم خان خدا بخش کی طرف چلا گیا۔ میرے خیال میں دین گڑھ کا چھوٹا قلعہ واقعی خان خدا بخش نے بنوایا ہوگا۔ دین گڑھ اور مروج گڑھ کا فاصلہ چند میل ہے اور میرے خیال میں جب خان خدا بخش مروج گڑھ کے قلعہ کا حاکم ہو گا تو اس نے دین گڑھ کے قلعہ کی تعمیر کی ہوگی۔

## قویں

یہاں شیخ، لاڈ، دیندار، نگہار اور چڑھوئے آباد ہیں۔ شیخ یہاں کی سب سے مالدار قوم ہے جو اونٹوں کا کاروبار کرتی ہے۔ دیندار لوہیاں، کھیل اور غلامیاں بیٹے ہیں۔ چڑھوئے زیادہ تر شیخوں کا مال ڈنگر چراتے ہیں۔

## رسم و رواج

اس سلسلہ میں میں نے پہلے دین گڑھ کی ایک شاہی کا ذکر کیا ہے۔ میں سے یہاں کے رسم و رواج کی عکاسی ہوتی ہے۔

## قلعہ مروت

لوگوں کا خیال ہے کہ راجہ مہروٹ کے نام پر اس قلعہ کا نام مہروٹ رکھا گیا تھا اور بعد میں بگڑ کر مروت بن گیا۔ محققین نے میں اچھا کتابوں میں یہی روایت کیا ہے کہ اس قلعے کا بانی مہروٹ تھا۔ لیکن بعد میں یہ قلعہ مختلف ہاتھوں سے ہوتا ہوا عباسی خاندان کے قبضہ میں آ گیا۔ اس کے نزدیک ہی دوسریں ہیں جو بعد میں تعمیر کی گئیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں شہنشاہ اکبر نے بنوایا تھا۔



تقدیر و ط



۵ تصویر اول کے نزدیک مسجد اور مہمان خانہ

اس مسجد میں اور پھر موجود ہے جس پر حضرت عثمانؓ پائے مبارک اور انھوں نے نشان دیا ہے۔

لوگوں کے کہنے کے مطابق حضرت علیؓ اپنے مہذبہ اخلاق میں یہاں تشریف لائے تھے۔ جس پر پتھر پر آپ نے نماز پڑھی اس پر آپ کے ہاتھ مبارک، ٹھیک اور انگلیوں کے نشانات بھی موجود ہیں اور یہ پتھر ایک مسجد میں پڑا ہے۔ اس پتھر کے بارے میں تحقیق کرنے والوں نے لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر نے ان نشانات کی حفاظت کئے۔ ۹۰۰ھ میں مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ لوگوں نے ایک ایسے پتھر کا تذکرہ بھی کیا جو اصل میں اونٹنیوں کے دودھ کا پیڑ تھا اور حضرت علیؓ کے اشارے پر پتھر بن گیا تھا۔ لیکن جنوری ۱۹۸۸ء میں جب ہم مروٹ پہنچے اور حضرت علیؓ کے پائے مبارک کی زیارت کی خواہش کی تو یہ پتھر موجود نہیں تھا۔

فقد جعفریہ کے لوگ محرم کے دنوں میں یہاں آکر پانچ، آٹھ یا دس دن تک قیام کرتے ہیں اور رات کو ہوتا ہے، منتقلی میں مانی جاتی ہیں۔ کچھ گائے والے بھی حاضری دیتے ہیں منقبت اور مرثیے بھی پڑھتے ہیں۔ عالم مرآئی سے ہماری ملاقات یہاں ہوئی۔

مروٹ میں، چنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ملتان اور دلی کے قدیم راستہ پر واقع ہے اس لئے مسکن زمانے میں یہ ایک اہم قلعہ رہا ہو گا۔ اس قلعہ کے ارد گرد بڑی بڑی رہائشی گاہیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ قلعہ مروٹ کے بارے میں بہت زیادہ تحقیق ہو چکی ہے اور بہت سی باتیں کتابوں میں درج ہو چکی ہیں جن کا یہاں دہڑانا سب نہیں۔

مروٹ کا قلعہ حق و حق صحرا میں واقع ہے لیکن مستریب ہی مروٹ کا نیا شہر آباد ہو چکا ہے جو کہ پنجاب کے عام دیہاتوں جیسا ہے۔ یہاں آباد کاروں کے اپنے رتھے ہیں جہاں اچھی فصل ہوتی ہے۔

جب ہم مروٹ کے قلعہ سے شہر کی طرف مبارک تھے تو شام کافی گہری ہو چکی تھی۔ صبح سے ہم نے راستہ بھی نہیں کیا تھا۔ اس لئے سب کو بھوک بھی لگ رہی تھی لیکن جب ہم نہر کی طرف پرچہ پہنچے تو ایک جگہ ہماری جیب دلدل میں پھنس گئی جسے ہم نے بڑی مشکل سے دو ٹکھنے کی جدوجہد کے بعد دلدل سے نکالا۔



قلعہ مروٹ کے نزدیک چولستان کے موٹا



قلعہ مروٹ میں ہمارے میزبان

## لوک گیت رکافیاں

اسامات ہم نے ایک چمک میں اس آدمی کو زندہ مٹا کر لیا جس کا ایک بھائی ہمیں قلعہ مروٹ کے پاس اس مسجد کے قریب ملتا تھا جہاں وہ چمک رہا تھا (جس پر حضرت علیؑ کے پائے مبارک انک اور انگلیوں کے نشانات ہیں) پڑا تھا۔ وہ وہاں سات دن کی چوکی بھر رہا تھا۔ سات دن تو قمر کے ایک آباد کار کے ڈیرے پر مضل بھی۔ بچے لگا دیا گیا۔ بہت سے لوگ بچے کے گرد بیٹھے حلقہ گڑھا کر رہے تھے اور مفتی صاحب بچے کی سرخ روشنی میں ٹیپ ریکارڈ پر جھکے ہوئے (۱۹۷۴ء، ۱۰) درست کر رہے تھے۔ مروٹ کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے چمکوں میں وراثی آباد ہیں اور اپنے آپ کو میر عالم کہتے ہیں۔ زیادہ تر خواہ غلام فریڈ کی کافیاں گاتے ہیں۔ لیکن مشادی بیاہوں پر ہنسنے بھی گاتے جاتے ہیں۔ یہاں ہم نے ایک میر عالم سے کچھ سہرے ریکارڈ کئے۔

سات آدمی سے زیادہ گزرتا میر عالم مروٹ سے کانپٹنگ اور نیسند سے ان کا آٹھیں اور آواز بوجھ ہو گئی۔ تو ہم میں سونے کی تیار دی میں لگ گئے۔ نیم کے باقی لوگوں کو ڈیرے میں جگہ مل گئی تو میں نے اور مفتی صاحب نے باہر ٹینٹ لگا دیا۔ مفتی صاحب تو تھوڑی دیر میں گبری نیند سو گئے لیکن مجھے ساری رات سانپ کا خوف ڈستار بنا۔ صبح میجران نے ہماری مہمان نوازی کی انتہا کر دی جسے ہم کہیں نہیں بھول سکتے۔

## قلعہ ڈر اور

موزیغ نے قلعہ ڈر اور کے بارے میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے جو یہاں درج کرنا اس لئے ضروری ہے کہ یہاں رہنے والے لوگوں کی رائے کا ان آراء سے تقابل مطالعہ کیا جاسکے۔

۱۔ میر محمد معصوم بھگتی نے اپنی کتاب تاریخ معصومی میں اس قلعہ کا اصل نام تلاؤڈ بتایا ہے ۲۔ نصیر الدین جیلوں کے آئینہ جو ہرے اپنی کتاب تذکرۃ المقاتلات میں اس کا نام تلاؤڈ



ہیں اکثر ٹینٹ میں سوتا رہا۔ کبھی منہ سہی ٹینٹ سے باہر نکلا رہے ہوں۔



بنایا ہے۔

۴. اکبر نامہ میں اس قلعہ کو دیو راول کا نام دیا گیا ہے۔

ہو سکتی ہے۔ قلعہ کے مباحثے میں سید برکات احمد نے اس قلعہ کو ڈیر اور کہا ہے۔

۵. یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس قلعہ کو ایک جوگ نے بنایا تھا جو سونا بنایا کرتا تھا اور اس نے اپنے نام راول کی مناسبت سے اس کا نام قلعہ راول رکھا۔

## مقامی لوگوں کی آراء

یہاں رہنے والے کچھ لوگ اسے راجہ دابہر کا قلعہ کہتے ہیں لیکن زیادہ تر لوگ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ اس قلعہ کا بانی اور پہلا حاکم راجہ ڈیر اور تھا جسے چوستان میں سفکے موران جواہرات سے بھرا ہوا ایک صندوق ملا تھا اور اس نے اس پیسے سے یہاں قلعہ تعمیر کرایا۔ اپنی اس بات کی تصدیق کے طور پر لوگ اس روایت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

## روایت

یہ بات کافی پرانی ہے کہ قلعہ ڈیر اور میں اب بھی بہت بڑا خزانہ موجود ہے۔ اسی لئے ۱۹۷۶ء میں ایک شخص نے حکومت اور بہاول پور کے فوجیوں سے یہ خزانہ تلاش کرنے کی پیشکش کی تھی۔

معمری نے اپنی کتاب تاریخ معمرین میں تحریر کیا ہے کہ محمود لا نگاہ کے ایک غلام اقبال خان نے مرزا شاہ جن کو بتایا کہ دلاور کے قلعہ میں بہت بڑا خزانہ دفن ہے۔

اس خزانے کا ذکر سینہ پسیہ چلتا ہوا آج بھی یہاں کے لوگوں کا محبوب موضوع گفتگو ہے۔ کس کے کہو یہاں کی کوئی خاص بات یہ ہے کہ وہ فردا خزانے کا تذکرہ بھیڑ دیتا ہے۔

اس بات میں لوگوں اور مورخین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ پہلے فواب صادق مورخان نے



ایک بینگھوال گھرانہ



ایک بینگھوال عورت اپنے گورکے سامنے کپڑے دھو رہی ہے

سید علی حسینی



۱۲۱ء ہجری میں اس قلعہ پر قبضہ کر لیا لیکن کچھ عرصہ بعد یہ قلعہ حبشیہ کے راجہ کے قبضہ میں آ گیا جسے عباسیہ خاندان کے نواب محمد مبارک خان نے واپس لے لیا اور یہ آج تک عباسیہ خاندان کے قبضہ میں ہے۔

اس قلعہ میں تہہ خانے، بڑی سڑک، کئی ہال، گودام اور بے شمار چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ عباسیہ خاندان نے اس میں کچھ اضافے بھی کئے۔ ان میں ان کے خاص کمرے اور ایک چھوٹا سا الگ حصہ جس میں میوزیم بنائے گئے تھے، تزئینات بھی موجود ہے۔ قلعہ کے عین درمیان میں ایک پرانے مسز کی کوپ اور گولے بھی پڑے ہیں۔ جو دہائیوں میں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ قلعہ راول جوگ ہی نے بنوایا تھا۔ ان میں اب صرف چاند ایک بزرگ ایسے رہ گئے ہیں جو سانپ کے ٹوسنے کا علاج کرتے ہیں۔ کچھ بوٹیاں بھی کر کے باندھ دیں سندھوت کرتے ہیں۔

## مینگھوال / مینگھ واڑ

یہاں مینگھ والوں کی ایک بستی ہے جس میں دس یا دہ گھر ہوں گے اور لوگوں کی انہی تعداد سے کہیں زیادہ ہوگی۔ یہ لوگ ہندو ہیں لیکن پوجا پاٹ نہیں کرتے۔ جگت کیر کے عہدے پر لگاتے ہیں اور گود نامک پراستین رکھتے ہیں۔ موریم چرستان کا روائتی لباس مینگھوا اور چلا پہنتے ہیں۔ رنگے میں پانڈی کے زیورات اور ڈانٹوں میں کندھے تک پلاسٹک کا چڑا ان کے ساتھ لٹھریں ہے۔ مرد و عورت (تہہ بند) اور قیض پہنتے ہیں۔

## ذریعہ معاش

یہاں پر ہیں جنہیں بھی مینگھوال آباد ہیں وہ زیادہ تر لڑکیاں، لڑکائی اور غلاسیاں بننے ہیں لیکن کچھ سادہ سادہ کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں۔ قلعہ ڈراور کے مینگھوال بھی ہیں اور اونٹ



ایک میٹنگھوال کھڑی پر دکھائی دیتا ہے۔



بستی قلعہ ڈار کا ایک میٹنگھوال

پالتے ہیں مگر زیادہ تر انحصار بنائی کے کام پر ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی رستی کھڑیوں پر غریبوں پرست  
لوکاریں اور غلامیوں بناتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر کھڑی لگا دیتے ہیں اور اسے پیروں  
سے چلاتے ہیں۔

## رسم و رواج

میں شہر ال شادی سے پہلے نہلات سے دن نکھلاتے ہیں اور چھوٹ دی کے دن پھیرے کی  
رسم ادا کی جاتی ہے۔

## قلعہ اسلام گڑھ

اس قلعہ کے بارے میں مؤرخین نے زیادہ تحقیق اس لئے نہیں کی کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اسے  
جسیرہ کے ایک راجہ نے بنوایا تھا اور محمد بن قاسم بھی اس قلعہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ یہاں  
تین کنوئیں ہیں جن میں سے دو کا پانی بہت میٹھا اور خوش ذائقہ ہے۔ اس لئے یہاں رہنے والوں  
کی تعداد بتا زیادہ ہے۔ یہاں کالے رنگ کے اونٹ پالے جاتے ہیں۔

## قومیں

یہاں مہاجر، اعراب اور بھٹے آباد ہیں۔

## قلعہ ڈار اور کا اڑھا

لگ اس روایت پر یقین رکھتے ہیں کہ یہاں ایک بہت بڑا ٹوٹا ہوا مسجد ہے  
جو قلعہ میں موجود غزالی کی حفاظت کرتا ہے۔

## ایک اور روایت

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس قلعہ کا بڑا حصہ ریت میں دب چکا ہے جس میں پڑی پڑی سرنگیں گھوڑوں اور اونٹوں کے اصطبل تھے۔ یہاں رہنے والے لوگ قلعہ کے ماضی اور روایات سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ کبھی کبھی ان گمان ہوئے غت ہے جیسے وہ ان کا کوئی روحانی مرکز بھی ہے۔

## بازار

قلعہ کے مشرب ایک بازار بھی ہے جس کے ابھرنے نشانات باقی ہیں جنہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کبھی یہ بڑا بادلوں بازار ہوگا۔ قریب قریب اور فاصلوں پر پکے مکانات کے کھنڈرات بھی موجود ہیں۔

## مسجد

قریب ہی ایک مسجد بھی ہے جسے عباسیہ خاندان نے تعمیر کرایا تھا۔

## مزار / قبریں

قلعہ سے کچھ فاصلہ پر نوابوں کی قبریں ہیں۔ عورتوں کی قبریں الگ ہیں۔ یہاں خاندان کے اہل کے سوا کوئی نہیں جاسکتا لیکن مردوں اور عوامی طور پر نوابوں کی قبروں ایک ہی ٹال میں ہیں جہاں نواب تکیب وارد دفن ہیں جب رکھو لے سے پوچھا گیا کہ یہ طور بہورت نقش نگار والا مال کس طرح تعمیر ہوا تو اس نے کہا۔ آدمیوں کی ایک قطار شہر تک پھیلی ہوئی تھی وہ انہیں ایک دوسرے کو پکارتے جاتے تھے اور اس طرح ساری چیزیں یہاں جمع کی گئی تھیں۔

## قومیں

ڈاؤر میں بلوچ، بھٹی، ڈاہر، اعران، جوگی (راول) ڈاؤر اور منیگھوال آباد ہیں۔

## جوگی، راول اور ڈاؤر

راول اور ڈاؤر جوگی اپنے آپ کو راول جوگی کی لڑکیاں سے بتاتے ہیں۔

## ڈاہریں

چروستان میں راستہ نما مثل کرنا بہت مشکل ہے۔ دور دور تک ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے ہیں جو بالکل ایک جیسے ہیں یہاں تک کہ ایک جگہ سے گزر کر اسی راستے سے واپس ہوں تو یقین نہیں آتا کہ اچھی ہیں سے گزر رہے تھے۔ یہاں خشک رکھیلے والوں کی میسوں کے نشانات ایک راستہ سا بنا دیتے ہیں جہاں پراونٹوں والے بھی پہنتے ہیں اور اس طرح یہ ایک مخصوص نشان سا بن جاتا ہے جس سے راستے کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ راستے کے اس نشان کو مقامی لوگ "ڈاہر" کہتے ہیں لیکن کچھ نہیں" بھی پکارتے ہیں۔ یہ میسوں کی دم غائب ہو جاتی ہیں اور ریت کا بڑا ٹیلہ راستہ روک کر کھڑا ہو جاتا ہے ایسے میں اگر گاڈ سائڈ ہو تو راستہ گم ہو جاتا ہے اور کئی کئی دن تک محلوں میں بھٹکتا پڑتا ہے۔ اگر راستہ کھوجائے تو پیاس اور بھوک سے بہت سے لوگوں کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

## بستی جانوالی

اس بستی میں زیادہ تر بھٹی قوم آباد ہے۔ اس بستی کے کچھ لوگ شہر میں ملازمت بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے یہ دوسری بستیوں کی نسبت ترقی یافتہ ہے۔ یہاں ایک ڈائی سکول بھی



ہے لیکن طالب علموں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ۔

## ذریعہ معاش

یہ لوگ بیڑیں بھی پالتے ہیں اور ان کی اون مسروخت کرتے ہیں۔ لیکن آمدنی کا ذریعہ زیادہ تنگداز پر ہے جس سے کپڑے دھونے کا مصالو تیار کیا جاتا ہے۔ اس کھاد میں سے کچھ حصہ حکومت کا بھی جوتا ہے۔

## بھٹی

یہ بھٹی اپنے آپ کو اس بھٹی کی اولاد بتاتے ہیں جسے موح گروہ کا نواب جیسلمیر سے لایا تھا۔

## لوک گیت

یہاں چوستان کے دو محکمہ ملاقوں کی طرح خواجہ غلام مسریہ کا کلام بہت مقبول ہے یہاں ہیں سکول کے چڑا سی عبدالعزیز نے کچھ دودھ اور گیت سنائے۔ جن میں سے بہت سی چیزیں ہم پہلے ہی ریکارڈ کر چکے تھے لیکن ایک گیت جو کہ مقبول گیت دم جم کی طرز پر تھا ہمارے لئے نیا تھا۔ عبدالعزیز نے بتایا کہ اس کا دم دودھ بلوتے وقت جسم کی حرکت سے ملتا ہے اور یہ گیت بھی دودھ بلونے سے متعلق ہے۔

یہاں کے لوگوں کی زندگی پر شہسری زندگی کے اثرات پھیل رہے اور یہاں کچھ بچے مکانات بھی ہیں۔



محمد اسلام کے عقب میں ڈاہری نظر آرہی ہیں



مہاتماں سکول کا چپڑاسی عیدالغزینہ کوک گیت دیکھاؤ گولتے ہوئے

عبدلعزیز چوڑا اسی موسم جانو والی نے یہ گیت سنایا

جو دم جیویں کھیر و لوٹ

بنیاں تے سب تھوڑیاں چھوڑ

ضم نام گم تھی ورنج ڈوٹا

کھن نکلیا دوٹا چوڑا

فری تال و لوٹ و لوٹ

گھٹ نہ پانی ہر نہ تر وٹ

جو دم جیویں کھیر و لوٹ

بنیاں تے سب تھوڑیاں چھوڑ

کھڑ لوٹ و لوٹ میں تھکیاں

کھن چہیں آندا کیاں کیاں

ہتھان دیاں بھتی گتیاں پٹیاں چوڑ

جو دم جیویں کھیر و لوٹ

کھیر و لوٹ میں جھن جھلے

رمز بوجی راز دی گاسے

نہ کر سو ہناتال مشالے

جو دم جیویں سنگتیاں چوڑ

جو دم جیویں کھیر و لوٹ

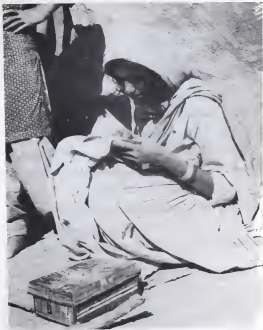
جو دم جیویں کھیر و لوٹ

بنیاں تے سب تھوڑیاں چھوڑ

## ٹھنڈی کٹوہی

اس بستی کو ٹھنڈی کٹوہی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں لوگ ایک ایسا کنواں کھودنے میں کامیاب ہو گئے جس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ اس لئے اس بستی کے لوگ یہاں تعسیر یا مستحق طور پر رہائش پذیر ہیں اور جیو پٹرلوں کی جگہ کچے مکانوں نے لے لی ہے۔ یہاں کی عورتیں کڑا حالی کے کام میں مہارت رکھتی ہیں اور شہر کے لوگ آرڈر دے کر ان سے گیندیاں لوکاریں، سرکانوں کے غلاف اور آٹا ہشکر ڈالنے والے قھیلے بنواتے ہیں۔ ایک چھوٹے سے مٹھ کے چبوترے پر سکون بھی ہے جہاں صرف قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بچے اور بہنیاں صبح صبح مولوی صاحب کے پاس اس چبوترے (چنترے) پر جمع ہوتے جاتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔

یہاں زیادہ جیو پٹرین پالی جاتی ہیں اور انہیں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ کچرا ہونٹس کی جیو پٹرین بھی ہیں جن کی اون بھی جاتی ہے۔  
یہاں سے ہم نے ایک قدیم ٹانٹھے والا سرٹانہ، ہشکر اور آٹا ڈالنے والے قھیلے اور ایک فلاس بھی خریدی۔ یہ سامان میوزیم کے لئے دے دیا گیا ہے۔



ٹھنڈی کھوپڑی میں ایک عورت اپنا جہر پڑی کے سامنے بیٹلی کوڑھائی کر رہی ہے۔

خاندان محسنی کا محلہ درخشاں میں اور مولوی صاحب



## کالے پاڑ

یہاں بھی ایک گھراں ہے۔ یہاں سب سے زیادہ ڈیجے آباد ہیں اور دیکھتے چیمانے پر اونٹوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ اور اونٹوں کی مختلف منسلکیں تیار کرتے اور پالتے ہیں۔ خاص منسلکی کا میں بھی پال باقی ہیں۔ یہاں کا مورس تو اپنا روایتی لباس پہنتی ہیں لیکن بعض مردوں نے تہجد کی بلور مشوار پہن کر سڑک کر دی ہے۔ جب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ اپنی بستی کو کالے پاڑ کیوں کہتے ہیں تو انہوں نے کوئی تسلی بخش بات نہیں بتائی صرف اتنا کہا کہ وہیں کیفیت کے پیش نظر ایسا نام رکھا گیا تھا۔ یہاں کے لوگ بھی تقریباً مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں۔ جنگلیوں کے ساتھ ساتھ کافی کچے کوٹھے بھی ہیں۔

## لوک گیت / لوک نایچ

یہاں کے نوجوان وہ بچے گاتے ہیں، کچھ اونٹوں کے گیت بھی گاتے ہیں لیکن جب ان سے سنانے کے لئے کہا گیا تو وہ کچھ شرملا گئے، اس کے علاوہ جمور اور ناڑی یہاں کے معتبر نایچ ہیں۔ ناڑی جمور ہی کی ایک قسم ہے صرف اس میں تالی کی آواز زیادہ گونج رہی اور بدم کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔

## چولستان کے خزانہ بدوش

اوپر بن بستوں کا ذکر آیا ہے ان کے علاوہ کچھ اور بستیاں مستقل حیثیت اختیار کر چکی ہیں اور یہاں رہنے والے بھی مستقل ہیں۔ لیکن بہت سے ٹرپے اور بستیاں غیر مستقل ہیں ان بستیوں کے لوگ دو قسمی طور پر کسی ٹرپے کے نزدیک جھگیان لگا بیٹے ہیں مگر جب پانی ختم ہو جاتا ہے تو کسی اور ٹرپے کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔ ان ٹرپوں میں سے کچھ کے نام ہیں اور کچھ بے نام ہیں اور میرے خیال میں چولستان کے یہی لوگ چولستان کی ثقافت اور رسم و رواج کے اصل مالک ہیں جو کسی جگہ مستقل قیام نہیں کرتے بلکہ پورے چولستان میں گھومتے رہتے ہیں۔ وہ اب بھی شہری اور صنعتی زندگی سے بچے ہوئے ہیں اور اپنی قدیم رسموں اور ورثے کے محافظ ہیں، عورتوں اور مردوں کے لباس روایتی اور خاص چولستانی ہیں، میوڑیا، گلائیں اور اونٹ پالتے ہیں۔ انہوں نے اپنے جانوروں کو ایسی عادت ڈال رکھی ہے کہ وہ بختے میں صرف ایک مرتبہ پانی پیتے ہیں۔ ان میں زیادہ بلوچ، راجپوت، ورد سٹے ہیں۔ یہ لوگ بارش کے لئے دعا مانگتے رہتے ہیں کیونکہ بارش ہونے سے چولستان میں بہار آ جاتی ہے۔ بوٹیاں سرسبز ہو جاتی ہیں اور جانوروں کے لئے پانی اور چارہ وافر مقدار میں ملتا ہے۔ برسات کے بعد وہ گھاس خوب آگ آتی ہے جو حش کی ٹلیاں بنانے کے کام آتی ہے جیسے یہ لوگ اپنی جھونپڑیاں بنانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

چولستان کے عام لوگوں کی طرح یہ خزانہ بدوش بھی اپنے جانوروں کے گلے میں بڑے بڑے تلو اور گھنٹیاں باندھتے ہیں اور انہیں چرنے کے لئے کھٹا چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے جانور چرنے کے بعد خود بخود واپس آ جاتے ہیں۔ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ گھنٹیوں کی بے شمار آوازیں اس سے وہ اپنی گائے کے گلے میں پڑی ہوئی گھنٹی کی آواز پہچان لیتا ہے۔

ان لوگوں کی زبان خاص اور مزید کی مل مار وادی میں بھی ہے۔ عام خزانہ بدوشوں کی





ٹاھپہوں کی ایک بستی



سہا قوم کے دو چوستانی خانہ بدوش

طرح وہ بھی ڈرے ڈرے اور سہجے سہجے رہتے ہیں کسی شہری بالو کو دیکھ لیں تو ان کی مسکین کو کوکر چیرے پر بیٹھا جاتی ہے اور کچھ دیر بعد بے چینی سی محسوس کرنے لگتے حسین کیمروہ اور ٹیپ ریکارڈر دیکھ کر سہم سے جاتے ہیں۔

یہ لوگ چوستان کرافٹس کے اصل مالک ہیں مستقل رہائش رکھنے والوں نے ان کرافٹس کو کرافٹس سطح پر اپنا لیا ہے لیکن چوستان کے خاندان بدوش اب بھی صرف ذاتی استعمال کے لئے چیزیں بناتے ہیں جن میں اونٹ کے بالوں کی فلاسیں، لوکاریں اور اونٹوں کی مہاوٹ کا سامان شامل ہے اس کے علاوہ یہ لوگ اونٹ کی کھال سے گھنی رکھنے کے کپے بھی بناتے ہیں۔

## لوک گیت / میسلے / لوک ناچ

چوستان کے خاندان بدوش روایتی اور قدیم گیت گاتے ہیں لیکن اگر کوئی شہری آدمی ان کے قریب جائے تو گانا بند کر دیتے ہیں۔ اونٹوں کے گیت اور خواجہ غلام فسرید کی کافیاں ان میں بہت مقبول ہیں۔ یہ لوگ خواجہ فسرید کے سچے پرستار ہیں اور انہیں اپنا پیر مانتے ہیں مشکل آجائے تو خواجہ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ لیکن چمن پیر کے میلے میں بھی غور و فکر کرتے ہیں اور مٹیں ملتے ہیں۔

میلوں اور خوشی کے موقعوں پر چوستان کے خاندان بدوش دل کھول کر شریک ہوتے ہیں اور صبر و برداشت کرتے ہیں۔

## چمن پیر

جہاں چمن پیر کا مزار ہے اس بستی کو بستی چمن پیر کہا جاتا ہے اور گرو کے تیس اور چالیس پالیس میلوں پر رہنے والے لوگ چمن پیر کے میدان پر مزار آتے ہیں۔ میدان شروع ہونے سے پہلے اونٹوں کے قافلے بستی میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

مؤرخین نے چمن پیر کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن لوگوں میں یہ روایت مشہور ہے کہ آپ ایک ہندو راجہ کے بیٹے تھے لیکن کسی رومانی بزرگ نے پیشین گوئی کی تھی کہ راجہ کے ماں جو بیٹا پیدا ہوگا وہ مسلمان ہوگا پنا پھر راجہ کے ماں بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اسے لکڑی کے صندوق میں بند کر کے ریگستان میں پھینکوا دیا لیکن بچہ زندہ رہا اور بڑا ہو کر اپنی رومانیت کے باعث نامور ہوا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب صندوق ریگستان میں پھینکا گیا تو ایک دم ریت میں وحش گیا جس پر بعد میں لوگوں نے مزار تعمیر کیا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا اصل نام دلیل پیر ہے۔  
لوگوں نے جس پیر اور بزرگ کی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے متقیین کے خیال میں ان کا نام جلال الدین سناری تھا جن کا مزار اوقاف شریف میں ہے۔ آپ بخاری سلسلے کے اہم بزرگ ہیں۔

چمن پیر کی روایت حضرت محسنی اور ایڈی پس سے ملتی جلتی ہے لیکن چستان کے لوگ تفصیلات میں جانے کے بجائے چمن پیر کی رومانی طاقت پر یقین رکھتے ہیں ان کی منہیں پوری ہوتی ہیں۔

چیمبر کے مہینے میں بھاری میل لگتا ہے اور جمہورات کو لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر تافلوں کی صورت میں مزار پر آتے ہیں یہاں کی ایک مشہور منت ”اٹا کھٹا“ ہے جس کے تحت خاص

## مزار چمن پیر



مقدار میں آٹا اور بیٹر کا قریبی دینا ہے۔ جب کسی کا کوئی مراد ہوتی ہے تو وہ دوبارہ جا کر  
 آٹا کھانا منت ماقا ہے اور مراد پوری ہو جانے پر منت پوری کرتا ہے۔

خواجہ غلام مزید کہ کافیاں لگاتی باقی ہیں۔ میر عالم بھی بلائے جاتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں  
 سے تو انی بھی ہونے لگی ہے۔

جموں ناپے ہوتا ہے تو عمر میں بھی ایک طرف اکٹھی ہو کر ناچنے لگتی ہیں۔ جمہرات کو  
 شروع ہو کر میلہ جمعہ کی دوپہر کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

میلے کے علاوہ بھی لوگ دور دور سے اونٹوں پر بیٹھ کر سلام کرنے آتے ہیں۔ اور  
 منیٹیں ملتے ہیں۔

## خواجہ فرید کی روہی

صحرا کہ مذہبی اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ بہت سے صوفیا اور دُومانی ہندوگوں نے طریقت اور معرفت کے مراحل صحرائوں میں طے کئے۔ میرے خیال میں صوفیاء کے علاوہ اگر ایک عام انسان بھی صحرا میں کچھ دن بسر کرے تو اس کی غلافیتیں جھڑنے لگتی ہیں اور زندگی کا اصل مآز اس پر افشا ہو جاتا ہے۔ یہاں آکر مجھے تو ایسا احساس ہوا جیسے میں اللہ کے بہت قریب آ گیا ہوں۔ میرے خیال میں صوفیائے کرام نے صحرا کو اسی لئے منتخب کیا کہ یہاں انسان اپنے اندر بھانک سکتا ہے اور انسان کی اصلیت کو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہذا خواجہ غلام فرید نے بھی صحرا کو اسی لئے منتخب کیا ہو گا کہ یہاں طریقت اور معرفت کے مراحل طے کرنے کے لئے ماحول میسر آتا ہے چوستان میں جن روحانی ہندوگوں اور صوفیاء کے اثرات نظر آتے ہیں، ان میں ایک بنجاری سلسلہ کے جلال الدین حیدر بنجاری اور دوسرے شہتیرہ سلسلہ کے خواجہ غلام فرید ہیں، خواجہ صاحب کی شاعری میں عشق ایک پاک دوزخ کے دُوپ میں ظاہر ہوتا ہے جو کبھی خواجہ صاحب میں ملوث کر جاتی ہے اور کبھی خواجہ صاحب اس میں غم ہو کر اپنے آپ کی نفی کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنے اشعار میں روہی کی بھی خوب صورت عورتوں کا ذکر کیا ہے، وہ بھی صحرا کی دوزخ کے محسوس کا عکس ہیں۔ یہ وہ تجربہ ہے جو چوستان میں طویل ریاضت کے بعد خواجہ صاحب کو حاصل ہوا اور آپ فنا فی اللہ ہوئے۔ آپ نے عشق مجازی سے عشق حقیقی تک کی منزلیں روہی میں طے کیں اور ایک چوستانی خاتون جنت بی بی سے عشق بھی کیا جنت بی بی ہی نہیں آپ کو

روہی کے پندوں، کیمپوں، پودوں اور ریت کے ذرے ذرے سے عشق تھا۔ انہوں نے جنت بی بی کی ڈاچیاں بھی چلائیں اور طویل عرصہ ریاضت میں گزارا۔

خواجہ صاحب کے اشعار کے حوالے سے دیکھا جائے تو روہی کا کردار اچھوتا اور افولکھا دکھائی دیتا ہے۔ اپنے اشعار میں صرف خواجہ فرید نے روہی سے باتیں نہیں کیں بلکہ روہی بھی خواجہ صاحب سے مخاطب ہوتی ہے اور اس کی آواز عرب کے صحرائوں تک پھیل ہوئی ہے اور خواجہ صاحب کے کلام کے لفظ لفظ میں سانس لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ لہذا روہی کا عرب کے صحرائوں تک پھیل جانا خواجہ صاحب کی معرفت اور جذب کی ہی ایک کیفیت ہے۔ اسی لئے اُن کے کلام میں وہ کیفیت ہے جو لوگوں کو بے قرار اور بے چین کر دیتی ہے۔ میرے خیال میں صحرا اپنے بارود پھیلائے خواجہ فرید جیسے بزرگوں کا انتظار کرتے رہے ہیں کیونکہ ان کے ان ایسے بزرگوں کی موجودگی زندگی کی آنکھوں سے ابھیں چیزوں پر سے پردہ اٹھاتی ہے خواجہ کو روہی سے اور روہی کو خواجہ سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے تو لوگوں کے اعتقاد کے مطابق خواجہ فلام فوسرید وصال کے بعد بھی روہی میں چلتے پھرتے ہیں اور روہی ان کی موجودگی کے نشے میں مست رہتی ہے۔ لوگوں کے اس اعتقاد سے ہٹ کر بھی دیکھا جائے تو خواجہ کے اشعار بھی ایسا ہی احساس مرتب کرتے ہیں۔

روہی میں اشعار سال کی ریاضت ایک ایسا مرحلہ ہے جس نے خواجہ فرید کو فتنے ذرے میں لاندہ کاغذوں دکھایا اور جنت بی بی بھی ایک عام جبین چیز کی طرح بڑے افسانہ حسن کے ادراک کا حامل بن گئی۔

کہتے ہیں کہ خواجہ فرید نے جنت بی بی یا بی بی جنت کو دیکھا تو اس کے حسن اور سادگی سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے جہاں قیام فرمایا تھا جنت بی بی قریب قریب سے پانی بھرے آبی تھیں چونکہ بہاول پور کے قلاب خواجہ صاحب کے خاندان کے پائے مرید تھے اس لئے قلاب نے لڑکی کے والدین کو کہا کہ وہ اپنی لڑکی کا رشتہ خواجہ صاحب کیسے دیدیں لیکن اس کے

داہلوں نے کہا کہ ہم لاڈ ہیں خواجہ صاحب کریمجہ، لہذا یہ رشتہ ممکن نہیں کیونکہ ہم لاڈلوں میں ہی مشتمل کرتے ہیں۔ خواب نے سختی کرنا چاہی لیکن آپ نے منع کر دیا اور کچھ عرصہ بعد لاڈلوں کی ڈوچیاں چرانے لگے۔ ایک مرتبہ بارش نہ ہونے سے چروستان کے لوگوں کا برا حال ہو گیا، خواجہ صاحب انسان پیاس کی شدت سے بہلا آٹھے۔ خواجہ فرید نے دعا کی تو بارش ہونے لگی اور چروستان کے لوگوں پر آپ کی معرفت اور طریقت کا بھید کھلا۔ لاڈلوں نے فوراً اپنی بیٹی کا رشتہ خواجہ صاحب سے طے کر دیا۔

ایک دعایت یہ بھی ہے کہ جب لاڈلوں نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو آپ چاچاں شریف واپس آ گئے۔ لیکن مدھی میں سخت گرمی پڑی اور بارش نہ ہوئی تو جنت بلی کی کا بجائی اسے اوفٹ پر بھا کر آپ کے پاس لے آیا اور شاہی کی پیشکش کی۔

میں نے خواجہ فرید کی مدھی کے تحت اس مذب اور معرفت کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے جس میں مدھی کا کردار بڑا واضح اور اہم ہے لہذا اپنے اختصار میں خواجہ نے مدھی کے بارے میں یوں کہا ہے۔

پرو حشت سبخر مدھی

اسے دل دیوانی مدھی

نخلی ماہی برٹوں مجلساں      دل مڑا ہوں مول نہ ولساں

دریچ ساتھ پریندے دلساں      دریچ روہی کرموں چوہی

ان اشعار میں دیوان اور وحشت نامک مدھی نے خواجہ کا دل موہ لیا ہے۔ اس کے باوجود مدھی کے مشکل راستے طے کرنا چاہتے ہیں میرے خیال میں اگر ان اشعار کو ان کی کافی تفسیر ملتی تو مدھی کے حواس سے دیکھا جائے تو سو فیاض کا بغیر سب اس وقت اپنی مکمل صورت اختیار کرتا ہے جب وہ کہتے ہیں

”بغیر خاک حیرتے لڑو و خنکڑا      مدھی چوستان دی توں“



لہذا اشارے کے ان حوالوں سے جنت ہدیٰ سے عشق اور پھر عشق حقیقی تک سفر میں خواجہ صاحب کا نظریہ وحدت الوجود پوری طرح سمجھ میں آنے لگتا ہے۔ اور بات مجدد و مست تک پہنچتی ہے

## خواجہ فرید

خواجہ صاحب کی زندگی اور مسلک کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، اس لئے میں یہاں مختصراً ان باتوں کا تذکرہ کروں گا۔

آپ ۱۲۹۱ ہجری میں چاچراں میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا اکرم گرامی خدا بخش ہے اور لقب محبوب الہی، آپ نے روحانی فیض حضرت حسن سبجری معین الدین الجیری سے حاصل کیا اور سلسلہ چشتیہ سے منسلک ہوئے۔ خواجہ فرید نے اپنے والد کے بارے میں مراتب محبوبین میں درج کیا ہے۔

غالب صادق محمد حضرت قاضی محمد عاقلؒ کے سامنے بیٹھے تھے (قاضی محمد آپ کے مرشد بھی تھے) اور حضرت قاضی محمد عاقلؒ بیٹھ کر بل سمائے ہوئے تھے قریب ہی حضرت محبوب الہی (عقلم فرید کے والد گرامی) کھیں رہے تھے یہ حضرت محبوب الہی کے بچپن کا زمانہ تھا حضرت قاضی محمد عاقلؒ نے حضرت محبوب الہی سے فرمایا: اسے عزیز میرے بیٹے پر سو جاؤ اور میرے منہ پر منہ رکھو حضرت محبوب الہی نے تعمیل کی اور چڑا ایک گھنٹہ بیٹھ کر رہے حضرت قاضی محمد عاقلؒ نے فرمایا: ”شاہ فقیر اولاد شاہ فقیر“ یعنی تم فقیر ہو تمہاری اولاد بھی فقیر ہوگی، اسی کے بعد حضرت خواجہ احمد علیؒ نے فرمایا اگر اہانت ہو تو تاج عمود کو پیش کروں حضرت قاضی محمد عاقلؒ نے فرمایا: ”آؤ جب خواجہ احمد علیؒ خواجہ تاج عمود کو لے آئے تو حضرت قاضی محمد عاقلؒ نے خواجہ تاج عمود کو تقریباً تہائی گھنٹہ حضرت محبوب الہی کی طرح اپنے سینہ پر سٹکایا اور فرمایا تم فقیر ہو لیکن حضرت محبوب الہی کی مرتبہ آپ نے نہ دیا تھا تم فقیر ہو اور تمہاری اولاد بھی فقیر ہوگی۔“

ادریں ہوا آپ کے دو فرزند روحانی سلسلہ میں بڑے مقام تک پہنچے۔ ایک کا نام مولانا خٹہ نالہ دین رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ۔

## بمعیت

خواجہ فرید نے اپنے بڑے بھائی مولانا خٹہ نالہ دین کے اہل حق پر بیعت کی۔

## خواجہ فرید کا سلسلہ نسب

خواجہ غلام فریدؒ	شیخ مای فضل اللہ	یوسف
خواجہ خدا بخش محبوب الہیؒ	شیخ پریا	حسین
خواجہ احمد علیؒ	شیخ مہر	احمد
قاضی محمد عاقلؒ	شیخ حناج	محمد
خواجہ محمد شریفؒ	شیخ پنوں	عبداللہ
خواجہ محمد یعقوبؒ	شیخ کور	منصور
مخدوم نور محمدؒ	شیخ پریا	مالک
ذکر با	حسین	یحییٰ
شیخ حسین	محمد	محمد
پریا	محمد	سلیمان
شیخ حبیبی	موسے	ناصر

شیخ نوشدا	نرید	محمد اللہ
شیخ صاحبی	ناصر	امیر انجمن علمائے خطا
شیخ صدائیں	حسن	(خلیفہ ثانی مسجد اقصیٰ)

## آپ کی شادیاں

روایت ہے کہ آپ نے چار شادیاں کیں جن کے مزار آپ کے مزار کے عقب میں واقع ہیں جب میں نے یہاں کے رکھوائے سے پوچھا کہ ان میں سے روہی والی بی بی کا مزار کون سا ہے تو اس نے کہا مجھے معلوم نہیں شمس الدین گیلانی کے مطابق آپ نے ایک شادی یا زاری عورت سے بھی کی تھی۔

## خواجہ صاحب کی کرامات

یہاں میں ایک ایسا واقعہ درج کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں جو مجھے کسی کتاب میں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

خواجہ صاحب اسی میں تشریف لائے تو خواجگان نے آپ سے درخواست کی کہ آپ مخدوم گنج بخش کے پیروں پر ہاتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ بھی ان کی طرح ایک روحانی بزرگ ہیں وہ بھی مخدوم ہیں اور ہم بھی خواجہ صاحب نے وعدہ کر لیا کہ اب کی بار ان کے پیروں کو نہیں چھوؤں گے لیکن جب مخدوم گنج بخش کے پاس پہنچے تو ان کے پیروں پر بوسہ دیا۔ خواجگان نے رنگے کے عالم میں آپ سے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا آپ نے فرمایا خدا کو میری نہیں چھوؤں گا مگر آپ نے تو بوسہ دے دیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا میں مخدوم گنج بخش کے پیروں کو کیوں بوسہ دیتا وہ بھی مخدوم نہیں ہیں مخدوم قسم ہے اگر آپ میرے پتے خریدیں، میں نے تو حضرت مونی علیؑ

کے پیروں کو بوسہ دیا ہے۔

خواجہ صاحب ویسے تو چشتیہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن انہیں ہر سلسلہ سے بڑی محبت اور عقیدت تھی۔ خاص طور پر وہ سلسلہ قادریہ کو بہت پسند کرتے تھے اور آخری ایام میں یہ پسندیدگی شدت اختیار کر گئی تھی میرے خیال میں خواجہ صاحب کا اپنا ایک سلسلہ تھا جسے کوئی نام دینا مشکل ہے، انہوں نے معرفت کی ہونٹریں ملے کی تھیں انہوں نے خواجہ صاحب کو ایک مشغور اور انگ مہارہ دکھائی تھی اور جس وجہ سے کہ وہ شاعری کی طرف مائل تھے، اس نے ان غزلوں میں سب سے زیادہ نام پایا۔ آپ کے چچا تانہ پاک نے کہا تھا کہ ایک ایسی جہتی آنے والی ہے جس کے نام سے ہم سب پہچاننے لائیں گے۔ اور جس میں یہ باطل کچھ ثابت ہوا۔ مزارات کے رکھوائے نے مجھے بتایا کہ آرت کی ہونٹ بھی آتی ہے خواجہ فرید کے نام کی آتی ہے۔

لوگ آج کل خواجہ صاحب کے مزار پر حاضری دینے کی منت بھی پوری کرتے ہیں اور بعض لوگ تو اس وقت تک مزار پر موجود رہتے ہیں جب تک مراد پوری نہ ہو جائے۔ خلیفہ نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک سالہ عورت یہاں آئی میں نے اسے تعویذ دیا لیکن اس کی حالت نہ بہتر ہوئی ایک ماہ کو خواب میں حضرت خواجہ فرید نے اسی عورت سے کہا خلیفہ سے کہو مزار پر جو فانوس لٹکتے ہیں ان میں پانی ڈال کر چلاؤ اور پھر وہ پانی پیو۔ خلیفہ کہتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور وہ عورت بھلی چنگی ہو گئی۔

## خواجہ صاحب کی سخاوت

خواجہ صاحب کی سخاوت کے سلسلہ میں بہت سی باتیں کہی ہیں آپ کی آپ اس قدر سخی تھے کہ بیویوں کے زیورات بھی حاجت مندوں کو دے دیا کرتے تھے۔

## آخری آرام گاہ / کوٹ ممشن

خواجہ صاحب کی آخری آرام گاہ کوٹ ممشن میں ہے۔ ممشن خان ایک سردار کا نام ہے جو آپ کے خاندان کا مرید تھا اور اس نے آپ کے خاندان کو یہاں اعلیٰ قدر کی تھیں یہیں پر آپ کے خاندان کے مزارات بھی ہیں۔

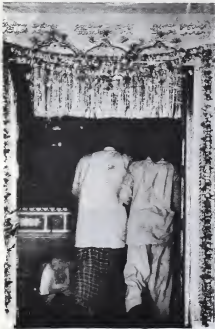
یہاں مجھے اوقات کے منجھرنے وہ حجرہ بھی دکھایا جہاں خواجہ صاحب بیٹھا کرتے تھے۔ اس حجرے میں ایک چنگ بھی رکھا ہے جو آپ کے نزدیک سوائس چنگ کے رئیس پائے اوپر کاٹا رہی ہے البتہ نوٹ اور ادھر پر پڑی ہوئی چادر تبدیل ہو چکی ہے منجھراوقات نے مجھے بتایا کہ خواجہ فرید کا جبنا کچھ دوسری چیزیں اس کے پاس گھر میں موجود ہیں۔

خواجہ صاحب کو دھان فراٹے چوہتر برس ہو چکے ہیں۔ لوگ دودھ سے سہم کرنے کوٹ ممشن آتے ہیں ہر وقت جھگڑا لگا رہتا ہے۔

آپ کا عرس (میلہ) مارچ اثنیٰ کو شہر میں ہوتا ہے اور سندھو پنجاب، بلوچستان سے لوگ پورے خاندان کیست آتے ہیں اور عرس کے دنوں میں یہاں قیام کرتے ہیں۔

مید کے علاوہ بھی آپ کے مزار پر بیٹھ کر لوگ آپ کا کلام گاتے ہیں جب ہم مزار پر پہنچے تو محمد بخش آپ کی قبضول کافی تین دن عاشق دی توں گارہ تھا اور میت سے لوگ ارد گرد بیٹھے سن رہے تھے۔ محمد بخش سے گفتگو ہوئی تو اسی نے بتایا کہ وہ پیرونی محمد سلطان کا قوال ہے اور موشی پر مبداء ملک تھانہ آباد وہاں خلیع حیم یار خان میں رہتے ہیں۔

محمد بخش فارسی کلام بھی گاتا ہے۔ شادی بیاہوں پہ جا کر مہرے گاتا ہے۔



خواجہ حسنین کے مزار کا دروازہ



خواجه شہید کے مزار کی دیوار اور وہ خانقہ جس جس کے بارے میں  
خلیفہ نے روایت سنائی



خواجه صاحب کے دربار کے صحن میں خلیفہ سے معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔

## کوٹ مٹھن میں مزارات اور عرسوں کی تاریخیں

- |                          |                |
|--------------------------|----------------|
| ۱۔ تاجی محمد قلی         | ۸۔ درجہ العزب  |
| ۲۔ خواجہ محبوب الہی      | ۹۔ شہیدان      |
| ۳۔ خواجہ احمد علی        | ۱۰۔ درجہ اول   |
| ۴۔ مولانا فخر جہاں       | ۱۱۔ درجہ اول   |
| ۵۔ حضرت نازک کریم        | ۱۲۔ درجہ اول   |
| ۶۔ حضرت خواجہ معین الدین | ۱۳۔ درجہ العزب |
| ۷۔ حضرت خواجہ قطب الدین  | ۱۴۔ حضرت انظر  |
| ۸۔ حضرت خواجہ فیض احمد   |                |
- ان بزرگوں کے بارے میں تفصیلات کتبوں میں درج ہیں۔

## پوستان کے کنارے آباد اہم علاقے

پوستان کے بعد اس وقت مجھے ان علاقوں کا ذکر کرنا چاہیے تھا جو پوستان کے کنارے پر آباد ہیں لیکن خواجہ فرید کے زمانے سے مجھے کوٹ مٹھن کا ذکر بھی کرنا پڑا ورنہ کمی رہ جاتی۔ منڈی بنامی اور احمد پور شرقیہ پوستان کے کنارے پر واقع ہیں اور اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں کہ بہت سے پوستانی یہاں آباد ہو چکے ہیں۔ اس لحاظ سے سب سے زیادہ اہمیت منڈی بنامی کو حاصل ہے۔

## منڈی بنامی

یہ علاقہ کبھی پوستان کا حصہ تھا لیکن اب آباد ہو چکا ہے یہاں زیادہ تر آباد کار رہتے ہیں جن کے بزرگوں نے پنجاب کے مختلف حصوں سے آکر یہاں کی زمینیں آباد کیں اور یہیں آج بھی بنامی بنامی عرفی نام ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس سے پہلے اس علاقہ کا کیا نام تھا بلکہ بنامی بنامی



عہاسیہ خاندان کے فواجوں کے وقت میں رکھا گیا تھا۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہاں بہت بڑی منڈی ہے لیکن اس رپورٹ کے نقطہ نظر سے یہاں کی اہمیت وہ لوگ ہیں جو چوستان سے آکر یہاں آباد ہو گئے ہیں، ان کی زندگی پر آباد کاروں کی ثقافت کے اثرات نظر آتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ الگ پہچانے جاتے ہیں اور اپنی قبیلہ روایات کو بھی برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

منڈی بڑی چھپنے کے لئے ہمیں بڑی ٹنگ دو کرنی پڑی۔ اس لئے کہ ہم چوستان میں سے منڈی میں داخل ہونے اور ہنر کے کنارے دلیل میں ہماری جھپکائی مرتبہ پھنس گئی اور ہمیں مقامی لوگوں کی مدد بھی حاصل کرنا پڑی اور خود بھی دلیل میں گھسنا پڑا جس کی تفصیل تصاویر میں دیکھیں جا سکتی ہے۔

جبکہ منڈی بڑی چھپنے تو ہماری ملاقات چلو ویری احسان اللہ سے ہوئی جنہوں نے ہمیں بڑی اہم اور ضروری معلومات فراہم کیں اور میری حق کے مسئلہ میں ہماری مدد بھی کی۔ یہاں بہت سے چوستانی جنید آباد ہیں جن میں بادریئے اور مینگہ وال میر فرست ہیں۔



جیپ دلدل میں پھنس چکی ہے



پنجاب میں دلاستہ بھول جانے کے بعد اور خٹہ میں رزماء سپاہیوں سے پہلے مظہر الاسلام

## بادریے

بادریے گرم و نازک کی تعلیمات پر یقینی رکھتے ہیں اور حیثیت کبیر کی زندگی پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بھیج گاتے ہیں اور دوائی ساز و بور اور کینیاں استعمال کرتے ہیں۔

بادریے اپنے آپ کو ماحجوت بتاتے ہیں مختلف حصوں میں ایک چار و چار ہی کے اندر پندرہ یا بیس گھر ہوتے ہیں اور بادریے کی کہتے ہیں کہ نام نے جو کہ چک نمبر ۵۰ ٹی بی ڈاکٹر تحصیل بزمان ضلع بہاولپور میں رہتا ہے مجھے بتایا کہ وہ ماحجوت چوان ہے اور غلط بادریے باوری کا غلط اسم ہے جس کا تعلق شکار کھینے سے ہے۔ پہلے یہ رنگ پسے پرستان میں گھومتے پھرتے تھے لیکن ۱۹۴۵ء کے بعد مستقل طور پر سنڈی بزمان اور ضلع بہاولپور کے دوسرے حصوں میں آباد ہو گئے۔ کہ نام کا خیال ہے کہ چستان پر پہلا لاج ماحجوتوں کا تھا جو کہ چوان تھے۔

## لباس

بادری عمر میں گنگھڑا اور چول پہنتی ہیں۔ کنواری اور بیاہی ہوئی سب عمر میں چاندی کے زیورات پہنتی ہیں اور سر سے ہاتوں تک ڈھیلتے لدی ہوئی ہوتی ہیں۔ مرد لاٹو کرتے ہیں جو کہ اصل میں تہبند ہی ہے لیکن وہ اسے ٹانگوں کے درمیان سے نکال کر نیچے باندھ دیتے ہیں اور یہ بھی ان کی خاص پہچان ہے۔

## ذریعہ معاش

ان کا ذریعہ معاش زمینداروں کی فصلوں کی کٹائی اور اڑائی ہے۔ پیسے کانے کئے کوئی ناجائز طریقہ استعمال نہیں کرتے حالت میں شریف مشہور ہیں۔ نہ چوری کرتے ہیں اور نہ کسی کا دل دکھاتے ہیں۔



حکسِ مہاشن باوری سورتوں سے ان کے رسم و رواج اور زیورات کے بارے میں  
معلومات اکٹھی کر رہے ہیں



باوری سورتوں کا لباس

## شادی بیاہ رسمیں

یاد رکھیے قدیم ہندو مذہبوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ چاہتا یا کی لڑکی سے بھی شادی نہیں کرتے۔ طلاق نامعلوم ہے لیکن اگر میاں بیوی میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا شادی کر سکتا ہے۔ شادی سے پہلے پنڈت سے دلی نکلوا یا جاتا اور پھر شادی کے پھرے لگتے ہیں! سچا حرج موت کے بعد لک کے لئے، پنڈت دلی نکالتا ہے۔ پنڈت بہت کم صہیں ایک ریگیم یا رنغان میں رہتا ہے۔

اگر باوریں کی کوئی لڑکی کسی مسلمان کے ساتھ چلی جائے تو وہ اسے واپس نہیں لیتے۔ ایسا ایک طاقہ عین کا ہے۔ شادی کے موقعوں پر بھی بچھن لگاتے جاتے ہیں۔ اور عورتیں مرد جو مومر ناچتے ہیں۔ ایک اور جھومر کی طرح کا ہی ناچ باوریں میں بہت مقبول ہے جسے وہ غلت کہتے ہیں۔

## حلال / حرام

بادرہئے عام ہندوؤں کی طرح بڑا گوشت نہیں کھاتے۔ لگاتے پاتے ہیں اس کا دھو بھی پیئے ہیں لیکن اسے مقدس سمجھتے ہیں۔

نیولا، گارسہ، بکرا اور سورہ کا گوشت خوشی سے کھاتے ہیں۔ جڑواں ان کی بحث ہے اور شاگرد بھی اس فہرست میں شامل ہے۔ بھی اور سنگھ والی جو کہ ہندوؤں کی ہی گوت ہیں۔ باوریں کی بحث ہیں اور وہ انہیں اپنے گھرنے داخل نہیں ہونے دیتے۔ مرغ اور سم بیکنے والی عورتیں بھی بحث ہیں۔

باوریں کا بڑا میلہ فلکات، دھندو شاق میں اسوج میں لگتا ہے۔ وہ ہولی اور دیوالی کا



ایک بادی خاتون روپائی اور زیورات



بادی عورتیں اپنے گھروں کے سامنے بیٹھیں ہیں۔



حکماء رام اور اس کا بیوی



انجیل باغدی

دل بھی مٹاتے ہیں۔

ہمیں حکماء نام، کرمورام اور ان کے ساتھیوں نے کچھ بھیج بھی سنا ہے جو ہم نے دیکھا ڈ  
کرنے۔

## مینگو وال

یہاں کے ایک اور چمک ہیں مینگو وال بھی آباد ہیں جو بادریوں کی طرح کی زندگی بسر  
کرتے ہیں لیکن ان میں ایک مختلف بات یہ ہے کہ فصلوں کی کٹائی اور آرائی کے ساتھ ساتھ  
مینگو وال عورتیں اور مرد خوب صورت لوہاریں اور طلاسیں بناتے ہیں۔

## منصوبہ

بادریوں اور مینگو والوں پر ریسرچ کرنے کے لئے قندھی یہاں بہترین جگہ ہے۔



## میر عالم

مٹی یزدان میں بہت سے مراثی آباد ہیں جو میر عالم کہلاتے ہیں۔ بہت سے چوستانی ہیں اور کچھ جیسلمیر اور بیکانیر سے ہجرت کر کے چوستان آئے تھے اور پھر یہاں آکر آباد ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے آبادیاد کی طرح سیپ کرتے ہیں اور کس ایک قوم کے خاص اور مستقل میر عالم ہوتے ہیں جنہیں اس قوم کی گوئی، شجرے اور بہادی کے قصے ازبر ہوتے ہیں جو وہ شادی بیاہ اور دیگر اہم موقعوں پر سنتے ہیں۔ یہاں ہماری ملاقات فقیر بخش میر عالم سے ہوئی جو ایک بھٹی کی زمینوں پر آباد ہے اور بھٹی قوم کی گوت اسے اپنی طرح یاد تھی جو اب اس نے بھٹی گمن کر گئی تھی جسے کی رسم بھٹی فوجواؤں میں بہت کم ہو گئی ہے۔

فقیر بخش میر عالم ۱۹۴۴ء میں بیکانیر سے چوستان آ گیا تھا۔ اس کے پانچ بیٹے ہیں جو گاتے ضرور ہیں لیکن انہیں چوستان کے خاص سہرے اور گیت یاد نہیں بلکہ وہ صرف خواجہ فرید کا کلام گاتے ہیں۔

خان بخش کی عمر پچاس کے لگ بھگ ہو گئی اور اسی عمر کے کچھ اور میر عالم بھی قریب ہی آباد ہیں جنہوں نے ہمیں بہت سے دہائی گیت عمر ماہروی کی داستان اور سہرے سنائے جن کی تفصیل اس دہرے کے آخر میں درج ہے اور دیکھا کہ لائبریری میں محفوظ کر لی گئی ہے۔

یہاں ایک میر عالم سلم دیں نے مجھے سوہے خان کی داستان کی سوہے خان قوم کا ہرستا اور تواریخ نے اسے فورٹ ڈیوار کا قلعہ دار مقرر کیا تھا۔ سوہے خان کی واریس طرح تھی،

سنو سنو نوکو

دسدیو جھو کو

لگیا دیندا سردار

شہر دا قلعہ دار



مظہری زمانہ کے امیر خاندان کی ریجنل ڈانگ کی جادہ ہے

اک دن افسرِ مال ہمراہی  
 ٹپ گیا بنے نوں پارے  
 جا کے مٹا بوجی سنگھ کوں  
 دیہاں آکر وہ بھول گیا اور پھر سوچ کر شروع ہوئی

واپس ویلا نوٹ اسے  
 زندگی کا خوف اسے  
 یاد آئے سا گھر بار  
 ڈر اور شہر دار کا قلعہ دار

سات اُتھائیں تے دوڑے ویٹے  
 نال تھیا بھکو روانہ  
 ہے اور نشان دی سہادی تے منزل بھاری  
 رستے اچ گیا باقی بار

ڈر اور شہر دار کا قلعہ دار  
 ست کوہ دالے کہ ہیں دے نوں  
 تھیا بیچہ کش جہان اسے  
 ڈھنڈھا اونٹھ کوں تھلے  
 سو جلد چلے  
 بہوں تھیا لاجپار

ڈر اور شہر دار کا قلعہ دار  
 بھاریاں دالے ٹوبے تے مادھو سنگھ ملیا  
 مادھو نو سنگھ جہان

دو جاسکتی ہیں جاسکتی ہیں جاسکتی ہیں جاسکتی ہیں  
 دوسرا اور شہر دار کا قلعہ دار  
 یہ ایک لمحہ دار ہے جو وہاں موجود کسی میر عالم کو پوری طرح یاد نہ تھی۔

## موسیقی کے ساز

یہ لوگ گانے کے لئے طبلہ سرنگی اور ڈرامویم استعمال کرتے ہیں لیکن جو سازنگی یہ لوگ  
 استعمال کرتے ہیں اسے گول پیایے دار سرنگی کہتے ہیں کیونکہ اس کا درمیان حصہ واقعی پیایے  
 کی شکل سے ملتا جلتا ہے۔ ہم نے ایک بوٹے سے اس کی سازنگی خریدنے کی بہت کوشش  
 کی لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہنے لگا مجھ سے سب کچھ مفت لے جاؤ مگر یہ سرنگی میں کچھ نہیں  
 بیچوں گا۔

میں نے ایک نوجوان دلدار کی رہکار ڈنگ بھی کی جو پاکستان کے اکثر علاقوں میں  
 بہت مقبول ہے۔

## احمد پور شرقیہ

لوگ گیتروں کے عوالد سے احمد پور شرقیہ خاصی درخیز جگہ ہے جہاں کے دو نو جوانوں نے مستانہ پردہ اند کو مفتی صاحب نے مختار بن کر یا تھا اودائی کا ایک لالنگ پٹے بھی بنایا۔ آج کل وہ تیزی سے ترقی کر رہے ہیں لیکن رولز تنی لوگ گیت چھوڑ کر وہ آند و غزل اور گیت گانے لگے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے رمیٹ ہاؤس میں ہم نے کچھ لوگ فنکاروں کی ریکارڈنگ بھی کی اور یہ سلسلہ صبح چار بجے تک جاری رہا جب مفتی صاحب اور میں ان آؤٹسٹو کو گھر چھوڑ کر آئے تو پانچ بجنے والے تھے اور سونے کے لئے نہ کوئی بستر تھا اور چارپائی۔ ہم نے بہت سی لکڑیاں جلا کر سردی کی شدت کا مقابلہ کیا اور صبح ہونے کا انتظار کرتے رہے۔

## عباسی خاندان کے نواب

بہاولپور جب دیاست ہوا کرتی تھی تو یہ سارا علاقہ عباسی خاندان کے نوابوں کے تسلط میں تھا جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ محمد بن قاسم کے ساتھ عرب سے یہاں آئے تھے۔ نوابوں کی تاریخ لکھی جا چکی ہے اور اکثر باتیں کتابوں میں درج ہو چکی ہیں۔ ایک روایت جو لوگوں میں مشہور ہے کچھ اس طرح ہے۔

ایک بزرگ بہاول کھڈی کا کام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کھڈی پر کپڑے کا بہت اچھا کپڑا بنا اور بیکانیر کے حاکم کو پیش کیا۔ حاکم بہت خوش ہوا اور اس نے بہاول سے کہا تاگوں کیا مانگتے ہو بہاول نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ آسے کھڈی گلنے کے لئے جگہ کی ضرورت ہے۔ حاکم نے بہت سی زمین اس کے نام کردی اور اس طرح ہوتے ہوتے بہاول ایک امیر آدمی بن گیا اور اس کی اولاد نواب کہلائی۔

آج کل نوابوں کی بہت سی عمارتیں حکومت کے قبضے میں ہیں جن میں بہاولپور کا نور محل بھی

شال ہے لیکن ڈیرا نواب کا محل اور فورٹ ڈیرا اور ابھی تک اُن کے اپنے قبضہ میں ہے۔  
 چونکہ ڈیرا نواب میں نوابوں کی مستقل رہائش گاہ ہے اس لئے یہاں قسریب ہی  
 ٹہی مراٹھاں میں بہت سے مراٹھی آباد ہیں جو نوابوں کے خاندانی مراٹھی ہیں۔ اور اُن  
 کے سہرے گاتے ہیں۔ نوابوں میں نواب صادق مرحوم گانے کے کچھ شوقین تھے اور ٹہی مراٹھاں  
 کے لوگوں کی مستقل پرورش بھی کرتے تھے۔ ٹہی مراٹھاں کو کلاسیکی موسیقی اور ملک موسیقی  
 کے لئے بہت اہمیت حاصل ہے کیوں کہ یہاں بڑے بڑے اُستادوں نے گایا  
 اور اُن کا آنا جانا رہا۔

یہاں ہماری ملاقات مائی اللہ وسائی سے ہوئی جس نے ہمیں بہت سے سہرے سنائے  
 جنہیں وہ سہرا سائانی کا نام دیتی ہے۔ شاید اس لئے کہ وہ نواب صادق مرحوم کے ہاں  
 ہیں ہے۔ ان میں ایک خاص سہرا نواب اور فورٹ ڈیرا اور کے حوالہ سے ہے۔ مائی اللہ وسائی  
 کی دیکار رنگ ہم نے لائبریری میں محفوظ کر لی ہے۔

ڈیرا نواب میں اور بہت سے گانے مانے بھی ہیں جن میں خواتین بھی شامل ہیں جو خواجہ فرید  
 کی کافیاں اور سرائیکی کے لوک گیت گاتی ہیں۔ رقیہ جعفری اور مائی اللہ وسائی مشہور ہیں۔

## اللہ وسائی

مائی اللہ وسائی نے گانا اپنے والد سے سیکھا اور اسے کلاسیکی رنگ میں سہرا گانے میں  
 کہاں حاصل ہے۔ اس کی عمر کوئی پچاس تک پہنچنے کے گل بھگ ہوگی لیکن آواز میں بھگی اور سچاؤ  
 ہے جو سہرے وہ گاتی ہے اُن کی دھنیں اس کے والد کی بنی ہوئی ہیں

حافظی اللہ وسائی نے ہمیں یہ سہرے سنائے ۔

فی میں داریاں

جیسے بنڑا فی میں داریاں

جیسے بنڑا۔ کچھ تھیسے بنڑا

ہوئی میں داریاں جیسے بنڑا

سہریاں والا

مانے جوانیاں سہریاں والا

تیسڑے گانے توں میں داریاں

گانے والا۔ ان فی میں داریاں

جیسے بنڑا

مان جوانیاں

سہرے والا جیسے

میرے بنڑے دے سہرے دی لڑی اسے ہزار

آوے بنان بھو سنگھن واسہرا

سہرے دی لڑی اسے ہزار

میرے بنڑے دے سہرے دی لڑی اسے ہزار

آوے بنا لا سنگھن دی مہندی

مہندی تان دتا رنگ لال

میرے بنڑے دے سہرے دی لڑی اسے ہزار

میرو مہاراجا بنڑو جیوے  
 سونے کی صراحی توری نیری کا پیا لہوے  
 پیوے سدا متوا بنڑا جیوے  
 میرو مہاراجا بنڑو جیوے  
 گنڈ لاری مانی پھوون کا سہرا  
 بنوری بنڑا جیوے  
 میرو مہاراجا بنڑو جیوے

رقیہ جعفری نے ہمیں یہ گیت سنایا  
 مینڈا چن مساتا ایویں نہیں کری دا  
 لوکان دے آکھے دس نہیں ونجی دا  
 بٹھلی بٹھلی بیڑی بھی سیڑھ مریندی اے  
 لک تینڈا پتلا آکھ تیر مریندی اے  
 مینڈا چن مساتا ایویں نہیں کری دا  
 لوکان دے آکھے جھڑا نہیں لوی دا  
 بٹھلی بٹھلی بیڑی دج رقی جھڑا  
 تیرے گھر نہیں آندی تیری دی گڈی  
 مینڈا چن مساتا ایویں نہیں کری دا  
 لوکان دے آکھے دس نہیں ونجی دا  
 بٹھلی بٹھلی بیڑی دج رقی جھڑا



تیرے گھر نہیں ہیں آنندی تیری سالی تجھی اسے  
 میٹھا چن مساتا ایویں نہیں کری دا  
 لوکاں دے آکے جھیڑا نہیں کری دا

رقیہ جعفری کی والدہ نے بھی ہیں کچھ گیت ریکارڈ کرائے جن میں سے مایا کے تین پسند  
 یوں ہیں ۲

تُوں دیکھا پاؤں لیا  
 ماہی تیرے نفلکاں کوں  
 اسان کچھ احسان بہا

سوئے دا کل مایا  
 ذات نہ رلوی دے  
 نل گیا دل مایا

بیلے وچ کاسری  
 یاد غریباں دی  
 شا لاسن توں نہ دوسری

## احمد پور شرقیہ کے روحانی بزرگ

### حضرت نور شاہ بخاریؒ

آپ کا مزار آپ کے نام سے موسوم، محلہ نور شاہ بخاری میں ہے جو پستان اندر امد و گرد کے علاقوں کے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہیں۔

### حضرت مخدوم آخر بہاؤ الدین

آپ کے والد کا نام شیخ غوث محمد تھا۔ آپ کے والد کی وفات کے بعد آپ کی والدہ آپکو احمد پور شرقیہ لے آئیں۔ دعا یہ ہے کہ آپ ہر وقت ریاضت کے عمل میں رہتے اور لوگوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ کر رکھتے تھے۔

آپ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کی اولاد میں سے تھے اور اسی حوالے سے آپ کو آخر بہاؤ الدینؒ کہا جاتا ہے۔

### خواجہ حکیم گل محمد حسینی

آپ کی آفریقہ آرام گاہ احمد پور شرقیہ میں ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آپ چشتیہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

### بہاؤ پور کے روحانی بزرگ

بہاؤ پور میں عباسیہ غامدان کے غمابوں کے علاوہ بہت سے روحانی بزرگوں کے

مزار میں حج کی تفصیل اس طرح ہے :-

- ۱۔ شیخ الاسلام تاسنی
  - ۲۔ محمد صالح المنجد
  - ۳۔ سید غلام محی الدین گیسوئی
  - ۴۔ مولوی جمیل الدین
  - ۵۔ مولوی غلام رسولی چغتو
  - ۶۔ مولوی شمس الدین
  - ۷۔ مولوی محمد اعظم چشتی
  - ۸۔ مولوی محمد صادق
  - ۹۔ مولوی عبید اللہ
  - ۱۰۔ پیر حسام
  - ۱۱۔ سید محمد ریشہ بغوی داسے پیر
  - ۱۲۔ نور اللہ ریشہ قادری
- ان بزرگوں کے بارے میں تفصیلات کتابوں میں درج ہو چکی ہیں۔

## ادج شریف

ادج کے بارے میں کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ماس سلسلہ میں مسعود حسن شہاب کی کتاب خطہ پاک ادج مستند تسلیم کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں سے بڑی بڑی تاریخی کتابوں اور رنگ وید کے حوالے سے بھی بہت قدیم ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن مجھے تو اس روایت سے غرض ہے جو لوگوں میں مشہور ہے۔

ایک روایت کے مطابق ادجا اور سیتا دو بڑی جادوگر نیاں تھیں۔ ادج کے نام اور سیتا ہر سیتا کے نام پر مقبول نما ہو کر تحصیل علی پر ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔ ان دونوں بہنوں کا جادو عس و صغ پر تھا۔ اور ادج جادو اور کفر کا مرکز تھا۔ جلال الدین حیدر صریح بحث فرماتا ہے کہ ادج آئے تو آپ نے ادجا کا وہ کنواں دیکھا جس کی گہرائی کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ وہ کنواں آج تک سید جلال الدین حیدر سناری کے مزار کے قریب موجود ہے، اس کنوئیں کے ذریعے روہی اور دور دراز کے علاقوں میں پانی پہنچایا جاتا تھا۔ جلال الدین حیدر صریح بخاری نے دیکھا کہ کنواں خود بخود میں رہا ہے نہ کوئی آدمی ہے نہ بیل۔ آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ جادو کا اثر ہے۔ آپ نے کنوئیں سے خطاب کیا اور کہا "بند ہو جا کنواں بند ہو گیا۔" مانی ادجا کی باغیچہ پانی بھرنے آئیں اور کنوئیں کو رکا ہوا دیکھا تو مانی کو اطلاع دیا کہ کوئی شخص کنوئیں کے قریب بیٹھا ہے جس نے کنوئیں کو چھنے سے روک دیا ہے۔ مانی غصے میں بھری ہوئی آئی اور آپ سے پوچھا تم کو کون بھڑا آپ نے فرمایا میرا نام جلال الدین حیدر ہے۔ میں مسلمان ہوں اور عرب سے یہاں آیا ہوں۔ مانی نے ایک بکر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے وہ بکر ذبح فرمایا اور تین حصے اپنے پاس رکھ کر

ایک عسکر اندر بھیج دیا اور کہا کہ یہ تم کھاؤ۔ مانی نے سکتے میں آکر یہ شرط قبول کر لی جب کھانا کھایا جا چکا تو مانی کا ہوتا گھر لوٹا اور اپنے بکسے کو نہ پا کر شد شروٹا کو دی مانی نے دوسرا بکرا اُسے دینے کی کوشش کی لیکن اس نے منہ کی کر وہی اپنے والا بکرا لے گا۔ مانی نے جلال الدین حیدر سے کہا وہ بھیجا آپ نے بکسے کی ہڈیاں اکٹھا کر کھالی میں ڈال دیں تو بکرا زندہ ہو گیا لیکن اس کی ٹانگ ٹنگ نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا جو ہم نے کھایا وہ ظاہر، چوتھی ٹانگ تم نے کھائی تھی اسے تم بکسے کے ساتھ جوڑو — راوی کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد مانی اوچا جلال الدین حیدر شرح بخاری کے قہصوں میں گر چڑی اور اسلام قبول کر لیا۔ مگر اس نے اس کو اپنی بہن بنایا۔

اوچا کی قبر جلال الدین حیدر کے مزار سے کچھ فاصلہ پر ہے اور احاطہ میں داخل ہونے ہی بائیں طرف پہلی قبر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بخاری خانہ دانی کے لوگ پہلے اوچا کی قبر پر ٹاٹھ پڑھتے اور پھول چڑھاتے ہیں بعد میں جلال الدین حیدر بخاری کے مزار پر جاتے ہیں۔

اسی اوچا مانی کے نام پر اوچ مشہور ہوا۔

کہا جاتا کہ اوچ میں سوا لاکھ پیر ہیں۔ اوچ کو دو مانی سلسلوں میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہاں بخاری اور گیلانی سلسلوں کی اہم شخصیتوں کے مزار بھی صیسیں جن کی گدیوں بھی صیسیں۔

## سہروردیہ بخاریہ سلسلہ کے بزرگ

- ۱۔ سید جلال الدین شرح بخاری
- ۲۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت
- ۳۔ سید صدیق الدین راجن قتال
- ۴۔ مخدوم محمود ناصر الدین
- ۵۔ مخدوم سید فضل اللہ بخاری

۷۔ سید ابھار

۸۔ سید محمد الدین ابوالفتح

۹۔ بی بی جیوندی

ان بزرگوں کے مزار اور حج شریف میں ہیں اور تفصیل کتابوں میں آچکی ہے۔

## سلسلہ قادریہ گیلانیہ کے بزرگ

۱۔ سید محمد غوثؒ

۲۔ سید عبدالقادر شانیؒ

۳۔ سید عبدالرزاق گیلانیؒ

۴۔ سید حبیب الرحمنؒ

ان بزرگوں پر بھی تحقیق ہو چکی ہے اور کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی جو کتابوں سے مختلف ہو۔ ہم نے گیلانی سلسلہ کے گدی نشین سید شمس الدین گیلانیؒ کا انٹرویو کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہیں ایسی بہت سی باتیں معلوم ہیں جنہیں کتابوں میں نہیں لکھا گیا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ایک کتاب لکھیں گے جسے لوگ درسے کا قومی ادارہ شائع کرے گا۔

## تبرکات

بخاری سلسلہ کے سپاہیوں نے اپنے پاس مندرجہ ذیل تبرکات موجود ہیں۔

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک

۲۔ پنجتن پاک کی چادر

۳۔ حضرت فاطمہؓ کی چادر

۴۔ حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کی تلواریں

۵۔ آجہا بردینہ کا سوال

۶۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کی تسبیح، ٹیپنی اور قمیچی

۷۔ حضرت سلمان فارسی کی چادر

۸۔ سید فضل اللہ شاہ بخاری کی کتبہ

گیلانی سجادہ نشین شمس الدین گیلانی کے پاس مندرجہ ذیل تبرکات موجود ہیں۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نعین مبارک

۲۔ حضرت امام حسن اور حسین کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید

اس کے علاوہ یہاں گیلانی لاہوری میں بہت سے نایاب قیمتی نسخے اور تادریکات ہیں  
میں ہیں۔

## اوج میں موسیقی کی روایت / حسین ڈھاڈی

اوج شریف میں موسیقی کی روایت موجود ہے اور شادی بیاہوں پر سب سے گانے ملتے  
میں ہیں موسیقی کی روایت کا تعلق استاد عاشق علی خان سے ہے جن کا شاگرد حسین ڈھاڈی  
کلاسیکی اور ہلکی پھلکی موسیقی میں نام رکھتا ہے۔

حسین تھیںٹر میں کام کیا کرتا تھا لیکن چونکہ آج کل تھیںٹر کی جگہ فلم نے لی ہے اس لیے  
حسین زمینداروں اور بڑے لوگوں کی شادیوں اور خوشی کے دوسرے موقعوں پر آتا ہے۔  
خواجہ غلام فسرید کی کافی گانے میں اس نے اپنا ایک منفرد انداز چا کر کیا ہے۔ جس کے  
نام کے ساتھ ڈھاڈی اسی نے لگتا کہ اس کی والدہ ڈھاڈی خاندان سے تھیں۔ ڈھاڈی  
بھانڈوں میں کی ایک قسم ہے جو کہ آج کل بھی اوج اور گردونواح میں آباد ہیں جبکہ ہم حسین  
کے گھر پہنچے تو اس کی طبیعت ابھی نہیں تھی کیونکہ کچھ عرصہ پہلے اس کی جان میں کا انتقال ہو گیا  
تھا جو بہت اچھا گاتی تھی اور حسین کی طرح جوستان کے نوسواد کے علاقوں سے لوگ اسے

شادی اور خوشی کے موقعوں پر گانے کے لئے جاتے تھے۔ حسین ڈھاڈی کا بیٹا سخاوت بھی آج کل  
 لکھنے میں حسین کا ساتھ دیتا ہے۔

حسین کو بڑے بڑے استادوں کو سننے اور اُن کے پاس بیٹھنے کا موقع ملتا ہے جن کی وجہ سے  
 وہ ہر بڑے فنکار کا سیکھ سیکھتی ہے۔ استاد کے گانے کے انداز کی کاپی کرتا ہے۔ اُس نے  
 کافی گانے کے مختلف انگ میں ریکارڈ کروائے۔ جو سچی ڈھاڈی کے جسم سے پانی کی طرح بہتی  
 ہے۔ وہ ایک مرتبہ شروع ہو جائے تو رکنے کا نام نہیں لیتا۔ ادارہ اُسے جلد ہی اسلام آباد بولنگا  
 تاکہ اس کے گیت ریکارڈ کئے جاسکیں۔

یہیں ہماری ملاقات لال خان نقارچی سے ہوئی جو اب حسین کے ساتھ طبلہ بجانے کے لئے  
 کبھی کبھی اوج آتا ہے۔ لال خان نے نقارہ اپنے والد رحیم بخش نقارچی سے سیکھا اور استاد  
 فضل حسین اور استاد کریم الہی کی شاگردی بھی کی لیکن آج کل وہ نقارہ نہیں بجاتا کیونکہ اس  
 کا انداز ختم ہو رہا ہے۔ لال خان نے بتایا کہ نقارہ طبلہ سے بڑی شے ہے کیونکہ نقارے پر  
 طبلے کے بول نکالے جاسکتے ہیں مگر طبلہ پر نقارے کے بول نہیں نکل سکتے لیکن اسے سب جوتا  
 طبلہ بجانا پڑتا ہے کیونکہ اس طرح زیادہ پیسے مل جاتے ہیں۔

حسین ڈھاڈی نے بتایا کہ بہاولپور سے انٹار میڈل کے فاصلہ پر وائی حسین میں اللہ رکھا  
 رہتا ہے جو کہ بہت اچھا نقارچی ہے۔

لال خان کا پتر

لال خان سرفراز منور پان فروش

بیرون حرم گیٹ گل روڈ حیات

لال خان آج کل کراچی والی کے کونٹے پر طبلہ پر سنگت کرتا ہے۔

حسین ڈھاڈی کی سرپرستی میں گیسٹو فی سلسلہ کے سہاؤ نشین کا نام بہت اہم ہے۔  
 چونکہ انہیں موسیقی سے شغف ہے اس لئے انہوں نے حسین کی سرپرستی کی جس سے وہ اب ان کے



شرقیں ہے۔ اس نے چار دشاں کر رکھی ہیں جو ایک ہی گھر میں رہتی ہیں۔ اس کی چھوٹی بیوی کو گھوڑیں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

## ضلع بہاولپور کا مقبول محاورہ

لکھ مراد (لاکھ مراد)

جوستان اور بہاولپور کے دوسرے شہروں میں لوگ خوشحالی کے لئے لکھ مراد کا محاورہ استعمال کرتے ہیں کسی سے پوچھو اس بار فصل گفتی ہوئی کہے گا لکھ مراد۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں ایک ڈاکو مراد ہوا کرتا تھا جو بیروں کے ٹکے روں کو لوٹ کر سامان غریبوں کے گھر میں پھینک جایا کرتا تھا لہذا اس کی نسبت محاورہ لکھ مراد مقبول اور آج تک رائج ہے۔

## صاحب السیر

صاحب السیر کا اصل نام خواجہ حکیم الہی سیرانی ہے۔ آپ کا مزار بہاولپور اور احمد پور شرقیہ سے قریب خاتقاہ شریف میں ہے۔ آپ کا ذکر پہلے ہونا چاہیے تھا لیکن ایک خائن بد سے اب کر رہا ہوں۔ وجہ یہ تھی کہ مجھے آپ کے مزار پر حاضری دینے کا شرف حاصل نہیں ہوا اور آپ کے بارے میں تفصیلات کتابوں میں آپ کی ہیں لیکن ادھر شریف کے شمس الدین گیلانی نے ایک ایسی روایت کی طرف توجہ دلائی جو کتابوں میں موجود نہیں۔

اُن کے مطابق صاحب السیر نے فوجوں کے ایک بزرگ کو رسا کے بل دینے کو کہا جب سات چکر ہو گئے تو فوجوں کے بزرگ نے بوجھ کے تحت کہا میں اب نہیں اور بوجھ نہیں سہا سکتا۔ اس پر آپ نے کہا تمہاری حکومت سات فوجوں تک چلے گی اور یہی ہوا۔ فوج صادق سابقین نواب تھے جن کی تاج پوشی کی گئی اور اس کے بعد فوجوں کی حکومت



آپتھر شھر اکبرین بانی چھوٹی کا مزار

ختم ہو گئی۔

حضرت خواجہ مخلم الدین سیرانی بہت بڑے عالم ہیں تھے، آپ کے بارے میں کہا جاتا کہ آپ ہر وقت وجد و حال کی کیفیت میں مبتلا رہتے تھے، اگرچہ آپ قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن چشتیہ سلسلہ کی طرح آپ کو سماع سے بہت محبت تھی۔

آپ نے باسٹھ سال کی عمر میں ہمدردیچ اٹانی ۱۱۹ ہجری کو وصال فرمایا، آپ کے عرس پر سماع کی محفلیں ہوتی ہیں اور لوگ دُور دُور سے عرس کی رسوم میں شرکت کرنے آتے ہیں۔

ہم اوج شریف میں تھے کہ ہمیں کسی نے بتایا کہ یہاں سے کچھ میل پر جلال پور پیر والا میں سلطان محمد قرانی کا مزار ہے جہاں بہت بڑا میلہ لگتا ہے اور اس کے علاوہ جلال پور پیر والا کے کھیس اور کرمانی کا کام بہت مشہور ہے اور مقام تک بھیجا جاتا ہے۔ بسنا ہم نے جلال پور پیر والا چلنے کا ارادہ کر لیا۔

## جلال پور پیر والا

جلال پور ضلع ملتان میں ہے لیکن اوج شریف سے ایک راستہ ایسا بھی ہے جہاں سے نامور بہت کم پڑتا ہے لیکن راستے میں ایک جگہ بہت سا پانی جمع ہے جو دریائے چناب کے اسی پانی کا حصہ ہے جو سیلاب کے دنوں میں اس کے کناروں سے اچھل پڑتا ہے تقریباً سارے ہی دریا اپنا راستہ تبدیل کرتے ہیں اور اکثر آبادیوں کو پیچھے دھکیل دیتے ہیں لیکن ٹور میں بحث کے دوران ہم اسی نتیجے پر پہنچے تھے کہ چناب بڑا شریف دریا ہے اور آبادیوں کے قریب سے خاموشی کے ساتھ گزرتا رہتا ہے لیکن جب میں نے جلال پور پیر والا کے ایک شخص سے کہا کہ چناب بڑا شریف دریا ہے تو وہ غصہ بھری آواز میں بولا، کون کہتا ہے چناب نے تو جانا تاک ہیں دم کر رہا ہے۔ ہر سال بہت سے مکان یہاں گمے جاتے اور کئی سالوں سے جلال پور پیر والا کو چاٹ چاٹ کر



عکس غسٹن پیاس کی شدت کم کرنے کے لئے گن چوس رہے ہیں۔



جول پیریرا جہاز کے لئے لوگ اونٹنوں پر بیٹھ کر ڈاکڑی میں سے گزرتے ہوئے

ہرے وکیل رہا ہے۔

ادھ شریف اور جلال پور پیر والے کے درمیان جو پانی کھڑا ہے اس کی گہرائی اتنی ہے کہ بڑی پڑتی ہے۔ چونکہ یہ راستہ مختصر ہے اس لئے لوگ کشتیوں پر اور سیدل سفر کرتے ہیں۔ جو پانی کھڑا ہے اسے منگائی لوگ "وٹاڑی" کہتے ہیں۔ ہم نے جیب "وٹاڑی" کے پاس کھڑی کر دی اور کشتی پر چڑھ کر پاد آرتے۔ پھر اونٹ واون کی منت کر کے اونٹوں پر جلال پور پیر والے پہنچے۔ اونٹوں پر ہمیں وٹاڑی سے جلال پور پہنچنے میں کوئی بیس منٹ لگے۔

جلال پور پیر والا ایک پانا مشہر ہے اور اس کی اہمیت کی وجہ حضرت سلطان احمد قتال کی آخری آرام گاہ ہے۔

### حضرت سلطان احمد قتال

آپ سید بخاری ہیں۔ آپ کے ہاں میں یہ مشہور ہے کہ جلال پور پیر والے آپ کے یہاں آنے سے آباد ہوا اور آپ نے اپنے ایک بزرگ جلال الدین کے نام پر اس کا نام جلال پور رکھا۔ حضرت سلطان احمد کی پیدائش ادھ شریف میں ہوئی اور آپ نے یہاں آکر مستقل قیام فرمایا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے مرشد سورج تھے کہ درخت پر چڑیوں نے چھپنا شروع کر دیا۔ آپ یہ سمجھ کر چڑیوں کی چھپا ہٹ سے پرک ٹیند میں غل آ رہا ہے۔ اس پر آپ نے چڑیوں سے مخاطب ہو کر سوالیہ انداز میں کہا، مرنہیں جاتیں؟ اس کے ساتھ ہی چڑیاں مر مر کرنے لگیں۔ جب پیر سیدار ہوئے تو داتھ کی نوعیت جان کر فساد پایا سلطان احمد تم تو قتال ہو اور اس سلسلہ آپ کو سلطان احمد قتال کہا جانے لگا۔

لیکن ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ مسرت کی ایسی مندر کی چوڑی تھے کہ آپ قتال مشہور ہو گئے۔



مزار حضرت سلطان احمد رازا خان

## واقعات / کرامات

یہاں کے خلیفہ حسن بخش نے مجھے بتایا کہ آج سے ۲۲/۲۰ سال پہلے ایک شیرمات کے وقت سلطان احمد قلی کے دربار پر آیا کرتا تھا اور چوکنٹ پر مسجد کے سلام کیا کرتا تھا۔ جب میں نے مختلف قسم کے سوالات اس شیر کے بارے میں کئے تو خلیفہ حسن بخش نے مانتھیل سے لائیں کا اظہار کرتے ہوئے آنا کہا کہ ان کے کچھ بزرگوں نے اس شیر کو دیکھا تھا۔

روایت ہے کہ سلطان احمد قلی کا ایک ہندو سے یمن دین تھا۔ آپ اس سے سو واسعت لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لے رہے تھے تو کچھ ہندو مردہ اٹھائے سامنے سے گزرے۔ آپ نے پوچھا یہ کون مر گیا ہے لوگوں نے بتایا کہ فلاں ہندو مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے تو میرا یمن دین تھا۔ اس نے ابھی میرے ساتھ حساب ختم نہیں کیا۔ ان لوگوں کو بلاؤ جب لوگ دھن سے گزے تو آپ نے نام لے کر لاش سے کہا تم نے مجھ سے حساب کرنا ہے اپنا حساب کرو۔ آنا کہنا تھا کہ ہندو زندہ ہو گیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے حساب ختم کیا اور کہا اب سو جاؤ تو وہ ابھی غینہ سو گیا۔

جب ہم مزار پر پہنچے تو شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اور شومراش ڈھونڈ اٹھا کے آپ کے مزار پر حاضری دینے کے بعد واپس جا رہی تھی۔ میں نے اس سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ وہ تقریباً ہر شام یہاں آکر سلطان احمد قلی اور ان کے بزرگوں کے صبر سے گاتی ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی اس کے گھر چلا گیا جو ایک کمرے پر مشتمل تھا اور میں میں اس کا خاوند کبوتروں کو دانہ ڈالی رہا تھا۔ میں نے اس کے خاوند کو بیچ میں ڈالا تو شمسو سلطان احمد قلی کا سہرا اور ایک شادی بیاہ کے موقع پر لگایا جانے والا سہرا رہا۔ کارڈ لگ کر اسے پرغا مند جو گئی اور ڈھونڈ کر میں ہی میٹھ گئی۔ اس کی آواز سن کر اندوس پڑوس کی عورتیں اور بچے بھی جی ہو گئے جن کے شرم سے تنگ آکر شمسو نے

ڈھونک ایک طرف رکھ دی اور ہوائی پھر کھینچ آنا۔

سلطان احمد قتال کے مزار کی بنیاد آپ کے ہمتے نے رکھی، پچاس سال تک یہ مزار  
قریب تعمیر نہ ہو سکا اور وہ بھی صرف پچاس سال تک زندہ رہے۔

آپ کے بعد آپ کی لڑی میں محمد غوث خوشدل شاعری سے شغف کرتے تھے۔ آپ  
کا کلام یہاں کے پرانے ہندگوں کو یاد ہے۔ غلیفہ حسن بخش نے بھی ایک کاپی میں محمد غوث خوشدل  
کا مصوفیہ کلام نوٹ کر رکھا ہے۔ غلیفہ نے وعدہ کیا کہ وہ خوشدل کا کلام جمع کر کے  
ایک چھوٹی سی کتاب ترتیب دیں گے۔ جسے لوگ دیکھنے کا قوی اندازہ مثالی کر سکیں گے۔

## سلطان احمد قتال کا عرس / میلہ

آپ کا عرس / میلہ چیت کے قریب سے جمعہ کو شروع ہوتا ہے۔ میلہ میں سرکس تھیٹر اور  
دکانیں لگتی ہیں اور لوگ دور دور سے آکر تفریق مانتے ہیں، چرمحاورے چرمحاورے  
ملا تے کے مراٹھی اور مام لوگ سلطان محمد قتال اور آپ کے خاندان کے بہتے گاتے ہیں۔

## مسجد

جولائی ۱۹۵۷ء میں اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا تھا۔  
اسے اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا تھا۔

## گائے والے / سازندے

یہاں زیادہ تر نقارہ اور شہنائی بجانے والے مہتمم مراٹھیاں میں آباد ہیں۔ یہاں  
کی مراٹھیں شادی بیاہوں پر لوگوں کے گھروں میں جا کر گیت اور مہرے گاتی ہیں۔ شہنائی  
بجانے والے ایک شخص کا پتہ یہ ہے۔



محمد رمضان ولد خواجہ بخش

مقام دھاک خانہ غازی پور سخاۃ جلالی پور پیر والا۔ ضلع عثمان

## جلال پور پیر والا کے کھیس

یہاں کھڈی کے کھیس اور کڑھائی کا کام بہت ہوتا ہے اور یہاں کی بنی ہوئی چیزیں  
مقامی بھی بکھی جاتی ہیں۔

اوپر جن علاقوں کا ذکر آیا ہے ان کے بعد ہماری واپسی کا آغاز ہوتا ہے مفتی صاحب  
نے جو سارے سفر میں خود ہی جیب پلارہے تھے نقشہ سلیرنگ پر پھیلا کر وٹ کی نشان دہی  
کرتے ہوئے تجویز کیا کہ مٹان سے فیصل آباد اور فیصل آباد سے شہر کوٹ سے پنڈی بھٹیاناں  
پہنچ کر نہر کے کنارے دیہاتوں سے ہوتے ہوئے جہلم نکلیں۔

## ملتان

ملتان کو کئی لحاظ سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی بنیادی وجہ تو یہاں کے روحانی بزرگ ہیں جن کے مزاروں پر پورے پاکستان کے لوگ حاضری دینے آتے ہیں۔ لوگوں کی آمد و رفت ہی کی وجہ سے ملتان خرید و فروخت کے لئے بھی مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اردو گرد کے پچاس فیصد کے علاقوں سے لوگ ہمارے ہمارے ہوتے ہیں۔ کشمیریان، گجراتی، بھارتی، اور خوب صورت اور خوش اشیا اور دوسرے لوگ فسنوں یہاں آکر بیچتے اور خریدتے ہیں۔ حسین آگاہی یہاں کا پرانا اور مشہور بازار ہے جس کے کچھ حصے بالکل پنجاب کے لواتی بازارس کا نقشہ پیش کرتے ہیں یہاں چاندنی کے دیورات بھی کہتے ہیں جو بالکل روایتی انداز کے ہوتے ہیں۔

ملتان کے روحانی بزرگوں کے بارے میں بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور بہت کم ایسی معلومات ہیں جو کتابوں میں نہ آئی ہوں۔ اس لئے میں نے کچھ باتیں ریکارڈ کسلے کے بعد مزید ریکارڈنگ نہ کی کہ اس کا فائدہ نہ تھا اور انہیں یہاں لکھنا دہرانے کے مترادف تھا۔

## سازندوں کے خاندان

یہاں سازندہاں کے تین اہم خاندانوں کی روایت چلی آ رہی ہے :

۱۔ سرودی

۲۔ مہارانی

۳۔ نقاشی

## اونٹ کی کھال کا کام

مذاق اونٹ کی کھال کے ٹمبل لمیپ اور گلدانوں کے لئے بہت مشہور ہے لیکن تحقیق کے دوران میں ثابت ہوا کہ یہ دراصل اونٹ کی نہیں بلکہ گائے کی کھال ہے۔ پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے چونکہ یہاں ہندو بھی آباد تھے اور وہ گائے کو ذبح کرنا گناہ تصور کرتے تھے اس لئے اس کی کھال سے بنی ہوئی کوئی بھی چیز خریدنا ناممکن مس بات تھی۔ گلدان اور لمیپ بنانے والوں نے کام دوبارہ کو فروغ دینے کے لئے یہ نظا ہر کیا کہ وہ اونٹ کی کھال استعمال کرتے ہیں اور آج لوگ ان چیزوں کو اونٹ کی کھال سے بنی ہوئی سمجھ کر خریدتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی کھال نہیں ہوتی۔

## پتہ فیض پور

سارا دل کام کرنے کے بعد ہم بری طرح تھک چکے تھے اور کچھ لمبی دھن کی گردنے ہائے چہروں اور کپڑوں پر صبح ہو کر ہلار اٹھیں بگاڑ دیا تھا لیکن لوگ دھڑے کو حج کرنے کا جھون ابھر جواں تھا اس لئے ہم اپنے ایک دوست ذوالفقار کے ہمراہ اس کے گاؤں فیض پور میں آئے کیونکہ ذوالفقار نے ہمیں بتایا تھا کہ وہاں کسی کے گھر شاہی ہے جہاں ہمیں ادا کی جائیگی اور مدتیں دوائیں گیت گائیں گی، اس کے علاوہ وہاں بہت سے مراثی اور گریے بھی موجود ہیں جنہیں لوگ گیت، نہانی داستانیں اور قہقہے یاد ہیں۔

فیض پور میں ہمیں کھیتوں کے درمیان ایک ڈیرے پر ٹھہرایا گیا۔ ڈیرا ایک کمرے پر مشتمل تھا جو گاؤں کے عام مکانوں کی طرح کچا تھا، کمرے کے اندر چھ چار پائیاں بچھا دی گئیں جن پر بالکل نئی بھولہار چھینٹ کے علاقوں والی رضائیاں رکھی تھیں۔ کافی دھنوں کے بعد نرم گرم

بستر دیکھ کر میرے اندر کا شہری جاگ اٹھا لیکن جب اندھیرا آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا اور  
 کسی نے پُرانی طسند کا گیس اور ایک لائٹن جلا کر درمیان میں رکھ دی تو میں نے دیکھا کہ کچھ  
 گائے والے ڈیسے میں داخل ہوئے اور گیس کے گرد دائرے کی شکل میں بیٹھ کر گیس سے ہاتھ تاپنے  
 لگے۔ ان میں سے ایک لہو،

تجسس کر رہی رکائنگ بڑی سروی اسے، ایسے مراٹھی آن، تنہا فون پتہ نہیں مراٹھی فون،  
 آنکھ دی سروی بھون گدی ہی اسے؟

کافی دیر تک اور حرا دھکی باتیں ہوتی رہیں اور پھر دیکھا کہ ڈنگ کا دور شروع ہوا،  
 محمد نواز (جس کی عمر ۱۳ سال سے زیادہ نہیں ہوگی) نے ہمیں مختلف کہانیوں  
 کے ٹکڑے (ابتداء) اور کچھ گیت سنائے۔

## کہانیوں کے ٹکڑے

واہ وا اسے

انشہ بادشاہ اسے

کاغذاں وی بیٹری اسے

بکوتر علاج اسے

ملوے دی کہتیں اسے

سیویاں دا گاہ اسے

چور بجے دیندے میں

حافظ کجے دیندے میں

حکم اسے تھا دا  
 حکم اسے نبی دا  
 کرنا پاک پروردگار دا  
 مستیاں دی خیر  
 جاگدیاں دا بھلا  
 راہ بسیل مسافر دا  
 قرآن دا بھلا  
 اگلے ویسے آپ سرچ  
 کیڑیاں دودھ دیندیاں  
 سرے داناں بڑک روکیندیاں  
 دیاستیاں دے لوگرن  
 آغا نوینا تہا مردا اسے  
 نوہا ٹکڑا برٹھو کے پی بیتا اسے

کون اسے جے کیڑی اسے  
 نوں من کھل اکھیں جے پاسے پیجے اسے

روٹی کھادیں کنڈتے کھیر نال  
 دشمن فرقی پیٹ دی پیڑ نال  
 پیٹ دی پیڑ کیوں ورنجے  
 ساوی ہر ٹی نال

ساوی ہریٹے گھٹے گھٹے گھیر  
 گائی دلیون ڈٹے ڈٹے پھیر  
 ڈائی کوئی لگسی پر جاں  
 پر جاں کوئی لگسی میوا  
 لکھا سی جگ تے جہاں  
 دعا کر لہی جی فقیر دے ہر فوٹ

غی دا دستور اسے  
 اللہ جالے چھ اسے، کوڑا اسے

گائی سوہنی کریموں  
 کوڑا ڈری نہ مریموں

گائی تے گھٹے نہیں پیسے  
 پیسے ڈیوڑا آج گائی سنو سائیں !

اٹھنی کر بندہ  
 بستہ پھڑے توں زنبیا  
 کوئی کم کر چنگا  
 کوئی لاکھی دی دی کر  
 لاکھی نہیں دی بندہ پائی

قیمنوں ڈانگ تے چٹائی  
مساں رکھتے توڑی آئی

## کہانی

کون اسے جی ! ایک مائی مائی اسے۔ اوہ شوہری گریب اسے۔ کئی راجندھی اسے۔ اوہندا  
کوئی گھر باد آلا، کوئی بچہ نہیں، کوئی بھی ! گھر بار نہیں بس اوہ چکھا کیندی اسے توڑی  
کر کے کھاندی اسے۔ ہک دھاڑے اوہ باہر گئی اسے تے اوہندے گھر سائیں باہر آگئے۔  
ہک چھتر ہندا تے نا ! ساہاں بنیاں ہوئیاں تے وچ بکے جے شے ہندے نیں پھیرا تانبہ  
ہوندا اسے۔ چھتر کھلا ہوندا اسے۔ چور اوہندے گھر توڑی پھرول کے، جیڑا کوئی تے پائے  
تے دگیا ویندا اسے۔ مائی اگوں آگئی اسے تے چور چھتر تے چڑھ دگیا اسے کہ کدے ایہرا دھر  
ہوئی تے بھگ ویساں۔ آتے چڑھ بہہ گیا اسے، پھتر تے۔ بڑھڑی نے دیکھ لیا اسے۔ اوہ پئی  
آہی آسے، رتاں وچ ہک سوسٹھ کھو ہوندا اسے، کوئی کھر کھیڈاں تاں ہک واری تے یاد  
کرسیں۔ اوہ پئی آہندی اسے، ہک پاسے اس گھر دے جٹ رہندا مائی، دوسرے پاسے نکلن  
راجندا آئی۔ اُس نے آکھیا پئی کوئی دا لگا۔ چرکھا چا لیا تے بوسے وچ بہہ گئی تے کیندی پئی  
آچر کھا۔ تے پئی آہندی اسے، اللہ میاں اُلو دئی آئی اوہ وی اللہ مار مئی۔ گھر آلا ہئی،  
اوہ وی مار لیا ای۔ اللہ سائیاں ! میمن ڈیویں آں تراسے پتر۔ ہک دانان رکھاں آ  
جھٹ تے بے دالان تے بے دانان رکھاں آچرتے دل دوج میرا آداس پھیرے آ  
نئے کیویں سنڈا ماناں آ

اوسے جٹ دے !

اوسے نکلن دے !

اوسے چور دے !

تے جے توڑی جٹ کندھ توں ٹپے، ٹوکوں وی ٹپے۔ تے اوہنے آکھیا کتے مے نائی؟  
 تے اوہنے آکھیا :  
 اوہ بیٹا اسے جیہڑا —————

## بابیا

کوئی غیاں تے کہی واہندی  
 لاشِ غسریاں وی  
 جے وارث پئی راہندی

کوئی بکرا دے جھوہن دا  
 رُٹے رُٹے مُردیسوں  
 کیہ دسیں لوکاں دا

کوئی واہن نالی مُرنہہ بکيا  
 عَلمِ کریباں ایں  
 اے غلّماں توں نہیں رجیا

کوئی تھان بزار آیا  
 قدرت کیہ کیتا  
 جانی قاتل یا دُکّا



کوئی ٹانگے دے جنگ وادھندے  
 رُٹھے یا رہیں پونے  
 تہیں اگے رنگ وادھندے

کوئی ساوے پٹ چھوڑے  
 سب دُکھ ٹل ورسین  
 جڈاں نظر سبھاؤں دُسوئے

کوئی سگرٹ دے لائی اسے  
 جانیں نہ جانیں دُصولا !  
 اسیں توڑ نہ جانی ماسے

مجھیں مڑیاں دے چہرے  
 کچھ نہیں کھنیا دے  
 بگے سجنان دے کر کر کے

سب دنگہ گیا سر دُکھوں  
 کُڈتے ولا جانا ئیں  
 بیٹھا بکسیں دے نوخہ کوں

یا گئے برج مور آیا  
 تاہیں ٹھوسلا سٹ گشتیا فی  
 جڈاں ٹھکھاں دا زور آیا

کوئی مصری وسے اسٹ رکھدا  
 کھلا ڈال بھیڑا  
 جیہڑا سبجناں دی بیک رکھدا

کوئی ڈھکھا وسے پیر آیا  
 سبجناں نے ڈنڈا کیتن  
 ڈکھا ساڈا ڈسے ڈھیر آیا

کوئی لال بد سانی آ  
 دودھ کر بھیہیں وسے  
 ساڈے ہتھان دا وسے پانی آ

حق

سنو سنو دی گفتار  
 میگوں چنیدے نہیں تھا نیلار  
 میڈی یار سی رتھے دار

سنو جتے دی گفتار  
ایہہ کوں چنیرے نیں تھا نیدار  
میڈی یاری اور تے دار

ہٹ وے حقہ ہٹ  
چٹکوں پوچھ سُر نہ  
چٹکوں پوچھ گندے جٹ  
مارن دور دوری پھٹکار

مختومو سارے خبر دار  
سنو جتے دی گفتار  
ایہہ کوں چوں تھا نیدار

ایہہ ڈوٹھ بیٹے نسواری  
بیٹے وسمٹوں دا ڈھنگ ماری  
مارن اندر گمسد کپا ہری  
مارن دور دوری پھٹکار  
سنو جتے دی گفتار  
ایہہ کوں چوں تھا نیدار

## ماہیا

اُسمانی اہل ماہیا  
دیروے وچھڑیاں ٹوٹ گدی آکے مل ماہیا

دو مرجان دم گردے  
نہیں تے ربا یاد ملا نہیں تے رونا بند گردے

باغے دھک ٹول آ  
اُتے خدا وسدا تلے جھنڈا رسول آ

اُسمانی جہاز چڑھے  
نکلن ٹون نہیں کیمہ جاناں دل تیری اہی نماز پڑھے

گوتی آئی ٹیشن تے  
پراں ہٹ دے بابو ساون ماہیا دیکھیں دے

ٹانڈے نالی ٹانڈا اہی  
اگے اگے شفیق مسدا پچھے بابو داناگ اہی

## ڈوہڑے

لکھو دے تیلے تے ہک فینگڑو ٹنم وانیوں نیوں پاٹی بھر نیدا  
بول جنہاں دے مٹھواں وانگوں، اشد حبانے پکھو کیہڑی سسری دا  
نیناں نال چھک تیر مرہیسی، میکو ہوش بھلا یو کس گری دا  
ساریاں کھیداں میں کھینڈ کھڑیاں، ہک شوق تیں دہری دا

لفظا میر کہی کر تجویز کر مٹا غریب دی بھل لے  
قسم خدا دی اچے دی توڑی نہیں مار یا ماں پیو پھیل لے  
بے قصور میں عساجت دا دو تھی جگ بدنام تے بل لے  
جیہڑاں چھکاں وجہاں کنڈ میری تے آپے یار کرسی کل لے

بابائیں سے قصداں کیتو نہیں غریب دا قصور اے  
اک بے پریمی، دھما اشد داسی تیا وطن کون بہوں وراے  
کچھ ٹریا شہر مجبور آج آیا کیس گال کوہوں مجبور اے  
اسیہ دے قصور میں حاجت اوو میکوں ماریا توں اضر دے

صفت خرید نہ کریں توں ماہی، نہ سخت خسرید و فدا توں  
لوڑ جوئے جڈول خون ٹپڈے ئی تے سچ سچ ہستیاں لا توں  
آجڑ و نہاں اسوس نہ کریں توں خوشی تھی کے عید دنا توں  
آقبال میاں لچ قربان دیاں تیری اک اکٹھے ادا توں

## عبداللہ بلوچ

فیض پور میں ہی عبداللہ بلوچ (ساربان) نے جس کچھ گیت سنائے جن میں ”چھتے“ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

## چھتے

عبداللہ نے بتایا کہ چھتے ہم اس وقت گاتے ہیں جب آدنٹوی پر سوار ہو کر دُور دراز کا سفر کرتے ہیں۔ جو نہی نیند حملہ کرتی ہے یا سردی چھڑکتی ہے تو سب ساربان باری باری چھتے گاتے ہیں۔

## چھتے :

چھتہ اُٹھ دی لائی  
 ہوئے اللہ !  
 کسے نہ دل دی جاتی  
 مٹھ گئی مانی دی اوئے چھاتی  
 اُٹھ و سچ مولا  
 ٹھٹکی تے کر گیا وے ٹھولا !

چھتہ اُٹھ دی گانی  
 تے لگے ویندے او جانی  
 نہیں کوئی پتا نشانی

سُخ اوتے اُٹھ دا بھاڑی  
کیستی کیوں دل چ کراڑی

پھلّا زدہ دی چوٹی  
تے لگی وینا ئیں جانی  
ہسان چڑوں قسمت ہوسی  
اُٹھ و بچ وئی آ  
تے ساڈے سجھان توں لئی آ

پھلّا کالا ناگ اے  
تے لگا پار دا داگ اے

پھلّا پیامنی تے  
دھولا عاشقی او جھنی تے  
جھنی تے ویدی کنہ تے  
توں سُخ او اُٹھ دا بھاڑی  
کیستی کیوں دل چا کراڑی

پھلّا آیا اثر کے  
بیلیاں تے پانی بھر کے  
بسم اللہ تان پرٹھ کے

چھلا کلا سیلا  
تے دگا پیرا سیلا  
اُتوں ٹیگر ویلا

چھلاییں نہ دیندی  
مینوں ایں مریندی  
منسٹ طعنے دیندی

چھلا آوے جاوے  
تے اٹھ پار ملاوے  
اُڈ دج وئی آ  
ساٹے سچناں نوں لہا آ

چھلا ماناں ترم نوں  
آ یوں کیرے کم نوں  
بھورا چالا یا ایں دم نوں

چھلا آکھے مانگو  
تے نہیں ملو رانجھو  
دوداں بدلاں رانگو



## ماہسیا

کوئی ایسے جہاز آیا  
سُتے دیاں اُگھڑ گئیاں  
جدوں ڈھولک یا د آیا

کوئی گاہ پئے گا ہندے میں  
موت دے ماریاں دے  
پھیتے جا کے نہ ماہندے میں

کوئی ہتھان اُتے لاہندی  
چپ تان غریباں دی  
کرگھراں فوٹ فٹا دیندی

کوئی ساوے او ساگ ہونڈے  
کٹیاں غریباں فوٹ  
کدے جھٹکے نہ آباو ہونڈے

کوئی گھرے وچوں ساہ نکلے  
تے آکھیں میرے مایئے فوٹ  
کدے وطن تے آنکلے

کوئی کیسلا بننا سآیا  
نہ رووا کھیترنی  
ماہی سفر گنا سآیا

کوئی ماہی دے دٹنے نیں  
ٹوگیا ماہیا دے  
دینہہ موت دے بکٹے نیں

جوڑا دے ٹنگلاں دا  
ٹوگیا ماہیا وے !  
بھورا لکے عمریاں دا

کوئی بنیاں دی ٹوٹاں ہو دے  
ساہا جگ سو بنیاں دا  
ساڈے ماہیے سوا کول ہو دے

کوئی پانی دے نرم زم دا  
ڈھولا !  
بک واری مل ماہیا !  
قیٹوں واسطہ پتھتیاں دا

تورا

او تورا تے دا  
میں تان توہیں نال لائیاں  
او بائی دے تے دا

بزارہ دکاندے چکے  
تورا وچ گھیاں دے چکے  
او منوں ملک نہ چکے

او تورا تے دا  
میں تان توہیں نال لائیاں  
او بائی دے تے دا

بناسوکاندا ہیا  
اساں منگ کے مکڑا کھایا  
او تورا تے دا  
میں تان توہیں نال لائیاں  
او بائی دے تے دا

بزارہ دکاندے ماہندی  
تورا میں تیرا بڈا کھاندے  
او تورا تے دا

میں تو ہیں نالی لائیاں  
اوانافی و سے دا

## ڈھول مسافرت دا

میں تاں پانی بھرئی آں چمک دا  
میرا ڈھول مسافرت دا  
رہ جانے تے یار نہ جانے  
میرا ڈھول جھانسیاں مانے

میں تاں پانی بھرئی آں ٹپے دا  
میرا ڈھول مسافر اُجے دا  
میں تاں پانی بھرئی آں کھوہ دا  
جھگڑا لگ گیا بت تے روج دا  
رہ جانے تے یار نہ جانے  
میرا ڈھول جھانسیاں مانے

ششلی ششلی بیڑی

ششلی ششلی بیڑی دھج وانڈیٹا ایس  
اور توں تاں ششلیندی جیڈا مان کرینا ایس  
آمل جیبا اور داں سستاں توں  
بیسٹوں وڈ روئی آں او تیری بیڈائی توں

جھلسی جھلسی بیڑی دھج منج کیشندی  
 دیگر بھرن دیندی کچھوں ٹونڈ پیندی  
 آمل جیبا اور دان ستائی نوں  
 بیسوں روڑی آں اوتیری پڈائی نوں

جھلسی جھلسی بیڑی دھج سٹو گنڈیریاں  
 آپ تے وگیا دیناں ایں سبھاں اسا نوں دینا ایں دیریاں  
 آمل جیبا اور دان ستائی نوں  
 بیسوں روڑی آں اوتیری پڈائی نوں

## چنگڑ اور مٹی

بس فیض پور سے ملان آتے ہوئے شہر سے باہر ہیں بہت سی جمونپڑیاں نظر آئیں  
 ہم اُن جمونپڑیوں کے قریب گئے تو پتہ چلا کہ وہاں کچھ بڑیاں جمع کرنے والے چنگڑ اور کچھ  
 مصی آکا دیں جب انہوں نے ہماری جیب پر بنا ہوا گھوڑا دکھیا تو بہت خوش ہوئے اور  
 بہت سے گھوڑے اُٹھا لئے اور کہنے لگے ہم اسی قسم کے گھوڑے بناتے ہیں، انہیں یقین  
 نہیں آ رہا تھا کہ ہمیں اس گھوڑے سے اتنی دلچسپی اور محبت ہے جو وہ بناتے ہیں اور جس گھوڑے  
 کو طاقت اور جدوجہد کا سہل جاتا ہے اور یہ طاقت لوگوں کی ہے۔ ہم نے اُن سے ٹیک  
 بڑا سا گھوڑا بھی خریدا وہ ہماری جیب کے گرد جھج ہو گئے ہم نے اُن کی تصویریں بھی آتاریں۔



کانڈ کے گھونے جاتے والے



پنڈوں کا بستہ اور چپ کے ساتھ چنگڑا

## گڈوی والیاں

کچھ آگے بڑے تو گڈوی والیاں ٹوہڑوں کی صورت میں شہر کی طرف جا رہی تھیں۔  
 گڈوی والیاں پنہاب کے علاقوں میں شہر شہر اور گاؤں گاؤں گھومتی ہیں اور کسی جگہ بھی رُک کر  
 گڈوی بجا کر گیت گاتی ہیں۔ یہ خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتی ہیں اور عام طور پر شہروں  
 سے باہر چھوٹی چھوٹی میں رہتی ہیں وہ صبح صبح گھروں سے نکل جاتی ہیں اور باناموں، ڈیروں،  
 دکانوں اور دوسری جگہوں پر جہاں عام طور پر نو جوانوں کا ہجوم ہوتا ہے گڈوی بجا کر گیت سناتی  
 ہیں نو جوان دیوانوں کے انداز میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد انہیں پیسے دیتے ہیں اور کہیں کہیں  
 محبت بھرے جذبات اور خالص محبت اور مرد کے تعلقات کی رکشائی میں مکالمے بھی کرتے  
 ہیں۔ — لیکن گڈوی والیوں کی بڑائی میں ایک یا دو بوڑھی عورتیں ضرور چلتی ہیں۔ — نام پوچھیں تو  
 عام طور پر غلط جاتی ہیں۔ ان کے مرد کوئی کام نہیں کرتے۔ بلکہ گھروں میں بچوں کے پاس رہتے  
 ہیں۔ چونکہ یہ لوگ جیلیر اور بیکانیر سے ہجرت کر کے آئے ہیں اس لئے ان کی زبان مارواڑی  
 ہے اور اسی وجہ سے سنگیت انہیں ورثہ میں ملا ہے۔ ان ریاستوں سے موسیقی کی روایت کا  
 گہرا تعلق ہے۔ — گڈوی بجانے کے لئے وہ ایک اتھار کی انگلیوں میں سکہ چھپنا لیتی ہیں۔

## گڈوی والیوں کے گیت

ماہیا

تھالی دھج پان ہوسی  
 ماہی دیاں کھہ تھنوں  
 ساڈی اٹا وے زبان ہوسی

بیری ٹوں بُور ہو سی  
رُس کے فی ٹریا ڈھولا  
ماہے کر لیا ضرور ہو سی

دیہڑے وچ لا بیری  
جھتے ماہیا آپ دُسنائیں  
اوتھے جگہ دے بنا میری

بیری تالوں بیر لیا  
چنگی بھل کھینڈی ٹوں  
تقدیراں نے گھیر لیا

کوئی جگہ دے گول ہو سی  
اللہ دیاں اللہ جانے  
یکہڑے رنگاں وچ ڈھول ہو سی

گیت

ٹوں آجا !  
ٹوں آجا !  
مار دتا سائوں جیندیاں اسی  
دے تینوں خبرے ہو یا کی  
ٹوں آجا !



تو آجا!  
 دل وچے کے پیار پُئل دا  
 سستی دا گلوں میں رُل گئی  
 تینوں اڑیا سو نہر زبدری  
 تو آجا!  
 تو آجا!

سہرا

سے دے کر ماں دے دا بنایا سہرا  
 فی لالاں دے داسونے دا سہرا  
 سے فی کر ماں دے دا بنایا سونے دا سہرا

سہرا بھدے کے بنڑا چڑھ گھوڑی  
 تال تیرے دوستان دی جوڑی  
 سے دے بنے دا بنایا سونے دا سہرا  
 سے دے کر ماں دے دا بنایا سونے دا سہرا

سہرے دیاں میں پنچ لڑیاں  
 ہیرے موتی دے ہزاراں دیاں  
 سے دے بنے دا بنایا سہرا  
 سے دے کر ماں دے دا بنایا سونے دا سہرا

سہرا بٹخ کے بنڑا چڑھو باحتق  
 او نال تیرے وے اشد سبیل س اتق  
 ے وے کرمان وے دا بنایا اے سونے دا سہرا  
 ے وے لاواں وے دا بنایا سونے دا سہرا

سہرا بٹخ کے بنڑا لاہبندی  
 نال تیرے نہ نہیں ہر جائیا بہندی  
 ے وے بنڑے دا بنایا اے سونے دا سہرا  
 ے وے چارے دا بنایا اے سہرا  
 ے وے بالو دا سونے دا سہرا

سہرا بٹخ کے بنڑا چڑھو کھارے  
 دست تیرے نوٹان مے ہار دارے  
 ے وے کرمان وے دا بنایا اے سہرا  
 سونے دا سہرا  
 ے وے بنڑے دا بنایا اے سونے دا سہرا

# گیت

پیا کے پاس کیسے جاؤں، سسکیں رہی !  
بکرا چنا

نئے اک گھڑی پل چھن کل نہ پڑت  
مورا جیا گھبراتے

بھا کے پاس کیسے جاؤں، سسکیں رہی !  
مورا جیا گھبراتے

میں تو پیا کے پاس کیسے جاؤں

رہی اندھاری لاری بھلی چمک رہی

گھٹا گھٹا گھوڑو کیو نہ دیا برس رہی

چھن چھن موہے جھیل ڈرا گئے

میں پیا کے پاس کیسے جاؤں

پیا چنا منے اک گھڑی پل چھن کل نہ پڑت

## گیت

کہے تے بیرن آیا کرتی  
 دُکھ سکھ کی بستل یا کرتی  
 اک پننگ پر مبیٹ کر تنوں بھر بھر پائے دُون  
 بولے ہوئے بول نام چند  
 کے جاگے تیری ماما  
 آنگن میں تیرا پاؤں سو تو  
 باگڑ میں تیری ماما  
 راکرم مہم چالن لاگی  
 بڈیری ڈالن لاگی  
 بنان پلارے چالن لاگی  
 ہسل کنواری توں  
 کھڑا کھڑا جے چھوڑا  
 مار گیا شامی کا جھوٹا  
 سری نار کا ایسا چہرہ  
 بوڑے درگائنہ  
 میری گدڑی کا چہرہ  
 پتلی رے پتلی خنڈ پری سی  
 موٹی رے موٹی آکھ ڈلی سی

# ڈوہڑا

رستے نات و اجاگنا بہت اوکھا  
اک جاگدا یار وایا ر راتیں

اک جاگ دا عشق دی مرضی والا  
دو جا حب گدا بہنہ بیمار راتیں  
اک حب گدا چور سندھ آتے  
دو حب جاگدا پیر پیار راتیں  
نعرہ پوٹیا جیہوں سب سولہ ہانٹے  
اک جاگدا چور دگ راتیں

مکان سے واپسی پر ہم نے طے کیا کہ فاضل پور کے راستے چنیوٹ اور پنڈی جھٹیاں  
سے ہوتے ہوئے چلیں گے۔

## لالہ پور (فصل آباد)

لالہ پور بڑا دلچسپ شہر ہے۔ یہاں قدیم روایات بھی لوگوں کی زندگی کا حصہ ہیں۔ اردو لڑکے تمام دیہاتوں کے لوگ خرید و فروخت کے لئے لالہ پور ہی آتے ہیں۔ ہم زیادہ دیر تو لالہ پور میں نہ ٹھہر سکے۔ البتہ مغرب سے ہی وقت میں کچھ مسلوہات اکٹھی کیں۔ یہاں مائی کی تھگی ٹیبت سے لوگ لڑکے اکٹھے کرتے ہیں۔ مشہور لوگ فنکار محمد صادق، محمد قابل اور سیرین (ماس و حار یا میاں) رہتے ہیں۔ ہم نے شیر محمد نیس کے گھر کو تلاش کیا لیکن وہ ہمیں نہ مل سکے۔

### شیر محمد نیس

شیر محمد نیس دو شخصیتوں کا ایک نام ہے۔ شیر محمد کی عمر اس وقت ساٹھ پینسٹھ برس کے قریب ہوئی لیکن اس کا بیٹا نیس ابھی پچھپنے کی حدود میں ہے۔

شیر محمد اپنے بیٹے نیس کے ساتھ گلیوں اور بازاروں میں لنگ اور چٹاٹے لگھوتہ رہتا ہے۔ کوئی آواز دے کر کہے کچھ سناؤ تو دونوں باپ بیٹا لنگ اور چٹاٹے کے ساتھ گانا شروع کر دیتے ہیں۔ کچھ سنے تو سے جیتے ہیں۔ نہ سنے تو یوں نہیں آگے چل پڑتے ہیں۔ اگر یہ دونوں چپڑیا کھیں نیسے میں جائیں تو لوگ ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور دواؤں سنانے کی فرمائش کرتے ہیں۔ شیر محمد نیس کو دایرین گانے میں کمالی حاصل ہے۔ لیکن دادوں کے علاوہ وہ سب سے صبر و تحمل اور تحفہ کے رنگ میں ڈوبی ہوئی لڑکیاں اور مزاحیہ قصے بھی گاتے ہیں۔ بہت چلنا و تلح ہے کہ ایک مرتبہ شیر محمد کو لالہ پور کے نزدیک چک ٹوڈو گراں کے لوگوں نے کسی تفریح کے سلسلہ میں بلا بھیجا۔ وہ لوگ خود شہید شاہ نامی پیر کے مرید تھے۔ شیر محمد وہاں پہنچا تو اسے خود شہید شاہ کی پرگاہی کا رنگ بہت پسند آیا۔ اس نے خود شہید شاہ سے کہا میں

ہیں اپنی بچڑی اسی رنگ میں رنگاؤں کا۔ خورشید شاہ نے شیر محمد کا کنہا چھتپایا اور بولا بچڑی تو کیا ہم تمہیں اندھے رنگ دیں گے؟ شیر محمد کا خیال ہے کہ اُسی دن سے وہ اندھے رنگ جا چکا ہے اور اس کے گیتوں میں تصوف کا رنگ روز بروز گہرا ہوتا جا رہا ہے شیر محمد کہتا ہے کہ میں اصل بندہ ہوں اور اصل بندہ وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ شیر محمد کی حکمت ایک چٹا اور ایک کنگ ہے جسے وہ سوتے ہوئے بھی رات کو اپنے پاس لگتا ہے۔ اسے اپنے چھوٹے بیٹے یسین سے بڑا پیار ہے جو کہ اس کے ساتھ لی کر گاتا ہے۔ شیر محمد سے بیٹا نہیں بلکہ اپنا روپ بھتا ہے یسین نے کانے کا فن اپنے باپ سے سیکھا ہے اور اس کے ساتھ لی کر کنگ بجاتا اور گاتا ہے۔

شیر محمد ۴۴ سال سے گار رہا ہے اور ۴۴ سال سے شش بھی کر رہا ہے۔ اسی کی محبوبہ کسی اور کے پاس ہے لیکن شیر محمد کا خیال ہے کہ وہ قید میں ہے۔ اب بھی شیر محمد محبوبہ کے کونپے کے چکر لگاتا ہے اور چوک میں کھڑے ہو کر لوگوں کو منکوم کہانیاں سناتا ہے۔

شیر محمد نے ایک مرتے محمد حیات خان کے کہنے پر اس کے تعزیر میں ملازمت کر لی لیکن محمد حیات خان شیر محمد کے مزاج کو نہ سمجھ سکا۔ شیر محمد نے ملازمت چھڑ دی اور دوبارہ گل کوچوں میں گھومنے لگا گیت گانے لگا۔ آج کل وہ اپنے بیٹے یسین کے بغیر نہیں گاتا۔ اسے کنگ چھٹے اور یسین سے پیار ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر یہ تین چیزیں اس سے جدا کر دی جائیں تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

## روحانی بزرگ اور مزار

۱۔ بابا قزلی شاہ

۲۔ قوشہ دل

۳۔ سولہوی شاہ

۴۔ بابا انڈھی سائیں

## بابا توڑی شاہ

بابا توڑی شاہ کا مزار نژادالابٹنگھ کے قریب ہے۔ آپ ادائیں قوم سے تعلق رکھتے تھے اور توڑی کا کام کرتے تھے۔

ایک مرتبہ بابا گرائی دتہ ان کے پاس تشریف لائے۔ بابا گرائی دتہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ایک پیچھے ہوئے بزرگ تھے۔ بابا گرائی دتہ نے کچھ مانگا۔ آپ توڑی توڑنے میں معروف تھے اور کہہ رہے تھے: ایک دھڑا، دو دھڑائے، چار دھڑائے۔ بابا گرائی دتہ بولے: تیرا ایک ہی نہیں ختم ہوتا، تو ایک ہی کا درد کر لیتے ہیں توڑی شاہ۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بغیر ہو گئے اور ایک دھڑا، ایک دھڑا، ایک دھڑا کہتے پھرتے۔ یہیں سے آپ توڑی شاہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ ساڑھی جیسا لباس پہنتے تھے، ہاروں میں کھڑے اور ہاتھیں گڑدی رکھتے تھے۔ آپ کا سیدھا ڈھن لگتا ہے۔



## ہر سہ شیخ

ہر سہ شیخ چنوٹ سے پنڈی بھٹیاں جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہے اور پنڈی بھٹیاں سے کوئی چھ سات میل پہلے ہے۔

یہاں شیخ، بھٹن، اعران اور سید آباد ہیں۔

## روحانی بزرگ

سخی سید بن جوانی

آپ قبا دریا سلسلہ سے فقیہ رکھتے ہیں۔ آپ کا مزار ہر سہ شیخ کے ہر دنی ہتہ میں واقع ہے۔

## کرامات

روایت ہے کہ بچپن میں آپ ایک دیوار پر بیٹھ گئے کسی نے آکر بت یا کر اُن کے کئے (بھینس کے پتے) دریا میں ڈوب لیے ہیں۔ آپ نے دیوار کو ایڑی ماری تو وہ گھوڑے کی طرح بھاگنے لگی اور آپ نے دریا کے قریب پہنچ کر بھینسوں کو باہر نکالا۔ روایت ہے کہ آپ نے اپنے مریوں سے کہا تھا کہ اُن میں سے جو کوئی میں بابا فرید کے کے ختمی دروازے میں سے گزرے گا کوڑھیں جو جائے گا۔ اس کی وجہ کسی کو بھی معلوم نہیں کر انہوں نے ایسا کیوں کہا تھا۔

## عرس / میلہ

سخی سید بن جوان کا عرس / میلہ چتر کی ۱۶/۱۱ کو ہوتا ہے۔ تھینڈ، سرکس کے علاوہ نشتیاں اور کبڈی بھی ہوتی ہے۔ دکانیں گنتی ہیں اور قرانی بھی ہوتی ہے۔

## شاہ بلول

آپ کا سلسلہ ہیراں پیر سے جوڑنا جاتا ہے۔  
روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ کشتی میں بیٹے دریا عبور کر رہے تھے۔ اسی کشتی میں کچھ  
براتی اور ایک بندر بھی تھا آپ جذب کی ایسی کیفیت میں آئے کہ آپ کی دعا سے کشتی کے  
سب لوگ روحانی قوتوں سے مالا مال ہو گئے جب میں نے راوی سے پوچھا کہ پھر وہ لوگ  
کہاں گئے تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

## میلہ / عرس

آپ کا میلہ ہاٹھو میں لگتا ہے اس میلہ میں تھیں سڑکوں کے علاوہ دکانیں بھی لگتی  
ہیں تو انی ہوتی ہے یہ میلہ بڑے میلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

## شاہ فیروز

آپ ایک فلنگ تھے لوگوں کو یہ تو معلوم نہیں کہ آپ کہاں سے تشریف لائے۔ یہ کہنا  
آتا جانتے ہیں کہ انہوں نے آکر کہا تھا کہ انہیں یہاں قیام کرنے کا علم ہے۔ آپ کی یاد کرتے  
اور بوٹیوں سے مختلف بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔  
آپ کے ہاٹھو میں مشہور ہے کہ جس حدی پر آپ بیٹھتے تھے اس کا کنارہ اٹھا کر اتار  
دیتے تھے تو پیسے نکلتے جلتے تھے اور آپ فلنگ کے لئے دسے دیتے تھے۔  
آپ کا میلہ / عرس ۲۲ ہاٹھو کو شروع ہوتا ہے۔ اس میلہ میں کچریاں بھی آتی ہیں۔

## بھانڈو مرثی

ہر سرشیخ میں بھانڈوں کے دو خان آباد ہیں ماس کے علاوہ اس علاقے کا مشہور مرثی  
بھانڈو وساوے خان ہے جو خوش گجری میں رہتا ہے یہیں علوم ہوتا کہ وہ آج مات ہر سرشیخ میں  
سختی سیدن جہان کی چوکی بھرنے آ رہا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اگر خانہ کلام لکھ لکھ  
رات بھروں گے۔ ہم پنڈی بھیاں سے اس کی خاطر دوبارہ ہر سرشیخ آئے لیکن وہ کسی وجہ  
سے پہنچ نہ سکا تھا۔ وساوے خان کے بارے میں کہا جاتا کہ وہ چٹے اور گھڑے کے ساتھ  
کاتا ہے اور سوہنی جہینوالی گانے میں اسے کمال حاصل ہے۔

اس کا پتہ یہ ہے :

وساوے خان بھانڈو

چک نمبر

موضع گجری۔

ہر سرشیخ پنڈی بھیاں

یہاں بچے خان محمد نے کامی کے شعرا وادہا ہیے بھی سنا ہے۔

پہلے میں تالی نہ لایکے یاہی

بھاوین ال سمنے وے تے

عشق پر ویسی دا بنج بے

جیوں آگ بے وچ چکے

آکھ گامی سبھ کدوں مہی

ساڈے وال گئے ٹچ رے

پانی چھٹے دھوپوں کاں پتیا  
تیرے دھوپوں دت دسیا تینوں بھدہ میں تاں کیتا

## پنڈی بھٹیاں

پنڈی بھٹیاں کی وجہ شہرت دلا بھٹا ہے جس کی نسل کے بھٹی اب بھی پنڈی بھٹیاں میں  
آباد ہیں لیکن دسے بھٹی کا گھر یہاں سے دو میل پر دسے کی تیں تھا۔

## دسے کی

یہاں ہم نے وہ کنواں دیکھا جہاں لوگوں کے مطابق دسے کا گھر تھا۔ یہاں دسے کے پوتے  
کی اولاد اب بھی موجود ہے۔ یہاں کے مراثی اور عام لوگ دسے کی وار گاتے ہیں خاص طور  
پر مراثیوں کو دسے کا شجرہ بھی یاد ہے — ہم یہاں پہنچے تو سردی کچے کوٹوں پر چھکی ہوئی  
تھیں اور سردی کے عالم میں یہاں کے مراثی اپنے بستروں میں دیکے ہوئے تھے۔ ہم نے بڑی  
مشکل سے ایک کو دسے کے ہارے میں کچھ بتانے پر آمادہ کیا۔ اُس کا نام جلا تھا۔

جتنے مراثی نے دسے بھٹی کا جو شجرہ سنایا وہ اس طرح تھا۔

کیریم بخش پریمو دا	اصغر علی دیتیم دا
پیر محمد محبت خاں دا	دیتیم مراد دا
محبت خاں جہاں خان دا	مراد خیر دا
جہاں خاں دسے دا	خیر مستی دا
دلا فرید دا	مستی بھند دا
فرید بدلی دا	بھند کیریم دا
بدلی نعمتو دا	

پہم رکھ چھن دا	ننھو دھنگ دا
چھن جگ پال دا	دھنگ چوڑ دا
جگ پال اپنل دا	چوڑ کھرے دا
اپنل جوئیز دا	کھرا اودو دا
جوئیز من دا	اودو گھناج دا
من فیسر دا	گھناج دواج دا
فیسر دوسر دا	دواج دھیر دا
دوسر تنو دا	دھیر گوندھر دا
تنو بیاس دا	گوندھر گٹھر دا
بیاس ریل دا	گٹھر سنگھر دا
ریل جگ دا	سنگھر کورا پاڑ دا
جگ بھٹی دا	کورا پاڑ بھونی دا
	بھونی پریم لکھ دا

اس شجرے کی صحت پر تعین کرنا مشکل سا لگتا ہے۔ لیکن اس شجرے کی اصل میت  
یہ ہے کہ وہاں بھٹی کے خاندان کے مراثی یہی شجرہ اب بھی پرستے اور لوگوں کو سنتے  
آ رہے ہیں۔

اس کے علاوہ چلے نے یہ اشعار بھی سنائے :-

ڈلا سلا رتے بھائی میں آپ بلول آں  
تے جد کی چک دلائی پڑنیں ریا  
دو بھا پل تے کھائی حلاں نے ساڈیاں  
گھرا ساڈے بادشاہی ڈھ قدیم  
کر دے نال صفائی ہے بیٹا اسی تخت تے

## ڈے کی کہانی

ڈے کی کہانی جو اس کے گاؤں میں مشہور ہے جے مراثی نے یوں سنائی ،  
ڈلا اپنے بزرگ ستی خاں کے ساتھ شکا رکھیں راتھا کو اس کی ملاقات اکبر بادشاہ  
سے ہوئی۔ ڈے نے اُن سے پوچھا تم کون ہو، اس نے جواب دیا میں اکبر بادشاہ کا بھٹ  
ہوں۔ ڈے نے کہا تو پھر بھٹ کو سلام کیا کرنا اور ساتھ ہی آگے بڑھ گیا۔  
ڈلا اکبر بادشاہ کے دربار میں پہنچا تو اکبر نے ایسا دروازہ لگوا رکھا تھا جس میں اندر جانے  
کے لئے سر کو جھکا کر داخل ہونا پڑتا ہے لیکن ڈے نے پہلے ٹانگیں اندر کیں اور میٹھ  
کا رخ اندر کی طرف کر کے سر بعد میں اندر کیا اور اکبر بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا۔  
اکبر نے اس سے کہا ۲۴ سال کے شے تمہیں معاف اگر سلام کر دو۔ ڈے نے کہا اگر تم  
اس سے بھی زیادہ سالوں کے شے معاف کر دو تو میں تمہیں سلام نہیں کروں گا کیونکہ  
تم نے اپنے آپ کو بھٹ کہا ہے اور میں مراثیوں کو سلام نہیں کیا کرتا۔

یہاں پہنچ کر جے مراثی نے کہانی مختصر کرتے ہوئے کہا جب ڈے کی اکبر سے ملافت  
شروع ہو گئی تو اکبر بادشاہ کے سپاہیوں نے ڈے کی ماں گدھی کو کچر دیا جب ہ اسے  
سے ہارے تو وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتی تھی سپاہیوں نے اس سے پوچھا پیچھے مڑ کر کیا

دیکھتے ہو؟ وہ بڑی میرے دو بیٹے ہیں انہیں اچھی طرح پاؤا ہے، انہیں دیکھو بیوں دو ضرور  
 آئیں گے اور ان کی آنے کی نشانی یہ ہے کہ اوپر باز آئیں گے اور نیچے پتے (گھوٹے) بھالگی  
 گئے۔ اور واقعی ہیں ہوا۔ وہ آئے اور انہوں نے اپنی ماں کو سپاہیوں سے چھڑا کر واپس بھیجا۔  
 لیکن دسے کو کس طرح قید ہو گئی۔ — عادی یہاں آکر چپ ہو گیا اور کچھ دیر بعد بولا  
 ساری دنیا جانتی ہے کہ پھر کیا ہوا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے پھر کبھی وقت نکال کر آؤ تو سن لیں۔  
 ادارے کا دیرپہ دسے کی تباہی کے جتنے سے ملے گا اور مزید معلومات اور روایات کٹھن  
 کرے گا۔ جتنے کا پتہ یہ ہے

بقا مراثی ولہ سرحد  
 سکھ دسے کی تحصیل حافظ آباد  
 ڈاک خانہ تھانہ پنڈی بھٹیاں - ضلع گوجرانوالہ

## پنڈی بھٹیاں کی کاٹھیاں

یہاں کی گھوڑوں کی کاٹھیاں بڑی عمدہ معنوی اور خوب صورت ہوتی ہیں۔ جو ملک  
 کے مختلف حصوں میں بھیجی جاتی ہیں۔ یہاں سے ہم نے ایک کاٹھی خریدی ہے  
 میوزیم کے لئے دیا گیا ہے۔

## موسیقی کی روایت / لوک گیت

یہاں اکثر لوگ ڈاک بھٹی کی وادیں گاتے ہیں لیکن سونپنی میں نوال گانے کا رواج بھی ہے  
 فوجاں لڑکے گھڑے اور چٹے کے ساتھ ٹپے۔ ماہیے۔ گیت گاتے ہیں۔

رابطہ: انجمن شاہٹ، مکان نمبر ۱۹/۱۹  
 محلہ غنمدی - پنڈی بھٹیاں - ضلع گوجرانوالہ

## میاں خیر محمد فون

یہاں میاں خیر محمد فون کا مزار ہے۔ آپ کا در یہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ روایت ہے کہ ہلال پیر کے رہنے والے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ لوٹ مار کرتے ہوئے ہلال پر پہنچے تو انہیں مقابلہ سخت محسوس ہوا۔ اور منہ کی کمانی پڑی۔ لوگوں سے چڑچلا کر یہاں میاں خیر محمد فون پہنچے ہیں۔ مسکوں نے سازش کر کے آپ کو اغوا کر لیا اور پٹنڈی بھٹیاں میں قیام کے بعد لاہور کی طرف بڑھ گئے۔ لیکن انگریزوں سے کسی نوعیت کو یوں کا تبادلہ ہوا اور بہت سے سکھ مارے گئے۔ انہوں نے سوچا کہ یہ سب کچھ میاں خیر محمد فون کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس لئے انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کا ایک مرید پٹنڈی بھٹیاں میں رہتا تھا آپ کو لینے پہنچا تو دو حرم ملا سرخ ملا آپ نے خواب میں آکر اسے سر کی نشان دہی کی آپ کی آخری آرام گاہ پٹنڈی بھٹیاں میں ہے۔ اس کے بارے میں روایت ہے کہ مرید قبر بنا کر جاتا تو رات کو یہاں کے ایک اور بزرگ میاں لاڈلا گرا دیتے۔ میاں خیر محمد فون نے اپنے مرید کی پریشانی دیکھ کر خواب میں اس سے کہا۔ مردان کے پاس جاؤ اور وہی کہو جو وہ کہتا ہے۔ مرید نے ایسا ہی کیا اور ان کی تجویز کر دی کہ جبکہ آپ کو دفن کیا۔

## کرامات

روایت ہے کہ جانی کے دنوں میں ایک سات میاں خیر محمد فون وضو کرنے کے لئے گاؤں سے باہر ایک کنوئیں پر پہنچے مگر کنواں خاموش تھا اور اسے چلانے کے لئے بیل بھی اس وقت موجود نہ تھی۔ آپ نے کنوئی سے غائب ہو کر کہا بیل پار کنوئیں میں وضو کرنا ہے۔ حکم سننے ہی کنواں بیل چلا گیا۔ نے وضو کیا اور آبادی کی طرف چل پڑے مگر آپ کو کنواں بند کرنا یاد نہ رہا۔ صبح جب کسانوں نے کنوئی کو خود بخود چلتے دیکھا تو میاں خیر محمد فون کے والد کو ایک بزرگ تھے اسے پار کسایا ہوا



بیاد کیا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو پتہ چلا کہ میاں خیر محمد فوہ کو کنوئیں کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ آپ نے بیٹے کو بلو کر پوچھا تو اُس نے جواب میں کہا کہ کنواں بستہ کرنا یاد نہیں رہا۔ والد محترم نے میاں خیر محمد فوہ سے کہا۔ بیٹا آہستہ، آہستہ تیزی اچھی نہیں ہوتی میاں خیر محمد فوہ کنوئیں پر تشریف لے گئے اور اُسے تھمنے کا حکم دیا۔

## میاں مردان

آپ کا مرزا بھی پسند ہی بھیلیاں میں ہے آپ کے ہاں سے میں دعایت ہے کہ آپ زمینداروں کی زمینوں کو پانی دینے کے لئے کنوئیں پر سیلوں کو ہانکتے تھے۔ کنواں چلنا اور پانی نکالنا آپ کی ڈیوٹی تھی۔ ایک مرتبہ کنواں چل رہا تھا شب قدر کی رات تھی اور آپ کو وہ خاص لمحہ دیکھنا ضییب ہوا جب کنوئیں کا پانی فوہ میں گیا۔ آپ نے وہ دودھ پیا اور اپنے ساتھی کو بھی آواز دی میں نے وہ صرف چلو بھرنی سکا۔ آپ نے اس سے کہا جاؤ تم بھی گھنگھنیادوں جتنے ہو گئے ہو (گھنگھنیاد گڑم) کے اُسے بھنے واؤں کو کہتے ہیں)

## میاں مردان کی کرامات

آپ زمینداروں کے پاس ملازم تھے لیکن زمینداروں کا خیال تھا کہ آپ حق پرچنے میں بہت سا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اس لئے مزد میں اگر ایک دن ہیبت سے زمینداروں نے مل کر ایک برس سے گناہ آپ کے سر پر رکھ دی آپ تھوڑی دور گئے ہونگے کہ زمینداروں نے دیکھا کہ گناہ میں مردان کے سر سے ایک ڈانڈا اور پرچہ مل رہا ہے ہمارے آپ بڑے آسام سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر زمینداروں کو محسوس ہوا کہ یہ آدمی تو کوئی ولی اللہ ہے۔ آپ کا عرس (میل) ساہیو کے جینے میں ہوتا ہے۔

## بھٹیوں کی رسمیں

بھٹی آج کل بھی کسی دوسری قوم کو لڑکی کا رشتہ نہیں دیتے۔ ہم نے ایک بھٹی سے پوچھا کہ وہ بڑا خوبصورت جوان تھا لیکن یہ بھٹی جو ہم دیکھتے ہیں اتنے خوبصورت بھائی نہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ بولا اس کی وجہ یہ ہے کہ بھٹی مردوں نے دوسری قوموں میں شادیوں کر لیں اپنی بھٹی کا رشتہ تو نہیں دیتے لیکن خود باہر سے شادی کر لیتے ہیں۔

دوسرا سوال کرنے پر اس نے بتایا کہ بھٹیوں نے لودھی اور کول قوم کی عورتوں سے شادیاں کر رکھی ہیں لیکن اگر یہی لڑکی قوم ہی رشتہ کرنا چاہے تو بھی مرد اجات نہیں دیتے۔

## حضرت سخی سردہ کا سنگ

حضرت سخی سردہ کا مزار ڈی بٹی خان میں ہے لیکن پنجاب کے اکثر بزرگوں اور علاقوں پر آپ کا بہت اثر ہے۔ یہاں آپ کا ذکر اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان علاقوں سے گزرے جہاں کے سخی سردہ کا سنگ گزرتا ہے اور جن جگہوں پر آپ نے قیام فرمایا تھا وہاں خاص طور پر سنگ ایک دن قیام کرتا ہے اور میلہ لگواتا ہے۔ آپ سے لوگوں کی عقیدت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ کا سنگ سیالکوٹ سے شروع ہوتا ہے اور سلاسل سفر کے سخی سردہ کے مزار پر پہنچتا ہے۔

## چھوٹا سنگ / بڑا سنگ

سنگ لوگوں کا وہ جلوں ہے جس میں ملنگ فقیر اور عام لوگ گاتے بجاتے اور سخی سردہ کا ذکر کرتے ہوئے ساڑھ سا سال سفر کرتے ہیں۔ انہوں نے چھوٹے سے اٹھائے ہوئے برتے ہیں اور سامان گھوڑوں اور غنچپروں پر لادنا ہوتا ہے کہ لوگ بھی باری باری گھوڑوں پر چڑھیں۔

پر ہمارے جوتے ہیں۔

میں کانٹا ہرے سنگ اس ساتھ کہتے ہیں جس میں کئی سروں کے منٹے والے اکٹھے ہو کر پیدل اور گھوڑوں پر سفر کے سخی کے دربار تک جاتے ہیں۔

چٹا سنگ پہلے چلتا ہے اور قیام کی جگہ پہنچ کر میڈ لگواتا ہے اور پھر آگے نکل جاتا ہے۔ بڑا سنگ آکر پیچے کو گرم کرتا ہے اور عروج پر پہنچا دیتا ہے۔ اس سنگ کے قیام کی جگہیں متعین ہیں جو کہ ترقیب و اماں اس طرح ہیں۔

سیاکوٹ — ڈسکہ — دریا آباد — علی پور — جالپٹ آباد

رسول پور — جلال پور — بٹی — پنڈی بھٹیاں — دو نور والا

ہر سترینج — چنیوٹ — بھوانہ — بھنگ — ڈیرانا ریٹھا

اس لوث پر کچھ اور ٹکڑوں پر بھی سنگ قیام کرتے ہیں جن پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ روایت ہے کہ یہ وہی تاریخی جگہیں ہیں جہاں جن تاریخ کو سخی سروں نے قیام فرمایا تھا۔ یہاں میں پنڈی بھٹیاں میں سنگ کی آمد اور قیام کا تذکرہ کروں گا جس سے سنگ کے مزاج اور عیون کا اندازہ ہو سکے گا۔

## سخی کا سنگ پنڈی بھٹیاں میں

چٹا سنگ، اپنی جگہ کو یہاں پہنچتا ہے تو لوگ اس کا غیر متقدم کرنے کے لئے شبہ نہ باہر نکل آتے ہیں۔ یہ سنگ قریب سکوں کی گراؤنڈ میں میڈ لگا کر آگے نکل جاتا ہے۔ بڑا سنگ آکر پیچے کو گرم کرتا ہے اور عروج پر پہنچتا ہے۔ اس پر ختم ہو جاتا ہے۔

ان سنگوں میں بغیر حاکم اور بہت سے پیشہ ور گانے والے شامل ہوتے ہیں اس کے علاوہ بھرائی بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ تک ساتھ دیتے ہیں۔ جب یہ سنگ شہر میں قیام کرتا ہے تو کہ بھرائی اور بغیر شہر میں آکر سرنگی کے ساتھ بچوں کو گود میں اٹھا کر دریاں گاتے

ہیں اور مانگ کر روٹی کھاتے ہیں۔ بہت سے لوگ سکول کی گراؤنڈ میں سنگ کے لئے کھانا بنجی ہیں  
خاص طور پر چادروں کی دیکھیں شامل ہوتی ہیں پکا کر کے ہاتھ ہیں۔

## منتی

سنگ کو کھانا کھانا ایک منت ہے لیکن کچھ لوگ یہ منت بھی مانتے ہیں کہ وہ ایک جگہ سے  
دوسری جگہ تک سنگ کے ساتھ چلیں گے بعض مریض بھی منت کے طور پر گھوڑوں پر بیٹھ کر سنگ  
کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ چادروں کی پٹیاں بھی بانٹتی جاتی ہیں۔

## نہر کے کنارے کنارے

پنڈی بھٹیاں سے جہلم تک ہم نے نہر کے کنارے کنارے سفر کیا اور بہت سے چھوٹے چھوٹے  
دیہاتوں کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا یہاں ڈھول، گھڑا اور چٹا مقبول ساز ہیں۔  
عام طور پر سو بچہ میٹروال دے کی وادیں اور سیرگانی جاتی ہے اس کے علاوہ ماہیا  
خاص طور پر مقبول ہے۔

پنڈی بٹیاں کے محسود فورے جیسے گیت ریکا رڈ کرایا :

میرے سچیا پر امبر باناں

میںوں رنگ دے دے دے

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

تیرے ہتھ کھلے دا گانا

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

تیرا پاک ٹھکانا

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

قوں ورج دینے دا راہنایتیں

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

قوں سہترای قوں کھر پڑھائیں

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

قوں ورج بائٹھاں دے راہنایتیں

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

قوں میلوانے راہنایتیں

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

تیرا وجے پیاسہ دیاں

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

قوں ورج پنڈی دے راہنایتیں

میںوں رنگ دے مجھیں رنگ چولا

میان خیر محمد جو اناں  
 مینوں رنگدے جیہڑی رنگ چولا  
 میان حیات محمد جو اناں  
 مینوں رنگدے جیہڑی رنگ چولا  
 تیرے جو ہے تے دن بھی نشا ناں  
 مینوں رنگدے جیہڑی رنگ چولا  
 میرے سچیا پیرا مہرباناں  
 مینوں رنگدے وے وے  
 رنگدے جیہڑی رنگ چولا  
 پنڈی بھیاں میں محمد عظیم نے ہمیں یہ گیت دیکھا رکھ دیا ،  
 میں ایتھے تے ڈھول مہیرے  
 ہرے تے ہتھ نہ پھیرا میرے  
 بھلا موٹر بناناں دے  
 پئی موٹر کیشنی آں  
 ڈھول دلوں مکھ موٹاں  
 گنہگار میں جتھنی آں

میں ایتھے تے ڈھول سرگودھے  
 ہتھ دھڑکنا مکھ پیا گوڈھے  
 بھلا ڈیگر دیا  
 ہتھ پاؤنی آں تاناں توں

بھلا چو نہا و تاراں  
اُرا نہ موڑ نہاں فوں

میں ایتھے تے ڈھولا گئے  
پوست لڑ گڑی دے پئے  
جگڑا دو خنیاں دا تئے  
بھلا موڑ بڑاں دا  
دوہج کھکڑی فوں دے پیرا  
کتے پیا دستاں  
میریا ڈھول پناہ گیل

نیں ایتھے تے ڈھولا پر بت  
ساڈی کھوچی دا پانی شربت  
ڈرگر ویلا  
نیں پئی دنجھاں مشیناں تے  
ہتھ بہر کھڑیاں  
راستی رہو مسکیناں تے

## گرنے پھانہ

پنڈی بیٹیاں سے نکلتے ہی کشتیوں کے پٹی کے بعد دائیں طرف گرنے پھانے میں تھک جھڑنے کے لوگ آباد ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد ایران سے آئے تھے یہاں کی عورتیں سیاہ لباس پہنتی ہیں۔

یہاں خادم حسین رہتی رہتا ہے جو کہ اس علاقے کا مشہور گویا ہے۔

جب ہم نے گرنے پھانہ سے غلام کا پتا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ کہیں سائی پر گیا ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ کسی شادی پر اسے گانے کے لئے بلایا گیا ہے۔ سائی اس رقم کو کہتے ہیں جو عہدہ کتے وقت بطور ایڈوانس دی جاتی ہے تاکہ گانے والا اس تاریخ کو کسی اور جگہ پر نہ جاسکے۔ سائی کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر اُسے کوئی زیادہ پیسوں کی پیشکش کرے تو بھی وہ انکار کر دیتا ہے جہاں سے سائی لی جاتی ہے وہیں جاتا ہے۔

سائی ایک اہم آمد و گزشتہ رقم ہے اور خرید و فروخت کے معاملہ میں بھی سائی ضروری ہوتی مثلاً اگر کوئی شخص کسی سے گھوڑا خریدنا چاہے یا کوئی بھی چیز خریدنا، جو قیمت کا فیصلہ جڑنے کے بعد خریدنے والا کچھ پیسے بطور ایڈوانس ادا کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا کہ نیچے والا اب کسی اُحد سے سودا نہیں کر سکتا۔

یہاں اللہ بخش نامی شخص نے یہ موقوفے سنائے :

ساون مانہ خسرہ بی بی کھنڈ مندی

دوہا اونٹن تے لہناں بھار مندا

تیجا نالی کو سٹنگی دے رنگ کرنا

جو تھا گھڑے تے لنگھن پاہ مندا

ہنجواں بے دامانوں مست دینا

چھیراں چوہڑے نوں دینا آوہار مندا



## بویاں

بے بے بھئی جدوں مینوں میں آویں گا  
 بوتایا دیں وسے جھانجھراں والا  
 بے بے بے فی جدوں تینوں میں آواں گا  
 بوتایا واں گانچھنیاں والا  
 بے بے بھئی جدوں مینوں میں آویں گا  
 کھنٹی بندھ کے دھوئی والڑ چھڑ کے  
 بے بے فی جدوں تینوں میں آواں گا  
 رتنی بندھ کے تنگی ملانی  
 بے بے بھئی مایاں نے تو رنی نہیوں  
 رانجھا آگیا سرہوں دا پھل بن کے  
 بے بے فی آپے تینوں سے جھاؤں گا  
 جدوں پایا فی دو لڑیا کینٹھا

اوتھے آگیا سرودا بڑا  
 جتھے پھٹی پب دھروئی

## تجوز

مفتی صاحب نے تجوز دی کہ تخت حمزہ میں رائجے کا میلہ لگنا چاہیے۔  
ادارہ اس سلسلہ میں حبلہ ہی اقدامات کرے گا پروگرام پبلش پر پبل مرتب کروا ہے۔

## پیرجگشاہ

شہزادہ کے قریب ہی پیرجگشاہ کا مزار ہے پہلے آپ کا مزار نماں کوٹ گا ہی دعا  
میں تھا لیکن میلہ کے پیش فکر یہاں منتقل کرنا پڑا۔  
آپ کا عرس / میلہ ہاڑھ کے جہیز میں ہوتا ہے۔  
میرے پہلے و دوسرے کا ذکر یہاں ختم ہوتا ہے جن علاقوں میں گھوما ان علاقوں کے  
شہزادگان، برلیاں اور گیت۔

## بولیاں

بے بے بے بھئی جہوں میں آویں گا  
 جوتا لیا ویں سے جھانکھراں والا  
 بے بے بے فی جہوں میں آویں گا  
 جوتا لیا ویں گا پھنسیاں والا  
 بے بے بے بھئی جہوں میں آویں گا  
 کھائی ہو کے دھوئی دارو چھڑ کے  
 بے بے بے فی جہوں میں آویں گا  
 رتی بھنے کے ٹنگل ملانی  
 بے بے بے بھئی ماپیاں سے تو فی نہیں  
 رانجھا آگیا سرہوں ماپیں ہی کے  
 بے بے بے فی آپے میں سے جاکوں گا  
 جہوں پایا فی دو لڑیا کیٹھا

اوتھے اگلا سرودا بڑا  
 جتنے پتے پب و سروی

بیریاں توں بیر لگ گئے  
تینوں لہجہ نہ لگا تھیاسے

مٹھا سواہ دیا موتیاں دا  
فی دھڑی واسک مل کے

تیری بک تے طایاں آئیاں  
فی کچا دو دھڑپین واسیئے

ماہیا

بگٹے دا لا ٹوٹا  
مل تے میں واہ لیناں  
میرا جگہسی نالوں قسہ چھوٹا

میری آئی تے گلاس آ  
ویہڑے بچ نہیں بھروی  
تینوں کاہی آکاس آ

کوٹھے آتے پھل ٹکڑے  
اندر بیابہ پئی  
باہر دی چندوی دے مل چکڑے

بہری نالوں پر لیا  
چٹکی بھل کھینڈ دی توں  
تقدیراں نے گھیر لیا

میں نہ دوس گیا کنڈیاں تے  
انڈیاں فضل کسے  
پودیاں بندیاں تے

کوئی ہونا ای لاقی دا  
کھتے پیا وسدا اے  
میرا ڈھول نرانی دا

پیریں بوٹ کھڑکنے میں  
اُساں کل ٹر جانا  
ٹساں راہ دی پے مکھنے میں

نرتا پنھیں پھا ندے دا  
گودا رنگ کالا ہو گیا  
ویرے سیکل چلا ندے دا

چوکی تے چوکی آ  
تھیں خدا دی چناں واری دیتی اوکھی آ

ٹپیاں دی دے واری  
کڑی توں پنجاب دی ہئی ٹپیاں توں کیوں اری

کسٹے آتے پئی آری  
کڑی ہی ہور دی آن ٹپیاں توں نہ اری

گرایاں دیاں پنج ٹپیاں  
تیرا پچھا نہیں چھڈنا بھاریں لگ جان ہتھ کڑیاں

چوکی اتے رکھ آری  
میرا پچھا چھڈ دیں گا جیوں تیں نے چھڈھاڑھی

سڑکاں تے روڑی آ  
ماہی میرا چھڈا لاء دیا ناسے انگلی روڑی آ

سڑکاں تے روڑی آ  
بھینے تیرا چھڈا لاء دیا بھینے انگلی روڑی آ

گڈی چندی اسے رے رے رے  
اگے ماہی نیت ملدا، ہن ملدا جیسے رے جیسے

گڈی دیاں دو لیناں  
جیسے مایا یا د آوے آوے بھد کے رو لینا

گڈی دیاں دو لیناں  
مایا ساتوں وچھوڑ گیا، اسان دنیا تے ک لینا

کوٹھے اتے تار پئی  
تیرے پچے جھنڈاں دے سافوں مان کون مار پئی

سوںے دا گل مایا  
لوکان دیاں دوی اکھیاں ساڈا رونا ای دل مایا

مڑلاں تے ٹوٹے پئے نی  
باری وچوں تک باؤڑے عاشق توئے پئے نی

کوٹھے اتے کلاں بوسے  
چسقمیرے مایے دی روح میرا دی ناں بوسے

## لوک گیت

کنکال وی نگھ آئی  
 بیریاں وی نگھ آئی  
 نگھنے رہ گئے اک دے !  
 مروتے کھا دے لک دے

کنکال وی نگھ آئی  
 بیریاں وی نگھ آئی  
 نگھنے رہ گئے کیریوے !  
 تروتی ملل وی  
 ڈگ ڈگ کرے مریوے !

کنکال وی نگھ آئی  
 بیریاں وی نگھ آئی  
 نگھنے رہ گئے جھل دے !  
 تروتی ہتھ جوڑ وی  
 کھڑا ہو کے سنی جائیں گل دے !



کھو جے تے گئی آن سا دا کرلا  
 فی میرا ہیا رسیا فی میں کیتا میلا  
 بیدردی ڈھولا! بیدردی ڈھولا!  
 پردیسیاں نوں گل چالاوی دا  
 گل لاکے دے ڈھولا سٹ نہیں دینجی دا  
 بیدردی ڈھولا! بیدردی ڈھولا!  
 آڈو ویڑے تیری خاک دی وردی  
 کیوں پانا ایں پھیرے  
 دے ساڈی خیرتی مرضی  
 بیدردی ڈھولا! بیدردی ڈھولا!  
 آڈو ویڑے گھت دیوان پڑھی  
 دوچار باتان دے میں کم دی پڑھی  
 بیدردی ڈھولا! بیدردی ڈھولا!  
 آڈو ویڑے ہتھ ڈنیل دی  
 اساں آپ نہ لایاں دے لگ گئی دیں دی  
 بیدردی ڈھولا! بیدردی ڈھولا!  
 پردیسیاں نوں گل چالاوی دا  
 گل لاکے ڈھولا سٹ نہیں دینجی دا  
 بیدردی ڈھولا! بیدردی ڈھولا!

یہیں دی نہیں دے ماہی ڈیاں توں کھل گئی آ  
 ٹو گیا ماہیا تے اوندھیری گھل گئی آ  
 یہیں دی نہیں .....

کدی آونا دے کدی پیہوں آوندا  
 دے ماہیا کیہڑی گوں شرمادندا  
 یہیں دی نہیں .....

قربان گے دیئے پیئے  
 جھگی پاسبناں کول دیئے  
 یہیں دی نہیں .....

کن سونے دی تار  
 ماہی قریا میں دی دیاں نال  
 یہیں دی نہیں .....

میرے چلے نال جھنجھری  
 تے آیں گے رات اخیر  
 یہیں دی نہیں .....

قربان گے دیا مارا  
 دے میں ڈھونڈ رہی آں جگ سارا  
 یہیں دی نہیں .....

میں پانی بھرینی آں چٹاں توں  
 بسم اللہ کریخی آں روٹی توں  
 یہیں دی نہیں .....

ایس ایجے تے ڈھول کرنگی  
 دے لاوے جیتا تہ نہیں انگلی  
 یسین دی نہیں .....  
 ایس ایجے تے ڈھول قبیلے

گوریاں رتاں تے بہہ چیں پیلے  
 یسین دی نہیں .....  
 ایس ایجے تے ڈھول ڈھبے  
 ہستہ وچ زربا کئی پیا گوڑے  
 یسین دی نہیں .....  
 قربان تھیں دیا چھلیا

کیوں رونا میں مشتاق چھلیا  
 یسین دی نہیں دے مایا ڈیاں توں کھس گزے آ  
 ڈرگیا مایا تے اندر اندر جیسے یمن گزے

ہکا دم سچي آن ڈھولا  
 اللہ دے طیسے ڈھولا  
 تیر کی تسکلی تے پرتدی ڈھول دے  
 سا مارا لوک مریندا گزے دے  
 ہکا دم سچي آن ڈھولا  
 اللہ دے طیسے ڈھولا

آڈھولا ایسٹان ماہیں  
 ڈیوے بال و سرائی تھا تھا ہیں  
 تھسے دیاں نشتان ڈھولا  
 اللہ دے طیس ڈھولا  
 تھسے دیاں نشتان ڈھولا  
 اللہ دے طیس ڈھولا  
 آڈھولا نہیں کوکری  
 چھڈ دے نوکری ہندوق دی  
 تے لائی گھر کھا دیتے ڈھولا  
 اللہ دے طیس ڈھولا  
 بکو دم سچی آن ڈھولا  
 آڈھولا کچھ کھلے  
 جیہڑے کنگن پواسے نہیں لاونے  
 ہکا دم سچی آن ڈھولا  
 اللہ دے طیس ڈھولا  
 قرآن بہتاں دے پونے  
 زت پنڈے سچن پروکے  
 ہکا دم سچی آن ڈھولا  
 اللہ دے طیس ڈھولا

سہرے

چڑھ آیا فی میرا لاٹا  
 شالا راج مانے بنان  
 چڑھ دیکھو سہرے والڑے دیاں  
 غیر سی وٹھکسی جنجان  
 بنان ہے تہہ بدھڑا گاتان  
 تیرے نال وجے شدیا نالن  
 شدیا نالن وے

ماہیا !

چڑھ آیا فی میرا لاٹا  
 شالا راج مانے بنان  
 بنان ہے تون چڑھیوں کھانے  
 تیری آآن روپیے وادے  
 وادے وے

ماہیا !

خوشیاں مانے میرا لاٹا  
 شالا راج مانے بنان  
 چڑھ دیکھو سہریاں والڑے دی  
 سوہنی سیج مانے بنان  
 بنان ہے تون چڑھیوں ٹھوڑی  
 تیرے نال بھریاں دی چوڑی

جوڑی دے

ماہیا !

خوشیاں مانے میرا بنناں

شالاراج مانے بنناں

بنناں جے وڈیوں دروازے

تیرے نال وجن واپے

واپے دے

ماہیا !

خوشیاں مانے میرا لاڈا

شالاراج مانے بنناں

بنناں جے تھوہاں منائی

تیری تادربوئی لائی

لائی دے

ماہیا !

خوشیاں مانے میرا لاڈا

شالاراج مانے بنناں

بنناں جے تھوہ کہتی جھٹھی

تیری اماں مشکو وڈی

وڈی دے

ماہیا

خوشیاں مانے میرا لاشا  
 شالامچ مانے بنائی  
 چڑھو وکیو سہریاں والڑے دیاں  
 خیریں ڈھلکسن جینجاں

سے ئی کے مالن پرویا  
 سے ئی کے شوقن پرویا  
 جوڑے داسہرا  
 سہرا بنیے دس لڑیاں  
 ہیرے توئی لالاں جڑیاں  
 نے ئی کے مالن پرویا  
 جوڑے داسہرا  
 آوے بنیاں بھگاتاں  
 لاگے ہوس تیرا اپنا ماں  
 نے ئی کے مالن پرویا  
 سے ئی کے شوقن پرویا  
 جوڑے داسہرا

آوے بنیاں چڑھ کھارے  
 ابے تیرے روپیے وارے  
 آوے بنیاں چڑھ کھارے  
 ماں تیرے روپیے وارے

ے فی کے مالن پرویا  
 جوڑے واسہرا  
 آوے بناں چڑھ گھوڑی  
 مال تہاڑے پاجیاں وی جوڑی  
 ے فی کے مالن پرویا  
 جوڑے واسہرا  
 آوے بنیاں تسان آندری ٹولی  
 مال صدقے بھین ویسی گولی  
 ے فی کے مالن پرویا  
 ے فی کے شوقین پرویا  
 جوڑے واسہرا



# اکھان

تما ہووے جے جھنڈا  
روٹی کرے خیموں مڑوی

بالن ہووے جے گوا  
اگ کرے نہیں بلوی

پتہ ہووے جے چنگا  
فونہ کرے خیموں لڑوی

راہ ہووے جے سکتا  
گڈ کرے نہیں اٹوی

پانا باہجہ نصیبوں  
گڈی کرے خیموں چڑھدی

چا بک ہووے جے چنگا  
گھوٹوی مسدہ نہیں کدی

ہنگامہ کوئی توں  
گستاخ کیا رتے

کھیاری آکھیاں کھوتے تے نہیں چڑھادی

کھیادی اپنا بھانڈا سلاہندی اے

فلاح دی سخی آستازی رہندی اے

بڑے فوٹی نہ مارو، بڑے دی مائی فوٹی مارو

بھانڈے مال بھانڈا ٹھہک اسی پنڈیا اے

بیڑا جانے آپ فوٹی  
اوہے جانیئے باپ فوٹی

بیڑے پنڈ نہیں جانا  
اودھاناہ کیہ بچپنا

کجی توج دی گڑکے بھی اے؟

ہنچتے ہستے  
چھانز کیسے ہستے

اپنی گان میں واؤ و  
سو کوہتے وی جا پوی وا اسے

ٹھکے جٹ کٹھرا بہن  
پانی پانی آپھریا

اٹھان اسے اٹھن فوں  
گھسنے وجے تھن فوں

اٹھے دے پیر پٹیاں بیڑا آگیا سی  
اوہنے بھیانیں خمار سی ہو گیا آں

چوہے فوں نہتی سٹھہ دی گتھ سی  
اوہنے آکھیا میں پساری ہو گیاں

جئے جام  
اوناں تہام

ہستہ پٹانے کو نسرے  
ہستے ہو رہی آئے

موٹی دیکھو نالی  
تے دبو بھورے دھج

ٹوٹ نکلا لانا مٹی کیڑا  
تے مچان دال رن  
جیڑا اینہاں تے استہار کرے

دانے ٹری جو گے نہ  
تے ٹھکھو ٹوں ہستہ

جھوندا چھو داں  
تے عاشق ٹوں برٹوں

جھن بجلی  
آدنی جھن

جھن چھوٹی  
آدنی کھوٹی

بٹیریاں کیبہ لڑاں ہیں  
استادان و سہتھ لڑوے نیں

گودھا کیبہ اڈا وے  
بسر آ وے پا وے

جتنے لال تے دندڑ کوے  
جتنے دندڑ او نے تھوڑے

سندھیاں دیاں پوشوں مروڑیاں فیر نہیں تھوڑے

مورجی ٹھونگیاں بھکھ نہیں لہندی

پوہ پالا نہ ناگھ پاڈا  
پالا دوا دایتیں

پڑ مہنتی سنیا نہبہ، واپہنڈھی کھیتی  
کدی نہ ہو دی بیتیوں تیتی

پرائی گاں مہیں دا جونا وڈا نظری آؤنڈھا اسے

کمر پائیاں  
اُڑ جائیاں

ہم اے ہتھ کھین بول جا پڑی اے۔

آئندہ صفحات دوسرے ورے کی تاریخوں  
پر مبنی ہیں جس کی ابتداء فریج جنگ سے ہوتی ہے۔

# فتح جنگ

فتح جنگ ایک نہا نا گاؤں ہے جو کہ آہستہ آہستہ شہر کی خصوصیات اپنا رہا ہے۔ یہاں کے لوگوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ فتح جنگ ان کے کسی بڑے ہنگ کا نام تھا اور اپنے نام کی نسبت سے انہوں نے بہت سی جگہیں بھی بہتی تھیں۔ فتح جنگ راوی پنڈی سے تقریباً ۹۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور اسی ضلع میں آتا ہے۔ پنڈی سے یہاں تک سڑک پکڑی اور اچھی حالت میں ہے۔ فتح جنگ کی خصوصیات یہاں کرنے کے لئے یہاں کے ارد گرد کے لوگ یہ کہاوت استعمال کرتے ہیں جھکڑ کھڑڈ چھوڑی اس علاقے میں آؤں بہت آتی ہے اور جھکڑ چھوڑی ہیں۔ کھڑڈ قوم زیادہ تعداد میں ہے اور پھر بھی بہتات سے ہیں۔ یہ تین چیزیں یہاں کی پہچان ہیں اور آبادی ۲۰ اور ۳۰ ہزار کے درمیان

## قویں

یہاں زیادہ تر کھڑڈ، ترکھان، بیلان اور جولاہے آباد ہیں اور ابھی تک اپنے آبائی پیشوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اب آہستہ آہستہ ان کے بچے ملازمتوں کی طرف توجہ دینے لگے ہیں۔

یہاں دس محلے ہیں جن میں اہم محلوں کے نام یہ ہیں۔  
محلہ لوہاراں، محلہ تھیدیاں، محلہ زمینداراں



## ارد گرد کے گاؤں

صنقال - بھالی سیدان - اجمالا - آجا پارا - ماچیا - ڈھوڑی۔  
کراں - خرنال گریاں - باطر - اکھوڑی

## سہیں

یہاں بچے کے پیدا ہونے پر دوا دے پر دھریک یا شریہند کے تھن کا گھیا بانہ دیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے کو بلا زپڑے جسے یہاں کے لوگ "آلا" کہتے ہیں اور تھن کے گچے کوڑکھ کہا جاتا ہے۔

میرے خیال میں تھن کے اس گچے کا مقصد "آلا" یعنی "آلا" سے حفاظت ہی نہیں بلکہ اس کے اندر ایک گہرا سماجی اور معاشرتی مفہوم پنہاں ہے۔ کیونکہ تھن کا گھیا دیکھ کر سب کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے اور اس سے اس گھر کے ساتھ ب کا رویہ منفرد ہو جاتا ہے۔ اس روایت میں کچھ احترام کچھ خوشی اور کچھ نیکی کا احساس ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی تھن کا یہ گچہ ایک امتداد نامہ بھی ہے کہ اس گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے۔ احترام کے رویے میں ایک طرح کا یہ احساس بھی شامل ہے کہ اندام کی ضرورت ہے! اسی لئے جب میں چند فوجیوں کے ساتھ دھریک کے تھن کے گچے دے دوا دے کے سامنے کھڑا ہوں تو فوجیوں فوجیوں سے گچے کو دیکھتے ہوئے مجھے اس دوا دے سے دورے آئے۔ اس گچے کے پتے ابھی سبز تھے اور میرے خیال میں لوگ گچے کے تھن کا رنگ دیکھ کر یہ اندازہ کر لیتے ہیں کہ بچے کو پیدائش کے دن برستے ہیں۔ یہ گچا وقت کے ساتھ ساتھ خشک ہو کر جھڑ جاتا ہے۔

بچے کی پیدائش کے علاوہ یہاں شادی بیاہ کی رسمیں بھی روایتی اور دلچسپ ہیں لڑکی کو یہاں شادی سے آٹھ دن پہلے مانیاں بٹھایا جاتا ہے۔

## لوک ناچ، لوک گیت

یہاں مرد خوشی کے موقعوں پر سستی اور خشک ناچتے ہیں۔ ایک گروپ ایسا بھی ہے جو سر پر گھڑے رکھ کر ناچتا ہے ہراثی عام طور پر شادی بیاہوں پر گیت گاتے ہیں نوجوان لڑکے باہیے گاتے ہیں۔ اشرف نے مجھے ایک ماہیاستنا یا۔

پھل روان نال اسے

قد پیا گلداسے یاری بے پروا نال اسے

یہ ماہیا پنجاب کے دوسرے حصوں میں بھی مقبول ہے مگر پہلا حصہ علاقے کے مزاج کے مطابقت میں بدلتا رہتا ہے۔ تروان کا ذکر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں کی فصلوں میں تروان اہم ہے۔

## روحانی بزرگ / مزار

یہاں بابا سائیں حاضر کا مزار ہے جہاں آٹھ بھادوں (اگست، ستمبر) کو میلہ لگتا ہے نیلے میں دکاؤں کے علاوہ کھیلوں کے مقابلے بھی ہوتے ہیں جن میں کبڈی اہم ہے لوگ کمی اور خشک بھی ناچتے ہیں لیکن یہ روایت آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔

میرا تحقیق کے مطابق فتح جنگ اور ارد گرد کے دیہاتوں کی ۲۵، ۳۰ ہزار تک کی آبادی میں سے ۱۰ فیصد آبادی بابا سائیں حاضر میں بھرپور اعتقاد رکھتی ہے اسی لئے میرا خیال ہے کہ بابا سائیں حاضر یہاں کے اہم روحانی بزرگ ہیں عقیدت کا عالم یہ ہے کہ لوگوں نے کئی اور روحانی بزرگوں کی کرامات بھی آپ کے نام سے مشہور کر رکھی ہیں مثلاً یہاں کے لوگوں نے مجھے خواجہ نور محمد

چشتیاں کی ایک کرامت معمولی رو بہ دل کے ساتھ بابا سائیں حاضر سے منسوب کیے مٹائی جو کہ یوں ہے۔

ایک ہندو کا بیٹا گم ہو گیا۔ کئی مہینوں کے بعد بھی اس کا بیٹا نہ ملا تو وہ مجبور ہو کر بابا سائیں حاضر کی خدمت میں پیش ہوا اور مدد کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا، جاؤ تمہیں تمہارا بیٹا مل جائے گا۔ ہندو پرستور بیٹھا رہا۔ آپ نے غصہ سے کہا جاؤ وہ آ رہا ہے۔ کہتے ہیں ہند۔ باہر نکلا تو ایک بلی اُس کے قریب سے گزر گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے ہندو کا بیٹا بھاگا چلا آیا۔ اٹھا اور اس کے ہاتھ لے لے کر اُسے سے تھڑے ہوتے تھے باپ نے اسے گھسے سے نکالیا بیٹے نے بتایا کہ وہ تودتی کے ایک ہوٹل پر ملازم تھا ابھی آٹا گوندہ روٹا تھا کہ یہ بلی آگئی، وہ بلی کو شش پکارتے تھے اس کے پیچھے بھاگا اور اپنے آپ کو یہاں پایا۔

یہی کرامت خواجہ نور محمد چشتیاں سے یوں منسوب ہے۔

ایک عورت ٹوکا کا بیٹا گم ہو گیا اُس نے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی۔ آپ نے کہا بلی کو دو دو دھڑلاؤ۔ بلی دو دو دھڑاتی رہی تھی کہ آپ نے فرمایا، بتاتے جیسا کھائیے اور ہاکم و سی کر بیٹے۔ بلی یہ سن کر دیوار پھلانگ گئی اور تھوڑی ہی دیر میں دیوار پھلانگ کر اندر آئی تو لڑکا بھی اندر کوٹھا۔ اُس کے ہاتھ میں روٹیاں لگنے والی سیخ تھیں۔ ماں نے گھسے لگا لیا۔ پوچھنے پر معلوم کہ وہ تودتی کے ہوٹل میں روٹیاں لگاتا تھا کہ بلی روٹی اٹھا کر بھاگی اس نے اس کا تعاقب کیا اور یہاں آنکلا۔

کہتے ہیں اس ہندو نے بیٹے کے مل جانے کے بعد بابا سائیں حاضر کی زندگی میں ہی میل لگوایا جو آج تک گنت ہے اور آٹھ دن تک جاری رہتا ہے۔ قرآن پڑھتا ہے۔ دکانیں لگتی ہیں۔ سب کس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ بلیوں کی دوا کرتا ہے۔ اس نے کہ یہاں کے بلی یعنی دھننی کے بلی پوسے پنجاپ میں اپنے خوب صورتی اور محنت کے لئے مشہور ہیں یہی نے یہ اس لئے کہا کہ دھننی کا اثر یہاں بہت زیادہ ہے جس میں زبان پیش پیش ہے۔ بابا صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ جہاں یاد کرو

آجاتے ہیں۔ بکروں کے چرم ادا دے دیئے جاتے ہیں۔ منت مان کر تین سو مزار تک  
ماضی ضروری ہے۔

## بابا ولی احمد

یہاں ایک اور بزرگ بابا ولی احمد کا مزار بھی ہے جن کا عرس ہر سال اپریل میں ہوتا ہے  
آپ کے تعلق مشہور ہے کہ آپ نگے رہتے تھے۔

## بابا پیر احمد شاہ

بابا پیر احمد شاہ کا عرس ہر سال نومبر میں ہوتا ہے۔

## سائیں نور خان

فتح جنگ سے سات میل کے مائے پر موضع بلا ہے جہاں سائیں نور خان کا مزار ہے کہا  
جاتا ہے کہ آپ نے پاتو سے اپنی کھائی آثار کروندوں کو ڈالی دی تھی یہاں مسام طود پر  
قیدیوں کی رسانی کسے سے منشیق مانی جاتی ہیں۔

## تاریخی مقامات

تاریخی مقامات میں ایک ٹاٹا ہے جسے لپ نیلا می میں سیاہی کے کس امیر آدمی نے خرید لیا ہے

## لوک فنون

یہاں پر بلاکس بنتے ہیں بلاکس بنانے والوں کو چھاپے گر کہتے ہیں۔ اب مروت ایک ناغواں  
ایسا رہ گیا ہے جو چھاپے گھوڑا بنا تا ہے جنہیں کپڑوں پر چھاپا جاتا ہے جسے عام زبان میں

ٹھیکنا کہتے ہیں۔ اس خاندان کا ایک بزرگ، اسٹرکٹنس میں ہے جس کی عمر اس وقت ۷۰، ۸۰ کے قریب ہوگی۔ اس کے پاس بہت سے پرانے ہلاک بھی موجود ہیں۔

## گتے اور ٹیرے

یہاں کے لوگ گتے اور ٹیرے پاتے ہیں اور انہیں لڑاتے ہیں۔

## ڈھوک پٹھانا

تہ لنگ روڈ پر یعنی پنڈی گھیب سے تہ لنگ جاتے ہوئے راستے میں سولہ کاپلی ہے۔ اس پل کے ایک طرف ڈھوک پٹھانا ہے۔ یہ ایک خوب صورت مقام ہے۔ ڈھوک پٹھانا کے لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں اور کچھ پنڈی تک بھی جاتے ہیں۔ یہاں ایک ڈیڑے سے دو بج بھی ہے جو کہ رہنے کے لئے بہت اچھی جگہ ہے۔

## گلرکبار

چکمال سے خوشاب کی طرف جانے پر سڑک پر سترہ میل کے فاصلہ پر گرکبار ہے۔ یہ ایک پرانی جگہ ہے۔ شہنشاہ بابرنے ترک بابری میں گرکبار کے بارے میں لکھا ہے۔  
 یہاں سے چلے اور طبر کے وقت کلاہ کنار میں اترے۔ یہاں چاروں طرف خویہ کے کھیت کے کھیت تھے۔ یہ مقام قابل دید ہے۔ سب سے دس کوس کے فاصلہ پر پہاڑ میں ایک ہوا در قطعہ ہے۔ اسی میدان میں ایک صاف بڑا تالاب ہے۔ اور گرد کے پہاڑوں اور بارشوں کا پانی یہاں جمع ہوتا ہے۔ اس تالاب کا گھیر تقریباً تین کوس ہوگا۔ مغرب کے شمال میں ایک ندی ہے۔ اس کے مغرب میں دامنه کوہ ہے اس میں ایک چشمہ ہے اس چشمہ کا پانی ان ہندوؤں پر جو تالاب کے اوپر ہیں پڑا رہتا ہے۔ ہر گز جگہ عمدہ تھی اس لئے میں نے یہاں بارخ تیار کر لیا اس کا نام بارخ صفا رکھا۔ یہ بارخ صاف اور ہوا دار مقام پر بنا جس کا مفصل حال آگے بیان ہوگا۔ کلاہ کنار سے ہم صبح ہی روانہ ہوئے۔ آوارہ گاہی تھک۔  
 راجہ الاقل کی گیا راجہوں تا ریخ۔ سب سے کابل کی طرف مراجعت کی۔ کلاہ کنار میں آکر ٹھہرے اس دن بھی شدت سے عینہ برسا۔ سب دو دوسرے دن چاشت کے وقت روانہ ہوئے۔

دریائے سوات

گلرکبار

شہنشاہ بابر

۲۱ فروری ۱۵۱۹ء

سب سے کی طرف

لاریج الاول ۹۲۵ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۵۱۹ء

شہنشاہ بابر نے جو باغ ڈیرائی کیا تھا آج بھی باغ صفا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔  
وہ جھیل بھی موجود ہے جس کا ذکر بابر نے کیا ہے۔ البتہ اس باغ میں اور اس کے قریب اونچی جگہ  
پر ضلع کونسل لاج اور ایک پولیس ریٹ ہاؤس ہے۔

## روحانی بزرگ / مزار

یہاں باغ صفا کے ایک طرف چھوٹی سی پہاڑی پر حضرت ابوہریرہ کا مزار ہے جس  
پہاڑی پر آپ کا مزار ہے کبھی اسے جنتوں والی پہاڑی کہا جاتا تھا حضرت ابوہریرہ کو اس نے  
سلطان ابوہریرہ کہا جاتا ہے کہ ان کی شکل حضرت سلطان ابوہریرہ سے بہت ملتی تھی۔ آپ کا  
عرس بھی منعقد ہوتا ہے۔

## روایت

روایت مشہور ہے کہ آپ کے مزار کا کوئی نشان نہ تھا یہاں سے اونٹ گزرتے تھے ایک  
مرتبہ ایک اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ ساربان کو خواب میں آپ نے کہا اٹھو اور چلو صبح وہ اٹھا  
تو اس کا اونٹ بھی چل پڑا۔

## مور

آپ کے مزار پر بہت سے مور ہیں جو کہ باغ صفا میں بھی گھومتے رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے  
کہ ان مودوں کو کوئی نہیں بے جا سکتا۔ کیونکہ ایسا کرنے والا اندھا ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگوں نے  
مورے جانے کی کوشش بھی کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ یہاں کے لوگوں کو کچھ معلوم نہیں کہ یہ مور

یہاں کیسے آئے۔

میرا خیال ہے کہ جب باہر نے یہ بارغ (بارغ صفا) تیار کیا یا اس کی تجویز نکال کر کہ ہوگی تو مور بھی اسی کے کہنے پر یہاں چھوڑے گئے ہوں گے جن کی نسل آج تک بھل آ رہی ہے۔

## کلہبار کی عام روایات

۱۔ یہاں ایک چھوڑا تالاب ہے جسے مقامی زبان میں ڈون کہتے ہیں۔ ہر سال یہ ڈون ایک بندہ لیتا ہے یعنی مراد یہ ہے کہ ہر سال اسی میں ایک آدمی ضرور ڈوبتا ہے۔

۲۔ یہاں کے قبرستانوں میں آٹو بہت ہیں۔ یہاں کے لوگ کہتے ہیں جب ہم آٹو بولتے ہیں تو کوئی آدمی ضرور مرنے لگتا ہے۔

## پیشے

کوئی خاص لوگ آرٹ نہیں۔ مرد زیادہ تر فوج میں ملازم ہیں۔ عورتیں جھانکشی اور مچھلی ہیں۔ پانی کی کمی ہے بہت دور دور سے لانا پڑتا ہے۔ کھیت باڑی ہوتی ہے۔ اہم فصلیں گندم، باجرا، مکئی اور مونگ پھلی ہیں۔

## عورتیں

چونکہ مرد فوج میں ہیں اس لئے عورتیں زندگی کے کاموں میں غلبہ پاتی ہیں۔ عورتیں رکھتی ہیں۔ عورتوں پر جھگڑے بھی ہوتے ہیں عام طور پر جھگڑے زمین اور عورت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔



## چیف آف بھاٹ

یہاں کے لوگ درشت ہیں گزرتی سناتے واسے سکویٹر بہت مشہور ہیں۔ کیونکہ اس علاقے کا تعلق باہم کے ساتھ رہنا اس کے ساتھ آنے والوں نے معمولی قیام کے ذمہ دار ہیں اس علاقے کو بہت متاثر کیا۔ یہاں قریب ہی موضع جالی میں ایک چیف آف بھاٹ فیملی آباد ہے چیف آف بھاٹ دراصل بھاٹ فیملی ہے مراثی اور بھٹ دو الگ الگ لوگ ہیں مراثیوں کا تعلق زیادہ تر گائے بھلنے سے رہا ہے جبکہ بھاٹ، تاریخ کو زبانی یاد رکھنے کے لئے شہرت رکھتے تھے اور ہیں۔ دراصل پانے وقتوں میں تاریخ لکھنے کا عہدہ نہ تھا۔ اس لئے بھاٹ درباروں سے خسلک بھتے تھے جن کا کام خاندانی اور بادشاہی تائید کو یاد رکھنا اور سننا ہوتا تھا پھر آہستہ آہستہ گائے بھلنے کے بڑے زمینداروں اور اپنی قوم کے سینئر لوگوں نے بھی بھاٹوں کی سرپرستی کی کہ وہ ان کے خاندان کا شجرہ نسب یاد رکھیں لہذا اصطلاح یہ بتاتا ہے کہ جب کبھی کسی بڑے آدمی کے گھر کسی دوسری قوم کا بڑا شخص یہاں ہوتا تو ایک خاص محفل جمے اور بھاٹ اس میں میزبان کے خاندان کی تاریخ ایک مخصوص انداز میں بیان کرتا۔ چتر پاب ہے کہ یہ رسم شاہی بایاؤں کے موقعوں پر بھی دہرائی جاتی تھی۔ اس سے کسی زمانے میں بھاٹ ایک اہم قوم تھی۔ ایک قوم کے لوگ دوسری قوم میں اولیٰ تولد کی کاسبیہ نہیں کرتے تھے لیکن اگر کبھی اختلاف پایا جاتا تو بھاٹوں کی عدولی جاتی تھی۔ لیکن جوں جوں تاریخ کو کھنسنے کا رواج عام ہوا یہ INSTITUTION آہستہ آہستہ ختم ہو گیا۔ اور پھر بھاٹ بھی یادداشت کے لئے خاندانی تاریخ کو نگاہ کر محفوظ کرنے لگے۔

## مزاحیہ کردار

کوہاڑ کے لوگ درشت ہیں مزاح کو بہت دخل ہے۔ یہاں کے ماہیوں میں محبت اور

چاہت کے ساتھ ساتھ طنز اور مزاح بھی ہے۔ بھات چوکہ مزاج اور طنز کے بھی اہم حصے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں یہاں کے لوگ اور میں مزاج اور طنز کا اثر بہت زیادہ سہیروڈی کے فنی سے یہ لوگ آگاہ تو نہیں مگر عام طور پر واقعات اور گیتوں کی سپروڈی کر کے سنتے ہیں۔ خاص طور پر سیاسی واقعات یہاں اکثر سپروڈی میں ٹھہل جاتے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ لوگ رٹے کی مدد سے لوگوں کے سماجی اور سیاسی خیالات کا اندازہ ہوتا ہے تو کمر کہا اور اس کے ارد گرد کے دیہاتوں کے لوگ ورثے کے مطالعہ سے میری یہ بات واضح ہو جائے گی۔ عاکم وقت زمیندار اور بڑے لوگوں کے بارے میں یہاں کے ماہیے اور گیت یہاں کے لوگوں کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہیں۔

## ارد گرد کے گاؤں

۱۔ جہانمراشریف ، ۲۔ دھمکنا ، ۳۔ بھال منارا



عسکری مفتی نصر اللہ ملک، خالد جاوید اور چیف آف بحاٹ فیملی



چیف آف بحاٹ

## جھامرا شریف

### لوک آرٹ

یہاں کے جوتے بہت مشہور ہیں تقریباً ۱۲، ۱۳ گھراب بھی جوتوں کا کام کرتے ہیں یہاں کے جوتے سرگودھا پہنچا دیئے جاتے ہیں اور پھر دور دورے کے دکاندار خرید کر لے جاتے ہیں۔ سنے کا کام خاص طور پر مشہور ہے کہا جاتا ہے بلکہ میں نے خود بھی محسوس کیا ہے کہ سنے کا کام جس نفاست، باریکی اور خوبصورتی سے یہاں ہوتا ہے اور کہیں نہیں ہوتا۔ یہاں کے کھٹے انگلی پچانے جاتے ہیں، ان کی بناوٹ منفرد ہے، دو چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ ۱۔ گھٹا اور کھیرٹی۔ سیسکی جیسا کہ اس دورے کے دوران میں احساس ہوا، لوک آرٹ کی سبب AUTHENTIC چیزیں آرڈر پر بنتی ہیں۔ یہاں بھی خاص کھٹے اور کھیرٹیاں آرڈر پر تیار ہوتی ہیں یہاں کے دکاندار بڑے لوگ سیسپ رکھتے ہیں اور گندم یا کس اور فصل کے ساتھ کچھ نقد پیسے دے کر جوتے بنواتے ہیں بلکہ مہربڑے گھر کا اپنا ایک مخصوص ٹوپی ہے جو سال کے سال گزرم لیتا ہے اور جوتے بنا کر دیتا ہے لیکن اب یہ ختم ہوتا جا رہا ہے اور یہی بہت زیادہ COMMERCIALIZE ہو چکا ہے جس کی وجہ سے معیار اور نفاست پر بہت فرق پڑا ہے۔ گچڑ اور تکرہ جیٹکا ہوتا جا رہا ہے اس لئے بھی جوتے بنانے والے خاندان اپنی نئی نسل کو ملازمتوں کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ ملازمی ہوئی (جھامرا منٹج جہلم دایا چکوال) کے گھریانے کا اتفاق ہوا تو وہ خارج میٹھا ٹیرا چارنا تھا۔ جتہ چاکر اس نے اپنے ایک بیٹے کو شہر میں ملازم کر دیا ہے اور اب جوتوں کا کام بہت کم کرتا ہے وہ اس لئے کہ اب بچت نہیں ہوتی۔

جوتے بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اوزار استعمال ہوتے ہیں:

۱۔ آکر جوتے کو سیپنے کے لئے وہ قسم کی آکریں استعمال ہوتی ہیں

چھوٹی اور بڑی



آکر



مزار ویدن سرکار کے دروازے پر عکس منستی

۲۔ ٹہنی ۔ اس سے چسٹا کاٹا جاتا ہے



اور چوتے کی  
FINSHING  
کی جاتی ہے۔ سوپے کی بنی ہوئی ہے۔ اسے دبانگ بھی  
کہا جاتا ہے۔



۳۔ دیکھنا ۔ یہ لکڑی کی ایک سپون ہے جسے گھٹنوں کے درمیان  
پکڑ کر اوپر جوتا رکھ کر سبیا جاتا ہے۔



پھرادی

۴۔ پھرادی ۔ یہ بھی لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے  
جس پر چوتے کے نام پر چڑے  
یا چڑے کے پٹے ٹکڑے  
کو کاٹا جاتا ہے۔

۵۔ ہل ۔ یہ پتھر کی عام ہل ہوتی ہے جس پر چڑے کو کوٹا جاتا ہے۔



ننگی

۶۔ ننگی ۔ یہ چسٹا کوٹنے  
کے لئے استعمال  
ہوتی ہے اور لکڑی  
کی تہی ہوتی ہے



تقبوت

۷۔ تقبوت ۔ یہ لکڑی کا ٹھوس پیر کی شکل  
کا بنا ہوتا ہے اور ہر سانک  
میں ہوتا ہے۔



سوتی

۸۔ سبتقا ۔ یہ ایک بڑی سوتی ہوتی  
ہے جس سے جوتے کی شکل  
حصہ سبیا جاتا ہے

ان کے علاوہ چراں، بشکیر اور جھوڑی بھی استعمال ہوتی ہے۔

## تجاویز

جہاں میں جوتوں کے نئی تحقیق (RESEARCH) کرتے کیلئے ایک RESEARCHER کو بھیجئے کی سخت ضرورت ہے۔

## روحانی بزرگ / مزار

جہاں میں نہاں شاہ موتیوں والی سرکار کا مزار ہے جی کا عرس نویں مہینے میں ہوتا ہے۔ آپ کی قبر کے دونوں طرف دو دو قبریں ہیں اور وہ میان میں پانچویں آپ کی ہے۔ ٹخنے میں آیا ہے کہ اب بھی آپ کے خاندان کے لوگ جہاں میں موجود ہیں اور جب بھی ان کے خاندان کا فرد وفات پاتا ہے جب اسے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے دوسرے دن قبر غائب ہوتی ہے اور وہ انہی پانچ قبروں میں سے کسی ایک میں آجاتے ہیں۔ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ قبریں پانچ ہی میں لگی لیکن ان کے خاندان کا ہر فرد ان میں سما جائے گا۔ مزار کے عقب میں منگلوں کے ڈیم سے اور منگروں کا بھی ہے۔

## عورتیں

یہاں کی عورتیں مفتی اور جفاکش ہیں۔ پانی کی کمی ہے۔ خود قدر سے پانی لاتے ہیں۔ سچے دوستوں میں یہاں کی عورتیں مگر "راہک بھلک بھلک" بھی اپنے پاس رکھتی تھیں جس کا مقصد اپنی حفاظت تھا۔ لوگ گیت گاتی ہیں لیکن صرف عورتوں کی نعل میں۔ مراٹھیس شادی یہاں پر ہو کر نہیں کیسکتی ہیں۔ اور شادی بیاہ کے گیت گاتی ہیں۔ یہاں کی عورتیں دھوتی دھنیر اور کرتا پہنتی ہیں۔ ان کی بہت کم بیاہ دی بیاہ کے وقتوں پر پہن جاتے ہیں عورتیں بھی لوگوں کی طرح عام پرگس پہنتی ہیں۔

کر کہا سے سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ بھی ضلع جہلم میں آتا ہے۔ یہاں پکڑ لو کہ کانیں وہ یافت ہوئی ہیں جس سے گاؤں کی اقتصادی حالت بہتر ہو گئی ہے۔

## قومیں

یہاں زیادہ تر اعمان اور بھٹی آباد ہیں۔

## لوک فنون

خدا چٹائی اور چنگیر کے کام کے لئے بہت مشہور ہے لیکن اصل شہرت چٹائیوں کو حاصل ہے یہاں جائے نماز اور عام چٹائیاں دلچسپی کی اہمیت عمدہ بنی جاتی ہیں۔ یہاں تقریباً ۱۰۰ گھر ہیں جن میں سے ساڑھے چار سو گھر چٹائیوں کی بنائی کا کام کرتے ہیں۔ سندھ کو چھڑو گھر یہاں کی چٹائیاں سارے پاکستان میں بھیجی جاتی ہیں جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہ احوال کہلاتے ہیں جب ان سے پوچھا گیا کہ جب یہاں اسوگرہ گھر کا درخت میں پٹھا بھی نہیں جوتا تو اس کام کے یہاں شروع ہونے کی وجہ کیا تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ احوال لاندان کا ایک فرد پانے وقتوں میں کسی مسند میں بنوں گیا تھا وہاں سے اس نے شادی کی اس کی بیوی بنائی گایہ کام کرنے میں ماہر تھی جب وہ اپنی بیوی کو لے کر یہاں آیا تو اس نے یہ کام شروع کیا اور بہت سے لوگوں کو سکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک صرف عورتیں ہی بنائی کا یہ کام کرتی ہیں۔ اس کام کے لئے پٹھا بنوں کے علاقے سے خرید کر لیا جاتا ہے چٹائیوں میں بہت اچھے اور رنگداریل بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ یہاں "پھوڑ" سمیت بھی بہت اچھے بنتے ہیں لیکن اب یہ کام اتنا زیادہ (commercialized) ہو چکا ہے کہ کچھ بڑے لوگوں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ وہ مال موٹے پر بھی خرید کر دوسرے شہروں میں لے جا



کہ نہج دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ثنائی میں نفاست اور خوب صورتی کم ہوتی جا رہی ہے۔

بزرگان وین

یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر بابا شاہ سناڑ موڑنے کا مزار ہے۔ وہ خواگے دروہ کا دم کیا کرتے تھے۔ ہارگی و ۲ تاریخ چتر وارج) کو مید لگتا ہے۔ گویا یہاں ہے۔ مید میں کھیلوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ تواری کی جاتی ہے۔

ارد گرد کے گاؤں

پہل - یہاں سے چند میل موٹے پہل ہے جہاں پتھر کی دو دریاں (ننگریاں) بنتی ہیں جن کے نیچے سفید پتھر استعمال ہوتا ہے جو کہ قریب یہاں لوہے میں دستیاب ہے۔

پدھرٹاؤں، پدھرٹاؤں میں بھی پتھر لاکام ہوتا ہے۔ بلکہ تحقیق کے مطابق زیادہ اور تیز کام پھیلنے کی بجائے پدھرٹاؤں میں ہی ہوتا ہے۔

## خوشاب (ضلع سرگودھا)

مگر کہاں سے خوشاب ۵۹ میں ہے، دوسری میل کا ٹکڑا کچا اور ۱۸۴۶ ر ہے۔  
کہا جاتا ہے کہ شیر شاہ سوری جب یہاں سے گزرا تو پانی کے ڈانکتے اور مٹھاس کو بد نظار  
رکھتے ہوئے اس ٹاؤن کا نام خوش آب رکھا۔

یہاں دگ سٹ دی بیاہ کے موقوفوں پر دھرمس ناچتے ہیں، کوئی بھی خوشی کا موقع ہو  
گو چراغ، سیاہ کلوٹ، گجرات اور گردونواح کے علاقوں میں لوگ بے خوف و ڈر سینگڑا ناچتے  
شرع کو دیتے ہیں، مگر خوشاب جھنگ اور ارد گرد کے علاقوں میں دھرمس ناچا جاتا ہے، لیکن  
سینگڑا ناچنے والے بھی موجود ہیں، سینگڑے اور دھرمس میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سینگڑے میں  
ہاتھوں کی (MOVEMENT) اوپر ہی رہتی ہے جب کہ دھرمس میں ہاتھوں  
کی MOVEMENT اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کی طرف ہوتی ہے۔  
خوشاب اور سرگودھا کے علاقے میں دھرمس کو جھمر بھی کہا جاتا ہے، لیکن میرے خیال میں  
دھرمس اور جھمر میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ دھرمس میں جھمر کی طرح دائرے کی پابندی سختی  
سے نہیں کی جاتی اور جھمر کی نسبت دھرمس میں ڈھول کی DEATS کے پردے  
CIRCLE کے دوامی میں ہاتھوں کے اوپر اٹھنے اور نیچے آنے کے عمل سے زیادہ بچتے ہیں  
یہ تو وہ فرق ہے جو میں نے یہ ناچ دیکھ کر محسوس کیا، لیکن چونکہ جھمر اور دھرمس کا دم  
تقریباً ایک جیسا ہے اس لئے یہ دونوں ناچ ایک ہی سمجھے جاتے ہیں، انہیں ناچنے والے  
بھی ایک ہی کہتے ہیں، لیکن انہیں ناچنے والے دیکھ کر ان باتوں کا بھرپور احساس ہوتا ہے  
جو میں نے انہیں بیان کی ہیں۔

پاکستان کے تقریباً سبھی رقص ایسے ہیں جن میں گیت، مابے یا ڈھولے ضرور گائے  
جہتے ہیں، سینگڑے میں بھی ڈھولے اور مابے ضرور گائے جاتے تھے، لیکن اب یہ روایت ختم



خوشاب کے لوگ میٹروں لگاتے ہوئے



ایک عورت اپنے جاتے ہوئے

ہوتی جا رہی ہے۔ اب بھنگڑے کے ساتھ گیت یا ماہیے کی آواز شادی منانی دیتی ہے اس کی وجہ یہ کہ وہ علاقے جن کا تعلق خاص طور پر بھنگڑے سے ہے شہری دیویوں کی فرد میں ہیں اس لئے بھنگڑے کے ساتھ گانے کی روایت کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ جاننے کے لئے کہ کن علاقوں کا تعلق بھنگڑے سے ہے ذرا اس بولی کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

پار جھناؤں پیاد سدا اسی بیلا  
دب کے ڈھ ماراوشیخا

دنیا جھٹ وامید

چناب اور بیلا یہ دو چیزیں بھنگڑے کے مزاج کو مرتب کرتی ہیں۔ اسی لئے میں نے گجرات، وزیر آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور لاہور تک کے علاقے کو خاص طور پر بھنگڑے کا علاقہ کہا ہے۔

لیکن وہ علاقے جن کا تعلق جھڑیا دھڑیس سے ہے ان میں شہری تبدیلیوں نے اتنی تیزی سے اثر نہیں کیا اس لئے وہاں دھڑیں اور جھڑیا چتے ہوئے اب بھی گیت منورہ گائے جاتے ہیں۔ — ڈاکٹر عبدالسلام نعمت اللہ نے اپنی کتاب پاکستان کے لوگ ناچ میں لکھا ہے:-

”بھنگڑے کی ایک شکل اور بھی ہے اسے سرگودھے میں بھیڑی کہا جاتا ہے۔ اس ناچ کو مصلیٰ رو کے دھاتے ہیں۔“

یہ تحقیق کے مطابق بھیڑی بھنگڑے کے ناچ کی کوئی بھی شکل نہیں بلکہ یہ ایسے اور ڈھ سے اخذ کیا گیا ایسا گیت ہے جسے شادی بیاہوں پر گایا جاتا ہے اور مصلیٰ رو کے ڈھ نہیں ان علاقوں میں ناچے کہا جاتا، بھنگڑے اور دھڑیس کے کچھ الگ الگ کر ایک ناچ ناچتے ہیں اس میں بھیڑیاں گائے ہیں۔ — ملک میں نے دو تین ناچوں کو آرام سے میٹر کر بھیڑیاں گاتے بھی سنا ہے

چنیوٹ اور جھنگ کے علاقوں میں بھی دھسریس کو بھجھڑتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں  
 پینیوٹ کا دھسریس واقعی بھجھڑے یعنی اس میں مکمل دائرہ بنتا ہے اور بھجھڑ کی طرح ڈھولے  
 اور گیت بھی گائے جاتے ہیں۔

خوشاب میں حیاتو اچھی دھسریس کا ماہر تصور کیا جاتا ہے جس کا پتہ یہ ہے،  
 حیاتو اچھی

معرفت پنجاب بینڈ، اڈہ لاریاں  
 تفصیل خوشاب، ضلع سرگودھا۔

اسٹریٹجی پنجاب بینڈ کا مالک ہے اور اسی کی معرفت میٹریاں لگانے والوں کو بھی  
 بلایا جاسکتا ہے۔

## گھوڑے کا ناچ

خوشاب میں گھٹے کا گھوٹا بنا کر ان میں ایک آدمی کوڑا ہو کر ناچتا ہے۔ گھٹے کے  
 گھوٹے بنانا اور نچانا بھی یہاں کی اہم اور پرانی روایت ہے۔ ان پر دلیری کی عزت  
 ہے۔ یہاں گھٹے کے گھوٹے بنانے والوں کے بھی ایک دو گھڑیں جو کہ اس میں کمال رکھتے ہیں  
 اسٹریٹجی اس سلسلہ میں بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

نوٹ

یہاں ڈراما یعنی شہنائی بجانے والے بھی موجود تھے۔

## بزرگائیں دیں

خوشاب میں حضرت سید احمد شاہ (المعروف دربار پادشاہان) کا مزار ہے۔ ہر سال  
 عید کے چاند کی گیارہویں تاریخ کو عرس ہوتا ہے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ مشکیں

بعد جبرکہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپ کو پانی سے بہت محبت تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جو بھی پانی بھرے گا۔ اس کی دُعا جلد منظور ہوگی اسی لئے لوگ آپ کے مزار پر نلکے سے پانی بھر کر ششکی میں ڈالتے ہیں جس سے لوگ دُخو کرتے اور نہاتے ہیں۔ آپ کے مزار کے ساتھ ایک مسجد بھی ہے۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ حضرت بابو آپ کے ہندوگوں کے مرنے تھے اور انہوں نے مزار کے قریب ہی ایک جگہ چلہ بھی لاٹا۔ یہاں کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت بابو کا حکم ہے کہ حضرت سید احمد شاہ کے پاس حاضر ہوں دے کہ آپ میں ساتھ ہی ایک احاطے میں حضرت سید احمد شاہ کے عالی کا مزار ہے جہاں لوگ جانوروں کے گھنے میں ڈالنے والی گھنٹیاں چڑھاتے ہیں۔ ننھنے میں آیا ہے کہ یہ والی آپ کے مزار کی حفاظت کیا کرتے تھے اور بھول چڑھاتے تھے۔ حضرت سید احمد شاہ کے دربار پر لوگ بکروں کے چڑھا دے بھی دیتے ہیں تمک بھی چڑھاتے ہیں۔ اب بھی صحن میں نمک کا سپا لڑ پڑا رہتا ہے اور لوگ نمک کی ایک چشکی ضرور کھاتے ہیں چونکہ جوانی میں میں وصال کر گئے اس لئے آپ کے مزار پر سر کی طرف خوب عورت اور چمکدار گڑی ضرور رکھی جاتی ہے۔ حافظ صالح محمد سیال کے نگہان ہیں۔

## حضرت سخی سید معروف شاہ

یہاں حضرت سخی سید معروف شاہ کی آخری آرام گاہ بھی ہے جن کا عرس بھی ہوتا ہے۔

## شاہ شمس شیرازی

غوث شاہ سے چھ میل کے فاصلہ پر شاہ پور میں شاہ شمس شیرازی کا مزار ہے چترہ کی ۲۰ مارچ (اپریل) میں یہاں بیت بڑا میل لگتا ہے جو کہ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ تک جاری رہتا ہے۔



مزار حضرت سیدہ سیفی معروف شاہ

حافظ دیوان

آپ کے مزار پر بھی ۳۱ راج کو میلہ لگتا ہے۔

میاں سلطان علی خلیانہ

بادر مصافح کے ختم ہوتے ہی یعنی عید کو میلہ لگتا ہے۔

نبی شاہ

ہاڑی پانچ تاریخ کو میلہ لگتا ہے۔ آپ کا مزار بھر سے سے اس طرف چھ میل اور  
بھوریان سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ میلہ میں دوڑیں اور نیزہ بازی ہوتی ہے۔  
ناچنے والیاں بھی آتی ہیں۔

جمالی سلطان

خوش پ سے اٹھائیس میل نظر گڑھ روڈ پر آپ کا مزار ہے۔

تاریخی مسجد

یہاں ایک تاریخی مسجد بھی ہے جس پر تحقیق کی جانی باقی ہے۔

لوک فنون

خوشاب کا منگیاں اور صراحیاں بہت مشہور ہیں۔

ڈھوڑا

ڈھوڑا یہاں کی روایتی اور مقبول شاعری ہے جسے کوئی بدوام حکمیں وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔



## غلام فاطمہ

خوش ب میں جیسے کی غلام فاطمہ مجھے بہت یاد آتی۔ شہداء اس لئے کہ جسم نے  
جیسے جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا تھا اور میں نے غلام فاطمہ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ  
جیسا ضرور آؤں گا۔ غلام فاطمہ جیسا کہ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور امیر  
لوگوں کے گھروں میں کام کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔ جیسا اور اس کے ارد گرد کے  
ملاقاتوں میں شہداء ہیام یا خوشی کی کوئی تفسیر یہ غلام فاطمہ کے بغیر مکمل خیال  
نہیں کی جاتی۔ غلام فاطمہ کو ہم نے دو تین مرتبہ اسلام آباد میں بلایا اور اس کی ریکارڈنگ  
رکے ایک کیسٹ بھی شہداء لے کر گیا ہے۔ غلام فاطمہ کو بے شمار ڈھولے اور لوک گیت یاد ہیں  
وہ ڈھولک بجانے میں بھی کمال رکھتی ہے۔ غلام فاطمہ نے مجھے کچھ گیت اور ڈھولے سنانے

## گیت / ڈھولے

چٹی میری نہی دے کالی تال سودا کر مایا !  
میں مرویاں دے لئے قسار نہ کر مایا !  
کہے آؤنا میں دے کھری نیوں آؤنا  
مایا کھڑی کھن شہراؤنا  
چٹی میری نہی دے کالی تال سودا کر مایا !  
میں مرویاں دے لئے قسار نہ کر مایا !  
نہی پانی بھر نہی آن سجرا  
بج پیا گونی گجبرا  
چٹی میری نہی دے کالی تال سودا کر مایا !  
میں مرویاں دے لئے قسار نہ کر مایا !

قربان گئے دی گانی  
 سبحان لاء کھڑی نشانی  
 چٹھی میری مہربانی دے گانی نالی سودا کر مایا!  
 نہیں مردیاں دے لئے قمار نہ کر مایا!  
 قربان گئے دی گانی  
 شالادیں دلاں دے جانی  
 چٹھی میری مہربانی دے گانی نالی سودا کر مایا!  
 نہیں مردیاں دے لئے قمار نہ کر مایا!  
 قربان ہتھان دیا چھلیا

کیوں نہوں سبحان توں چلیا  
 چٹھی میری مہربانی دے گانی نالی سودا کر مایا!  
 نہیں مردیاں دے لئے قمار نہ کر مایا!  
 قربان گئے دیئے بیئے  
 بھنگی پاسبان کون دیئے  
 چٹھی میری مہربانی دے گانی نالی سودا کر مایا!  
 نہیں مردیاں دے لئے قمار نہ کر مایا!  
 باندا دیکھنے چھوڑے  
 ساڈھے دلاں دے ہو گئے نمودے  
 چٹھی میری مہربانی دے گانی نالی سودا کر مایا!  
 نہیں مردیاں دے لئے قمار نہ کر مایا!

میں پانی بھرینی آن چمنوں  
 بانگے میں نہ رہندے تگنوں  
 چمن میری مہلی کالی نال سودا کر ماہیا !  
 میں مرو میاں لے قسار نہ کر ماہیا !

چمن گرگانی کالی شاہ سشلوار ہووے  
 پاکے بنگوں دے دا جاتی نال ہووے  
 میں پانی بھرینی آن چمنوں  
 بانگے میں نہ رہندے تگنوں  
 چمن گرگانی کالی شاہ سشلوار ہووے

جمن چڑھیا لیکان لیکان  
 چنیاں دھان ویاں پار تیاں  
 چمن گرگانی کالی شاہ سشلوار ہووے

قربان بنگے دی کوکی  
 سیناں لاه کھڑی پرونی  
 چمن گرگانی کالی شاہ سشلوار ہووے

اسیں ایتھے تے ڈھولا ڈھولی  
 ساخنوں گٹاں کریندا اے چھری

چتی گرگانی کالی شاہ سٹوارہ ہو دے  
پاکے نکلاں دے وا جانی نالی ہو دے

نوبہ نے سستی فریادیاں  
پیالی اک چاروی توں  
سستی آکھے میں اکو پیاس  
نوبہ آکھے میں دونوں پیاس  
نوبہ نے سستی کو مارا  
سے جگ سارا

پیالی اک چاروی توں  
نوبہ نے سستی بڑ پیاس  
پیالی اک چاروی توں  
نوبہ آکھے کوئی سوتی اداوی  
گھر دے وچ توں فی وڈی فساد  
نوبہ آکھے میں پیکے جاندی  
اس خاوندوی چارو نہ پکاندی  
خاوند آکھے پیسے لے لے  
پیسے واپس چاروی پکا لے  
گڑ دے بدے کھنڈو پچ پالے  
ماں دا واسطہ کیڑا  
نہ پٹ گھر میرا

پیالی اک چاروی توں  
 نوںہ تے سستے لڑ پیاں  
 پیالی اک چاروی توں  
 سستے آکے توں پکے جاسی  
 پچھے میڈا پتر ستاسی  
 پہلوں سالی دی پیرک میسی  
 ڈوڈھ دی نئے مک میسڈ

پیالی اک چاروی توں  
 نوںہ تے سستے لڑ پیاں  
 پیالی اک چاروی توں

سوںہ رب دی قسم ربری  
 مات اندھیری چھی جنیون بعدی  
 باری وچ بہرے میں کھیشاں گیشیاں  
 چھی والی منڈا بجیڑا مارے کھیشیاں  
 سوںہ رب دی .....

باری وچ بہرے میں جھلاں پتھیاں  
 چھی والی منڈا بجیڑا مارے اکھیاں  
 سوںہ رب دی .....

باری وچ بہرے میں کھیشاں ڈولیاں  
 چھی والی منڈا بجیڑا مارے پالیاں  
 سوںہ رب دی .....

پھن والہ کہندا پھن میرے کول اے  
 گرم مصلا ہنسی دے کول اے  
 سونہرے رب دی .....  
 پھن والہ کہندا پھن آئی پئی تے  
 تیرے جہاں ناریاں تے گئی ن دل کے  
 سونہرے رب دی .....  
 پھن والہ کہندا پھن رے کے چائیں فی  
 اٹکتے پلک حسد اوکھ کے چائیں فی  
 سونہرے رب دی، قسم رب دی  
 رات اندھیری پھن نہیںوں مسجدی

ماہی دے والی گھبرے  
 لائیاں چھوٹی غبرے  
 چھوڑا دیا قلمب نوں  
 جھوڑا لایا اسی دم دم نوں  
 چلیوں کیڑے کم نوں  
 چھیتی آجا پک دے  
 کیڑا قلمب اسی کم دے  
 ماہی دے والی گھبرے  
 لائیاں چھوٹی غبرے

چھوڑیا بھٹو سے  
 چھوڑی دینا ایسی شقی سے  
 بھوسیں کیڑی رتیں سے  
 ماہی سے وال گھبرے  
 لائیاں چھوٹی غمیرے  
 چھتا دھریا دھو کے  
 ماہی ٹریا رو کے  
 دیہڑے وچ کھلو کے  
 پھیتی آجا چن سے  
 کیڑا مٹاں ایسی کم سے  
 ماہی سے وال گھبرے  
 لائیاں چھوٹی غمیرے  
 چھتا فون فون تھو سے  
 پتر مٹھے میو سے  
 مولا ہر فون دیو سے  
 پھیتی آجا چن سے  
 کیڑا مٹاں ایسی کم سے  
 ماہی سے وال گھبرے  
 لائیاں چھوٹی غمیرے  
 چھتا سہرا سہرا  
 مویاں میان قبریاں

جیندے لیندے خبراں  
 چھیتی آجا چن وے  
 کیڑا لٹاں اسی کم وے  
 ماہی وے وال گھبرے  
 لائیاں چھوٹی نمبرے

ماہیا وے بیت گئیاں میں راتاں  
 ڈھولا وے گھرا آجا  
 اس عشقے دی سہ وے کہانی  
 سوئی تان بڑھوئی ڈونگھے پانی  
 نہ ہو میں لانا تان  
 ڈھولا وے گھرا آجا

ماہی وے بیت گئیاں میں راتاں  
 اس عشقے وے دڑے وے اڈ میر  
 عشق فرات پر پیغمبر  
 عشق نہ کچھ لانا تان  
 ڈھولا وے گھرا آجا

ماہیا وے بیت گئیاں میں راتاں  
 اس عشقے دی لگی نہ کیتے  
 وے ماہیا جے کیتے  
 تان سوئی ویتے



کیہڑی تھی گل لایا  
نہیں آیا میرا پھل موتیے دا  
نہیں آیا

ماہیا فی سٹاں بھکھاں دا کاہلا  
سارا فی سوہنا بھکھاں دا کاہلا  
لڈواں تھال بھرایا

نہیں آیا میرا پھل موتیے دا  
نہیں آیا

ماہیا فی میرا مندر دا کاہلا  
سارا فی سوہنا مندر دا کاہلا  
جوتے آگے پٹنگ دیچایا  
نہیں آیا میرا پھل موتیے دا  
نہیں آیا

ماہیا فی میرا قیہاں دا کاہلا  
سارا فی سوہنا قیہاں دا کاہلا  
دیہڑے اچ کھواوی کڈھایا  
نہیں آیا میرا پھل موتیے دا

نہیں آیا

ماہیا فی میرا نہ ٹھٹھا جاندا  
ساما فی سوہنا نہ ٹھٹھا جاندا

گھست دیل منایا

نہیں آیا میرا پھل موہتے دل  
نہیں آیا

ماہیا فی میرا ٹٹن دا کاہلا

ساما فی سوہنا ٹٹن دا کاہلا

توہے اگے مانگہ شگوا یا

نہیں آیا میرا پھل موہتے دل

کیہڑی تھی گل لایا

نہیں آیا میرا پھل موہتے دل

بیدردی ڈھولا ! بیدردی ڈھولا !

پہر دیسیاں توں گل چالائی دا

گل لاکے ڈھولا وے سٹ نہیں دینجی دا

بیدردی ڈھولا ! بیدردی ڈھولا !

کھوہے تے گئی آن ساواتما کو

وے اسیں جاگ ٹیڑے تھیں ٹھیا سا کھل

بیدردی ڈھولا ! بیدردی ڈھولا !

پنڈ لگی دینی آں فی میرا کم سنیاسے نال  
 مایا گلاں کرنے فی میں سنان سہارے نال  
 میں پانی بھر نی آں چوٹی توں  
 بسم اللہ کرین آں روٹی توں  
 پنڈ لگی دینی آں .....

اسیں اتھے تے ڈھولا لہور  
 جے دل آیا تے مل درخ چھوڑ  
 پنڈ لگی دینی آں .....

میں پانی بھر نی آں لنگروں  
 بسم اللہ کرین آں اندوں  
 پنڈ لگی دینی آں .....

میں پانی بھر نی آں تیزوں  
 ہانکے میں نہیں رہندے تگنوں  
 پنڈ لگی دینی آں .....

قراں ہتھاں دیا چھلپا  
 کمیں مروج سبھاں توں پیلا  
 پنڈ لگی دینی آں فی میرا کم سنیاسے نال  
 مایا گلاں کرے فی میں سنان سہارے نال

## چینیوٹ

چینیوٹ، ایک ہندو شہزادی چندوٹ کا نسلِ العام ہے جسے کچھ لوگ چینی وٹ شہزادی بھی کہتے ہیں۔ اس بات کا اندازہ ایک پرانے کنوئیں میں لگے ہوئے پتھر سے ہوتا ہے جس پر شہزادی چینی وٹ کا نام کھدایا ہوا ہے یہاں ایک قلعہ بھی ہے اور ایک غار قلعہ کو کنوئیں سے ملائی ہے خیال ہے کہ شہزادی اس غار میں سیر کیا کرتی تھی۔ چینیوٹ ایک پرانا شہر ہے اسی لئے اس کی اپنی ایک مخصوص ثقافت اور روایات ہیں۔

## لوک گیت

یہاں ڈھولا بہت مقبول ہے اور ماہیہ کو بھی توڑ کر اور اس میں مصرے شامل کر کے ڈھولا بنایا جاتا ہے۔ شادی کی سات لڑکے کے دوست مل کر جھمڑا چیتے ہیں اور ڈھولے گاتے ہیں شہر سے باہر ہم نے ایک جگہ رات کے وقت لوگوں کو ڈھول کی تھاپ پر جھمڑا چتے دیکھا لیکن اس میں وہ دائرہ نہیں تھا جو جھمڑے کے لئے مزدوری ہے لیکن وہ آواز ضرور تھی جو رات کے دوپہاں میں وقفے وقفے سے نکالی جاتی ہے۔

## لوک فنون

چینیوٹ میں کڑی کا کام بہت عمدہ اور خوبصورت ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں کے نہیں چھائی لوگوں کا ذریعہ معاش یہی ہے یہاں کڑی کے کام کے اہم شعبے یہ ہیں،

۱۔ جھنڈی یا خراہ (میکر آرٹ)

۲۔ کڑی کی کھدائی (ڈوڈ کا موٹنگ)

۳۔ براس، ہڈی کی جڑائی کا کام (براس احمد جیوان اے)

کہا جاتا ہے کہ یہاں پر کڑی کے کام کی ابتدا تعزیر بنانے سے ہوئی۔ کسی نے ایک تعزیر



تاج محل

بنایا۔ دوسرے نے اس کا مقابلہ کیا اور اس طرح کڑی کے تعزیریے بنانے کا مقابلہ ایک ایسی روایت بن گیا جس نے یہاں کڑی کے کام کی داغ بیل ڈالی۔ کڑی کا یہ کام کرنے والے دراصل لوہار ہیں لیکن سہارن کہلاتے ہیں۔ اس کام کی ابتدا تو تعزیریے بنانے کے مقابلہ سے ہوئی لیکن فردخ اس وقت ملا جب پنیوٹ کے شیخ کا دوبارہ کے لئے ککاتہ اور دوسرے شہروں کو جانے لگے۔ یہ خیال میں کبھی بھی نہ کفر رخ اسی وقت ملا ہے جب اس کی قدر قیمت کا دائرہ وسیع ہو اور اس میں ذہن کی کشادگی کو دخل حاصل ہو۔ یہ بات بڑی آسانی اور قابل فہم ہے کہ شیخ جب کا دوبارہ کے لئے باہر جاتے ہوں گے تو اس کڑی کے سامان کی قسم وخت کا ذریعہ بھی بنا ہو گا ساتھ ہی ان کے ذہن کی کشادگی اور نئے تجربات بھی افزائندہ ہوتے جائیں گے۔ اس کام کی عمدگی خوبصورتی اور نفاست کی ایک وجہ وہ قدیم روایت بھی ہے جو انگلیزنوں کے وقت سے پہلے کہل کر رہی ہے۔ اور پھر چونکہ یہ لوگ شیشم کی کڑی استعمال کرتے ہیں اور یہ کڑی ارد گرد کے علاقوں میں عام پائی جاتی ہے۔ اس لئے بھی اس فن کو پھلنے پھونکنے کا موقع فراہم ہوا۔ یہاں بھی اچھی قدیم اور AUTHENTIC چیزوں کے لئے پہلے آؤر دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایسی چیزوں کی مانگ کم ہوتی جا رہی ہے اور شہر والے زیادہ ماڈرن چیزوں کی فرمائش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ فن اب خاصاً MODERNISE ہو چکا ہے۔

## جندرمی یا خراڈ کا کام (LACQUER ART)

کڑی پر رنگدار پھولی ہونے بنانے کو یہاں خراڈ کا کام کہا جاتا ہے۔ اس کام کا آغاز چونکہ تالے (جندرمے) کی شکل کا ہوتا ہے اس لئے اسے جندرمی کا کام کہا جاتا ہے مگر پنیوٹ کے لوگ اسے خراڈ کا کام بولتے ہیں لیکن اب یہ کام بہت کم ہو گیا ہے اور زیادہ تر وجہ WOOD CARVING کی طرف دہی جا رہی ہے۔ ایک ماسٹر کارپنگر سے عاقبت ہوئی جہنوں نے حال ہی میں خراڈ کے کام کا خوب صورت چرٹہ بنایا تھا۔ وہ حاجی احسان کے والد



پہنچوٹ کے دو نوجوان کاریگر کام کرتے ہوئے

ہیں۔ حاجی احسان میاں کڑی کے کام کے ماہر تصور کئے جاتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ کڑی کا کام کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس کی خرید و فروخت اور شہروں میں مارکیٹ کے بھاری اچھی طرح جانتے ہیں جب کہ یہاں کا عام کاریگر ان باتوں سے بے خبر ہے۔

## کھدائی کا کام

کڑی کو کھود کر اس میں بیل بوٹے بندنے کا کام بہت زیادہ جوتا ہے اور اس میں بہت زیادہ تہہ پٹیاں بھی آچکی ہیں۔ خاص طور پر اس میں کشمیر میں کڑی کی کھدائی کے کام کاٹکس بھی دیکھا جاتا ہے جو کہ پچھلے چند برسوں میں ہی شروع ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کشمیر کا ایک کاریگر چنیوٹ آکر کسی کے پاس یہ کام کرتا رہا اور اس نے یہاں کے کچھ لوگوں کو یہ کام سکھایا اور پھر اس طرح یہ کام پھیلنا چلا گیا۔ اور اب تو کچھ چیزیں ایسی بھی دکھائی دیتی ہیں جن پر کشمیری کھدائی کا اثر بہت گہرا اور نمایاں ہے۔ اب دواچی اور قدیم طرز کی چیزیں بہت کم اور شاید ہی بنتی ہیں۔ شہر کے لوگوں اور غریب طبقوں نے یہاں کے کاریگروں کو موڈ سیٹ، فروٹ میٹ لینڈ سٹینڈ اور ایسی ہی دوسری چیزوں کی طرف لگا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پرانے کاریگروں کو فروغ کا یہ گر زیادہ اہمیت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ پرانی طرز کی چیزوں میں جو چند چیزیں اب بھی بنتی ہیں وہ یہ ہیں :-

- ۱۔ چک ۲۔ ہشت پہلو میز ۳۔ چھتر ۴۔ سنگار شیٹ ۵۔ ریل
- ۶۔ چار پائی کے پائے۔

## براس اور ہڈی کی جڑائی کا کام

قدیم اور دواچی طرز کا کام اب بہت کم جوتا ہے اس کی وجہ تو یہ ہے کہ انہی حالت دستیاب نہیں ہوتا اور مہنگا بھی ہے۔ براس کی جڑائی کا کام فروغ حاصل کر رہا ہے۔ اور اس کام میں



میز اور چرخے بختے ہیں لیکن شہروں کی طلب کے تحت سو فو سیٹ. فروٹ سیٹ. اور اسی طرح کی انکم چیزوں پر جرمانی کا کام ہوتا ہے پہلی اور دوا لیتی چیمبروں کے لئے آرڈر دینا پڑتا ہے۔

## گھروں میں لکڑی کا کام

پانے گھروں میں الماریوں، بھیتوں اور دروازوں پر لکڑی کا کام بہت عمدہ کیا گیا ہے اس سلسلہ میں سیان کی ایک ماڈی قابلِ مثال ہے جسے شیخ عمر حیات کا مکمل کہا جاتا ہے اس کے دروازوں، کھڑکیوں اور بھیتوں پر لکڑی کھود کر بہت نفاست اور کمال سے بے بڑے بنائے گئے ہیں۔ اس محل سے ایک دلچسپ داستان منسوب ہے۔

## شیخ عمر حیات

کہتے ہیں شیخ عمر حیات والدیہی کا اکلوتا بیٹا تھا۔ باپ وفات پا گیا تو وہ ماں کا زہر نہ بچ کر کا دربار کے لئے کھلتے پہلا گیا اور سدا کھینڈنا شروع کر دیا۔ چڑھے کے جہان آتے وہ ان کی بولی دیتا۔ مگر گھانا پڑتا گیا۔ آہستہ آہستہ اس نے شراب کا فتنہ بھی شروع کر دیا۔ کھلتے کی ہیرا منڈی میں اسے ایک گانے والی پسند آ گئی۔ وہ ہر روز میں دوپے کے عوض اس کے پاس جاتا اور بیچ اٹھ کر چلا آتا۔ ان دوپوں کے عوض وہ صرف اس کے گھر سوتا اور کچھ نہ کرتا۔ گانے والی اس کی تو سرور کا یہانہ کر کے سو جاتا۔ آہستہ آہستہ دوفن کو اکیلا دوسرے سے پیار ہو گیا۔ گانے والی نے اسے کا دربار کے لئے پیسہ دیا جس سے اس کا چھٹہ کا دربار چمک اٹھا۔ وہ امیر آدمی بن گیا اور گانے والی سے شادی کر کے واپس چھوٹ آیا مگر خاندان کے لوگوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ضد میں ان کا اس نے یہ عمل تعمیر کیا۔ بڑی مشکل سے تھوڑی سی زمین می بیسکل اس نے اونچا محل بنا کر اپنی خواہش پوری کر لی

اس کے ان ایک بیٹا پیدا ہوا جس کی شادی بڑی مشکل سے خاندان کے ہاں کی۔ لیکن پہلی مات کی بیچ وہ نہانے کے لئے گی تو خصل خانہ میں مردہ پایا گیا۔ اس حدیث نے عمر حیات کی جان لے لی۔ بیٹے کی قبر اس نے حق کے اندر ہوائی تھی لیکن خود اسے خاندان کے لوگوں نے قبرستان میں دفن کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی بیوی بھی چل بسی اور بیٹے کے پہلو میں دفن کی گئی جہاں اس نے پہلے سے ہی اپنے لئے قبر تیار کر دارکھی تھی۔ آج کل اس محل میں عمر حیات کے نوکروں کی اولاد رہائش پذیر ہے۔ یہ محل فوج تعمیر اور کلڑی کی کھدائی کے کام کا بے مثال نمونہ ہے میرے خیال میں عمر حیات کی کہانی اسی محل کی وجہ سے زندہ ہے ورنہ لوگ اسے اب تک بھول چکے ہوتے۔

اس کے بیٹے کی موت کے بارے میں دو روایات ہیں :-

۱۔ اسے اس کی بیوی نے زہر والا پان دے دیا تھا۔

۲۔ وہ پتھر کے کونے کی گیس کی وجہ سے چل بسا۔

اس محل کا نقشہ استاد اپنی بخش مرحوم نے تیار کیا جو کہ کلڑی کے کام کے ماہر استاد تصور کئے جاتے تھے۔

## کلڑی کے کام کے ماہر اور تربیت

استاد اپنی بخش سب سے بڑے استاد تھے۔ ان کے شاگرد اب دو تین باقی رہ گئے ہیں جنہوں نے کچھ لوگوں کو کام سکھایا ہے جن میں زیادہ تر ان کی اولاد شامل ہے۔ دوسرے دوسروں کو کام سکھانے کی روایت بہت کم تھی پہلے اور اب بھی کام اسی کو سکھایا جاتا ہے جیسا کہ کئی رشتہ قائم کرنا ہو۔ عام طور پر جہاں بیٹی کی شادی کرتی ہو۔ مستر علی محمد ولد میاں الہی بخش بھی اس کام کے اچھے استاد ہیں



مادری مسجد عمریات

## روحانی بزرگ

کہتے ہیں اسی طرح شریف سے تھے خاندان پٹیوت میں آکر آباد ہوئے اور یہاں کے رہنے والوں کو مسلمان کیا۔ ان خاندانوں کے بزرگ حضرت شیخ محمد اسماعیل حضرت شاہ برہان اور عبدالوہاب تھے۔

## حضرت شاہ برہان

حضرت شاہ برہان کا مزار یہاں کے ایم پی اے میان الطاف کے گھر کے ساتھ ہی واقع ہے۔

ابو محمد محمد بزرگوں کا ذکر آیا انہوں نے اس علاقے کے لوگوں پر دیرپا اثرات چھوئے۔ یہاں کے ایم پی اے میان الطاف ان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ کئی سالوں سے اس لئے منتخب ہو رہے ہیں کہ لوگ ان کے بزرگوں کے ماننے والے ہیں۔

## لباس

یہاں کی عورتیں عام طور پر کالی دھوئی اور قمیض پہنتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اونچے سر سے آنے والے مذہبی بزرگوں نے ایک خاص طرح کے صوفیانہ مسلک کو سرخ دیاجس کے تحت سیاہ لباس نے مقبولیت حاصل کی۔ مرد سرد پر پگڑی باندھتے ہیں اور جانگلی جوتا پہنتے ہیں۔



شہر شہید علی گڑھ

## چنیوٹ اور جھنگ کے درمیانی گاؤں

### موضع ملتے / پیر نیاں

چنیوٹ سے جھنگ کی طرف جاتے ہوئے تھے چار میل کے فاصلہ پر موضع ملتے ہے یہاں پیر نیاں خاص طرح کی جھونپڑیوں میں رہتی ہیں۔ ان کی جھونپڑیاں کائے کی بنی ہوئی ہیں پیر نیاں پنجاب کے دوسرے حصوں میں بھی ہیں۔ پیرنی دراصل کنجری کہ یہی ایک قسم ہے لیکن کنجری بھی انہیں اپنے سے کم تر سمجھتے ہیں۔

پیر نیاں صبح صبح چنیوٹ کی طرف نکل جاتی ہیں اور گھروں میں جا کر پیسے اور کھانے کی چیزیں مانگتی ہیں۔ پیرنیوں کی بڑی بوڑھوں کو سٹا دی بیاہ کے گیت اور عام لوگ گیت یاد میں موجود ہنسل کی کچھ پیرنیوں کو ایسے گیت آتے ہیں خیال ہے کہ پہلے ادا اب بھی وہ مراٹوں کی طرح گھروں میں جا کر گیت وغیرہ سنتا رہی ہیں۔ لیکن ان کا انداز مراٹوں سے بہت مختلف ہے۔

پیرنیوں کے طب و تدعام طور پر بے کار رہتے ہیں۔ ان کی عورتیں ان کے لئے مانگ کر لاتی ہیں۔ مرد اونٹ پاسنے کے شوکیں ہیں لیکن ان کے ذریعے بار ہدفاری کا کام نہیں کرتے۔ چاند ایک ایسے حصے جو یہ کام کرتے ہیں۔ موضع ملتے میں کوئی بارہ پندرہ گھر آباد ہیں لیکن ارد گرد کچھ دور پیرنیوں کے اور خاندان بھی آباد ہیں کچھ مرد اونٹ پال کر بیچتے ہیں۔

### بھوانہ / گڑگڑ تانہ

بھوانہ میں ساون کی دس، گیارہ اور بارہ کو میاں شیرپٹ کا مید لگتا ہے۔ گڑگڑ تانہ میں پھلکی کی ۲۲ رو کو ہر مٹنے شاہ کا مید لگتا ہے۔



موضع ماتے، پیرنوں کی بستی



ایک پرن گیت گاتے ہوئے



ایک زوجہ ان اس کی بھائی اور بچے



## جھنگ

جھنگ کی اپنی ایک مخصوص فضا اور اپنے نظم و نواح میں جھنگ کا علاقہ مشہور  
 دیوانی داستان ہیر رانجھا کے لئے مشہور ہے۔ اسی داستان کا لوگوں پر بہت گہرا اثر ہے یہاں  
 آج کل بھی ایک شخص رام رانجھے کا روپ دھار کر پھرتا ہے۔ کچھ لوگ اُسے پال کہتے ہیں مگر  
 بعض کا خیال ہے کہ اسے کسی عورت سے عشق ہے چونکہ وہ اسے دل نہیں سلی اس لئے  
 وہ اس کے فراق میں رانجھا بنا ہوا ہے۔

## ناچ

یہاں لوگ خوشی کے موقعوں پر بھرناچتے ہیں جسے دھڑیس کہا جاتا ہے۔ دھڑیس پارٹی  
 منگیاں میں رتی ہے۔ عام لوگ بھی دھڑیس ناچ سکتے ہیں اور ہرات کے آگے آگے دوہا  
 کے دست اور علاقے کے کئی ناچتے چلتے ہوتے ہیں۔

## لوک گیت

ڈھوسے اور اچھے مقبول ہیں کچھ لوگ ہیر بھی گاتے ہیں مگر کچھ حلقوں میں ہیر کا ناچ نہیں  
 سمجھا جاتا ان حلقوں میں سیال قوم کے افراد ہمیشہ پیش ہیں اس حوالے سے تحقیق کی جانی  
 چاہیے۔

## رُومانی بزرگ / مزار

رومنہ شاہ کبیر محلہ شاہ کبیر میں واقع ہے۔ یہاں ہر جمعرات کو رات بارہ بجے  
 کے بعد چاروں طرف لاقعدا و سانپ اکٹھے ہو جاتے ہیں یہاں کسی کو نہیں ڈرتے اس لئے

شاہ کبیر کو سپنوں والا پیر بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں عام طور پر ہاشم چڑھا یا جاتا ہے جو کہ ہنٹار سے ہیں کی ایک قسم ہے۔

## پیر ہاشمی وان سلطان

آپ کا مزار بھی روضہ شاہ کبیر کے قریب ہی ہے۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے ایک بادشاہ کے مست ہاشمی کو قافلو کر کے اس پر سواری کی تھی اور سانپ کا چابک (چھانٹا) بنایا۔ آپ کے مزار پر لوگ توتلے اور پھلے بچوں اور بڑوں کو لے کر آتے ہیں اور مزار پر رکھے ہوتے پیالوں کا پانی پیتے ہیں جن میں چڑیاں پانی پیتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان پیالوں کا پانی پینے سے پھلے اور توتلے لوگ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ یہاں عرس ہوتا ہے میلہ تین دن لگتا۔ تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

## دربار نور شاہ

بھڑو پیر آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ دربار کے ساتھ ہی شبیدوں کے مزار ہیں جن کے بارے میں سنا ہے کہ یہ سادات خاندان کے لوگوں کی قبریں ہیں۔ آپ کے بارے میں اور شبیدوں کے بارے میں تفصیلی ریسرچ کی ضرورت ہے۔

## تاریخی مسند

جنگ میں ایک تاریخی مسند ہے جسے لال ناتھ کامندر کہا جاتا ہے سننے میں آیا ہے کہ یہاں جنوں کا پیر ہوتا ہے۔

## لوک فنون

یہاں چھاپے کا کام ہوتا ہے۔ چھاپے بنانے والے اور چھاپہ لگانے والے دونوں موجود ہیں۔

لکڑی کے چھاپے بنانے والے ترکھان ہیں۔ چھاپہ لگانے والے اب بہت کم تعداد میں ہیں اور آہستہ آہستہ یہ کام چھوڑتے جا رہے ہیں۔ دراصل اس کام کے لئے ایک ڈیزائن بنانے کیلئے دو سے چار بلک اور کبھی اس سے بھی زیادہ بلاک جوتے ہیں۔ پہلا بلک سیاہی والا بلاک کھلاتا ہے۔ اس کے بعد ہر رنگ کا ایک الگ بلک جوتا ہے۔ پتہ چلاتے کہ کچھ حصے سے NEW سے پٹھان یہاں آکر چھاپے کا کام کرنے والوں سے پہلا یعنی سیاہی والا بلاک خمیدہ کر لے جاتے ہیں، خیال ہے کہ وہ یہ کام سیکھنا چاہتے ہیں لیکن یہ کوئی AUTHENTIC بات نہیں اور اس کے بارے میں تحقیق کی ضرورت ہے۔

جنگ میں بلاکس کے کام پر دلیرانہ کے لئے کس دلیرانہ کو بھیجنے کی ضرورت ہے۔

## کانسی کے برتنوں کا کام

جنگ میں کانسی کے برتن بھی بنتے ہیں۔ کانسی، قلعی اور تانبے کو ملائے سے بنتی ہے۔ اس کام کو خشکیا کا کام کہا جاتا ہے۔ تقریباً سو گریہ کام کرتے ہوں گے جو کہ اپنے آپ کو راجپوت جھوٹے کہتے ہیں۔ آج کل کانسی کو نیا کام کرنے کی بجائے پرانے برتنوں کو ڈھال کر نئے برتن بناتے جاتے ہیں۔ زیادہ تر وہ چیزیں بنتی ہیں جن میں منگہ اور کول منگہ لکھ دیں وغیرہ ڈالنے اور کول پانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

## طریقہ

بھٹی عام طور پر رات کو گرم کی جاتی ہے۔ پانچ آدمی لی کر کانسی کو کوڑھتے ہیں پھر اس کی چھائی جوتی ہے۔ بیل بوٹے ڈالنے کے کام کو چھڑائی کا کام کہا جاتا ہے۔ چھائی کے بعد برتن کی شکل دی جاتی ہے اور پھر بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ یہ بہت سخت کام ہے۔ بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ معاوضہ کم ملتا ہے۔ اس لئے لوگ اسے چھوڑتے جا رہے ہیں۔

کو جہاندار میں یہ کام بہت عمدہ اور خوبصورت ہوتا ہے۔ جھنگ کے اکثر دکاندار گھاس  
تپتے، کول اور دیگر چیزیں کو جہاندار سے ہی منگواتے ہیں۔

پتہ پلاٹ کو یہاں نفسیاتی کام کو سیکھانے پر جوتا ہے اور چھترائی کے استاد بھی موجود ہیں  
اسی پر تحقیق کرنے کے لئے کسی دوسرے جگہ کو بھیجنا مفید ثابت ہوگا۔

## دریاں کھیں / بنائی کا کام

پاکستان کے وجود میں آنے کے کوئی پانچ سال لپکا۔ رو جھنگ سے چارپانچ سو کے قریب  
لوگ جھنگ میں آکر آباد ہوئے۔ وہ بنائی کا کام کرتے ہیں۔ کھل زیادہ کام دریاں بننے کا ہے اور  
وہ اس لئے زمین کیساتھ لپٹا ہوا اڈا استعمال کرتے ہیں کھیسوں کیلئے عام کھڈی استعمال کی جاتی ہے۔

## بلیو پاٹری

جھنگ میں دو تین ٹھکانے نیچے برقی بنائے ہوئے کام کرتے ہیں۔ یہاں کے کام میں وہ نفست  
نہیں جو عمان کے کام میں ہے۔ یہاں زیادہ تر قریبی، توہید اور مسجدوں کے میٹا تیار کئے  
جاتے ہیں۔

## اشھارہ ہزاری

اشھارہ ہزاری کا نام حضرت اشھارہ ہزاری کے نام سے ہی منسوب ہے۔ کہتے ہیں آپ  
نے جان لے سے چتہ آبادی کا کوئی دین، نہ تھا۔ آپ قریشی خاندان سے تعلق رکھتے تھے  
آپ کے مزار کے قریب ہی سے چاب گزرا ہے۔ وہاں ہے کہ آپ نے چناب میں کھڑے  
ہو کر اٹھ۔ وہ ہزارہ تھے۔ آپ ختم کیا جس کی وجہ سے لوگوں نے آپ کو اشھارہ ہزاری



مزار ائمه هزاروی



مدرسه شاهچراغ

کے نام سے پکارنا شروع کیا۔

## رنگ پور والی سڑک (جنگ سے متان)

رنگ پور والی سڑک کوک داستان سیرانجھا میں بڑی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہی سڑک ہے جس پر سے کیرٹے سیر کوئے کھینچے گئے۔ ایک جگہ گڑھ مہاراجہ ہے جہاں رانجھے نے جگ لیا۔ اس سڑک کے دونوں طرف رہنے والوں کا لباس دھوئی اور کڑتا ہے لیکن کہیں کہیں شلوار بھی نکلتی آتی ہے۔ جگہ جگہ Nomads سیرا گئے ہوتے ہیں ان میں زیادہ تر اڈا اور چٹان ہیں جو کہ اس علاقے میں سفر کرنے کے باوجود بھی اپنے مخصوص ثقافتی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

## حضرت سلطان باہو

رنگ پور والی سڑک پر گڑھ مہاراجہ ہے یہاں سے دو تین میل پہلی سڑک حضرت سخی سلطان باہو کے مزار تک جاتی ہے۔

## لوگ فنکار، پٹھاناخان

ملتان سے ہوتے ہوئے ہم ڈیرہ غازی خان پہنچے۔ ملتان کا ذکر پہلے دور سے کی تفصیل میں آچکا ہے البتہ یہاں ہماری ملاقات پٹھاناخان سے ہوئی جو کہ کوٹ اودکار بننے والا ہے۔ پٹھاناخان ریکارڈنگ کے سلسلے میں کئی بار ہمارے دفتر میں آچکا ہے۔ مجھے پٹھاناخان کی گائیگی اچھی لگتی ہے۔

پٹھاناخان جنرل اور تحصیل کوٹ اودکار میں منظرِ گزشتہ میں پیدا ہوا۔ اُس کے والدین نے اس کا نام غلام محمد رکھا۔ اُسے کچھ یاد نہیں کہ وہ کس سن میں پیدا ہوا۔ وہ کہتا ہے میں عمر کا سبب رکھنے کا قائل نہیں۔ مگر اس کے سکول کے زمانے سے اندازہ ہوتا ہے کہ: ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوا۔ جب وہ چھوٹا سا تھا تو اُسے شدید قسم کی بیماری نے دبوچ لیا بلکہ باپ کا خیال تھا کہ غلام محمد نام بھاری ہے۔ اس دوران میں سادات خاناخان کی ایکسپجمنٹ نے اُسے پٹھاناخان کہہ کر دکھارے تو غلام محمد کے والدین نے بھی اُسے پٹھاناخان کے نام سے پکایا شروع کر دیا۔ اور پھر بہت بہت لوگ اُس کا اصل نام بھول کر اُسے پٹھاناخان کے نام سے جانتے گئے۔

پٹھاناخان کا باپ فیصد خانا اپنے علاقے کا مشہور کہار تھا۔ لیکن بیٹے کو اپنے آبائی پیشے سے کوئی دلچسپی نہ تھی سکول کا شوق بھی صرف اپنے ساتھی بچوں کو دغا کرانے تک محدود تھا۔ وہ ساتویں جماعت میں تھا تو اُس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اُس کی زندگی کو چاروں طرف سے مشکلات نے گھیر لیا۔ مگر روایات کے لئے کوئی ذریعہ نہ تھا۔ وہ سادہ سادہ لگیوں اور بانوؤں کے پتھر کاٹتا اور گھڑیوں کے چوڑے بننے کے گھرے آتا۔ اُس کی ماں اُن سے تنویر تپاتی اور جتنے دانوں کے لئے روٹیاں پکا کر بچوں کا پیٹ پالتی۔ ان مشکلات نے اُسے ڈکھ اور درد کی لذت سے آشنا کر دیا وہ درویش رہتے ہوئے بھی مسرور رہنے والی



تلاش میں رہنے لگا اور پھر ایک دن اُس نے خواجہ فرید کے کلام میں ایسا درد تلاش کر لیا جس نے اُس کی زندگی میں موسیقی اور معرفت کے رنگ بھر دیئے۔ موسیقی اور معرفت کے رنگوں میں ڈوبا ہوا یہ آدمی آج کا مشہور فنکار پٹھانا خاں ہے۔

پٹھانا خاں کی زندگی پر اپنی والدہ کا گہرا اثر ہے۔ وہ کہتا ہے باپ کی وفات کے بعد ماں کی شفقت قدم قدم پر میرے ساتھ رہی اور اُس نے میری ہمت کو کبھی ڈوٹے نہیں دیا۔ اُن کی تربیت نے ہی میرے اندر طریقت کی شمع روشن کی۔

پٹھانا خاں جوان ہوا تو قدرت نے اپنے قانون کی کتاب کا اگلا ورق اُٹا اور ماں کا ساتھ بھی چھوٹ گیا۔ اس واقعے کا پٹھانا خاں کی زندگی پر گہرا اثر ہوا۔ وہ کی شدت سے اُس کی آواز اور نکھر آئی۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس کا نام ملک کے اہم فنکاروں میں شمار ہونے لگا۔

پٹھانا خاں شہرت کی بلندیوں پر پہنچنے کے باوجود فقیرانہ رنگ میں رہتا ہے۔ اُس کا خیال ہے خواجہ فرید کے کلام نے اُس کے اندر ایسی روشنی بھری ہے جس نے اُسے زندگی کے انداز سکھائے ہیں۔ وہ سادہ سحرانہ اس پتیل ہے اور ہر وقت وضو میں رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے وضو سے رہنے کی عادت میں نے اپنے مُردے کی سی کمی ہے۔ پٹھانا خاں دراصل محفل کا فنکار ہے جب بہت سے لوگ اُسے سننے کے لئے اس کے سامنے جمع ہوں تو اُس کی آواز کا سونو گداز اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے۔

پٹھانا خاں فراق کی لذت کو زندگی کا اہم جزو خیالی کرتا ہے۔ اُس کا خیال ہے کہ فراق کی لذت قائم رہے تو انسان کے اندر تخلیقیت حس ۲ رہی رہتا ہے اور اس کی انسانیت بیدار رہتی ہے۔

ماں کی وفات کو پٹھانا خاں فراق کی ابتدا سمجھتا ہے اُس کا خیال ہے کہ بڑا بچہ وقت گزرتا ہے والدہ کے فراق کی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے میری والدہ کو مجھ سے

اس نے پیدار تھا کہ میں اپنے بھائیوں میں سب سے غریب تھا۔ پشاناخان کو دو لوگ  
نیا وہ پسند ہیں جو مزاج کے غریب ہوں ان کے دل میں درد ہو، ایسا درد جو انسان کو نیا و کلا  
آلائشوں سے پاک رکھتا ہے۔

پشاناخان کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ مگر جب وہ طریقت اور معرفت کی گفتگو کرتا  
ہے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ بہت بڑا عالم ہے۔ اُس کی گفتگو میں سے اُس کے تجربہ و ثبات  
بھٹکتے ہیں۔

طریقت اور معرفت میں دلچسپی لینے کے باوجود اسے اپنے بیوی بچوں اور گھر سے بھی  
گہرا لگاؤ ہے۔ لوگ اُسے موسیقی کی محفلوں میں دُور دُور سے بلاتے ہیں۔ ٹی وی ایڈیٹر اور ریڈیو  
کی محفلوں سے اُسے جو کچھ ملتا ہے اُس میں اُس کے بیوی بچوں کا بڑی شکل سے گنوارہ ہوتا  
ہے۔ ایک دن ایک نوجوان پشاناخان کے پاس آیا اور کہا تاسائیں امیری مل مرگئی ہے اب میرا  
کوئی آسرا نہیں۔ میں آپ کے گانے کا عاشق ہوں۔ پشاناخان نے نوجوان کی باتیں سن کر اسے  
اپنا بیٹا بنا لیا جو کہ ہر وقت اُس کے ساتھ رہتا ہے پشاناخان بھنگ پینے کا عادی ہے جسے  
وہ بیچوں بوٹی کا نام دیتا ہے۔

نچے اور چھری سے ہم کا پشاناخان شعور قیض پہنتا ہے اور صوفی شعراء کے شعروں کی زبان  
میں گفتگو کرتا ہے۔ وہ اب بھی اپنے آبائی گاؤں کوٹ آدو میں رہائش پذیر ہے۔ مگر عام طور پر  
فقیروں اور درویشوں کی دنگا ہوں پر گھومتا رہتا ہے۔

پشاناخان کا کوئی شاگرد نہیں۔ اُس کا کہنا ہے کہ استاد بن جہنے سے علم اور فن کا سلسلہ  
ٹوٹ جاتا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ خواجہ غلام فہرید کا کلام گانے میں پشاناخان اپنی مثال آپ ہے۔



پشانا خان

## ڈیرہ غازی خان

منظر نگار سے دوڑتے ڈیرے کی طرف جاتے ہیں۔ ایک راستہ ۱۲ میل اور دوسرا ۱۷ میل ہے جو کہ غازی گھاٹ کی طرف سے جاتا ہے۔ دس میل کا راستہ دریائے سندھ میں سے گزرتا ہے کہیں کہیں پانی کھڑا ہے جس پر کشتیوں کے پل بنائے گئے ہیں۔ دریائے سندھ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۷۷ء تک دو تین میل کے علاقے کو کھا گیا ہے۔ ڈیرہ دو تین میل بچھے رہ گیا ہے۔

یہاں جھڑ بھنگڑا اور پوچ لیسوی مقبول رقص ہیں چھوٹی چھوٹی پارٹیاں بھی ہیں چونکہ ڈی جی کے زیادت خود پنجاب میں ہے۔ اس کی ایک سید بھنگڑاں سے دوسری سندھ سے اور تیسری ۱۹۶۶ء سے ملتا ہے اس لئے یہاں زیادہ تر پنجابی، بلوچی اور پشتون آباد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پشتو، بلوچی اور کئی کئی زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن ایک ایسی زبان بھی بولی جاتی ہے جس میں ان سب زبانوں کے حفظ موجود ہیں اور اسی طرح ثقافتی رنگ میں بھی سب علاقوں کے رنگ ملے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک ایسے مکمل colour کا احساس ہوتا ہے جس کے تحت پاکستان کی ثقافت اور لوک ورثے کا استخراج اور ہم آہنگی کو سمجھا اور پکھا جاسکتا ہے میرے خیال میں ثقافت پر مضامین لکھنے اور سانس دینے والوں کو ۵۹۸ میں کچھ عرصہ قیام کر کے یہاں کے اجتماعی رویے کا مطالعہ کرنا چاہیے ایسا کرنے سے وہ عمل صورت حال سامنے آئے گی جو کہ بہت سے سوالوں کا جواب ہے۔ بلکہ میرے خیال میں ۵۹۵ ایک ایسا مرکز ہے جو کہ سچے اور صحیح پاکستانی کا اصل تصویر پیش کرتا ہے یہ ایک ایسی خبر کا وہ ہے جہاں سب علاقوں کے لوگ مل کر پاکستان کے SUPER MAN کا منہ بناتے ہیں یہی نہیں بلکہ FOLK TRADITION کے دو اہم دھارے بھی یہاں آکر مرکزیت اختیار کر رہے ہیں



نذیرہ غازی خان کا ایک بھائی



نذیرہ غازی خان میں بھائی قبیلے کے لوگ

## خواجہ غلام فرید / سخی سرور / شاہ سلیمان / اور دوسرے صوفی بزرگ

اس پورے موٹ پر ہم جہاں بھی گئے اور جتنے بھی صوفی اور روحانی بزرگوں کے مزاروں پر رسوم کیا۔ اُن کا یا تو براہ راست تعلق حضرت سخی سرور سے تھا یا سخی سرور اُن کے عاتق سے گزرتا تھا۔ لہذا لوگوں کا تعلق کسی ایسے ۱۹۶۵ء سے ہے جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح سخی سرور سے تھا ہے چنانچہ یہ ظاہر ہوا کہ ہم سب یا پاکستان کے رہنے والے اور کے قانون کی طرح ۱۹۶۵ء کے دھارگی میں پڑے ہوئے ہیں شاہ سلیمان کا مزار توفیق شریف میں ہے لیکن بنوں اور کوٹا کے علاقوں سے ہیں چٹان آپ کے ان معاصرین دینے آتے ہیں اسی طرح خواجہ فرید کے ان بھی پاکستان کے ہر علاقے سے لوگ آتے ہیں۔ تو انما زاد یہ ہوتا ہے کہ ہم سب اپنے ۱۹۶۵ء کی بدولت ایک قوم وحدت میں ڈھیلے ہوئے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں ہجرت کرتے رہے تاکہ لوگوں کو تعلیم دیں۔ یہ تعلیم بھی ہمارے لوگ ورثے کا اہم حصہ ہے۔ یہ تعلیم مذہب کے علاوہ انسانی قدروں پر بھی بحث کرتی ہے جب یہ ۱۹۶۵ء ایک علاقے سے ہجرت کر کے دوسرے علاقے میں آتے تھے تو ان کے ہمراہ لوازمات، لوگ اور رشتے بھی سفر کرتے تھے جس سے مختلف علاقوں کے لوگوں نے ایک دوسرے کے رسم و رواج کو اپنا یا اور اُن کے ملاپ سے نئی اور مثبت معانی نے جنم لیا۔ انہی اخلاقیات نے سرابھارا اور زندگی کی ایک ڈگمگاتی انت ہوئی جس کا احساس ہماری دیکھوں لوگ گیتوں اور لوگ کہانیوں کے الگ الگ سے جھلکتا ہے۔

## لوگ فنون

یہاں کوٹا کی کام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ کام صرف عورتیں ہی کرتی ہیں لیکن اس کوٹا کی پر بلوچی ٹانگے کا بہت اثر ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں کی کوٹا کی پنجابی

اور بلوچی کو صفائی کا خوب صورت امتزاج ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ — رنگوں کا مزاج بھی ملا جلا ہے۔

## لکڑی کا کام

جندوی یا خرا دکا کام زیادہ ترقی کا کام چرام چور میں ہوتا ہے لیکن خاص ڈیرہ غازی خان میں بھی کچھ گھرانے یہ کام کرتے ہیں۔ یہاں بچوں کے کھوٹوں کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے اور بچوں کا ریڑھا جس سے وہ چلنا سیکھتے ہیں بہت خوب اور عمدہ بنایا جاتا ہے۔ پہلے یہ ریڑھا پاکستان کے دور دور کے علاقوں میں بھی بھیجا جاتا تھا مگر جب سے واکرنے والا بنایا ہے یہ ریڑھا بہت کم جگہوں پر جاتا ہے۔

چھوٹا سنگار میز بھی بہت خوب صورت بنتا ہے۔ یہاں کے لیکر آرٹ میں حورنگ اور ڈیزائن استعمال ہوتے ہیں وہ چھوٹ کے لیکر آرٹ کی نسبت دھیمے اور ڈیزائن کھلا کھلا ہے۔

## بلوچ قبائل

ڈیرہ غازی خان سے چند میل پہاڑوں میں بلوچ قبائلی آباد ہیں جہاں قمن سسٹم ہے یہاں کے اہم قبائلی میں نقاری، قیسوانی، مزار، کھوسے، قرقطانی اور مری بلوچ قابل ذکر ہیں۔ ان بلوچ قبائل کے اپنے دم و درواج ہیں۔

## شادی بیاہ

جب کس کی شادی ہوتی ہے تو عمریں خوب صورت رنگ برنگے لباس پہن کر انٹوں پر بیٹھ جاتی ہیں اور قافلہ روانہ ہوتا ہے۔ انٹوں کی لمبی قطار اور ان پر رنگ برنگے لباسوں میں بیوس بلوچ عورتیں — یوں لگتا ہے جیسے رنگوں کا فوارہ چھوٹ رہا ہے۔ شادی بیاہ پر گیت گائے جاتے ہیں اور بلوچ بیوس رقص ہوتا ہے۔

## رسم و رواج

یہاں عورت اب بھی بچتی ہے اور اس کی قیمت دو ہزار سے چار ہزار تک ہوتی ہے۔ رواج کے مطابق عورت کو بازو کھانا ہے۔ کوئی بھگڑا ہو جائے یا کسی کا کوئی فرد قتل کر دیا جائے تو ضلع کے وقت ایک بازو اور کچھ نقد رقم کی پیش کش کی جاتی ہے۔ عورتیں بچ کر کبھی کبھی انہیں پراغوا کر دیا جاتا ہے۔

## کال کالی

اگر کوئی عورت کسی مرد کے ساتھ پکڑی جلتے تو مرد کو کالا اور عورت کو کالی کہتے ہیں۔ کال کالی کا واقعہ ہو جاتے تو عام طور پر دونوں کو بھی قتل کر دیا جاتا ہے۔

## شادیاں

بڑے دگ دام طوطے جوان لڑکوں سے شادی کرتے ہیں، چونکہ لڑکیاں خریدی جاسکتی ہیں اس لئے یہ کام بہت آسانی سے ملے گا۔

## بیماری کا روایتی علاج

اگر کسی کو تیز بخار ہو جائے تو ڈنبر ذبح کر کے اس کی کھان بیمار کو کھا دی جاتی ہے اور کچھ دیر تک اسے کھان میں ہی سہنے دیا جاتا ہے۔

## رُوت کوئیاں

جب بوچھتاہ کے پیادوں پر بارش ہوتی ہے تو پانی اکٹھا ہو کر سپاٹوں سے ہوتا ہوا



تیز رفتاری سے ڈیرہ غازی خان کی طرف پہنچے لگتا ہے۔ اس کی رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ بس کو بھی بہا کر لے جاتا ہے۔ ایک آدھ واٹر ہاوس ابھی ہے۔ مقامی زبان میں HILL TORRENTS کو رُوت یا رُوت کوئی کہا جاتا ہے۔ اُن رُوت کوئیوں کے مخصوص نام اور راستے بھی ہیں۔ فوق فٹ تک پانی آتا ہے اور دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے۔



# لوگ گیتوں کی اقسام

## ماہیا

ماہیا لوگ گیتوں کی مشہور قسم ہے اور پنجاب کے تمام علاقوں میں کیساں قبول ہے۔ ماہیے کے دو مصرعے ہوتے ہیں جن میں پہلا مصرعہ بے معنی ہوتا ہے اور دوسرے مصرعے کی آواز میں ناقہ سداگ اور دھچاؤ پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ ماہیے کے بارے میں سطحی سمجھ ہے جبکہ بہت سے محققین نے والوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ماہیے کا پہلا مصرعہ بھی بامعنی ہوتا ہے اور یہ دو مصرعوں کا نہیں بلکہ تئویر بنجادی کی دھیرج کے مطابق ماہیا کبھی بھی تین مصرعوں سے کم کا نہیں ہوتا اس سلسلے میں انہوں نے ماہیے کی تقطیع کر کے ثابت کیا ہے کہ ماہیا تین مصرعوں کا ہوتا ہے ان کی تقطیع کے مطابق ماہیے کا وزن یوں ہوتا ہے :

فعلات	مفاعیلین
فعلات	مفاعیلین
فعلات	مفاعیلین

ماہیا اصل محبوب کو کہا جاتا ہے اور یہ خیال ہے کہ یہ لفظ ماہی سے نکلا ہے جس کا مطلب بھینس چرانے والا ہے۔ ہو سکتا ہے ماہیا ہمیں وال سے گزرا کر یہ صورت اختیار کر گیا ہو۔

عام طور پر ماہیے کا موضوع عشق و محبت ہے لیکن جذباتی یا محبوب سے شکایت کا موضوع نمایاں ہے۔ دیہاتوں میں ماہیا گائے کا متبادل بھی ہوتا ہے۔ اکثر میسرانے کے لیکن کبھی کبھی گھڑے یا چمڑے کے ساتھ بھی گایا جاتا ہے۔

اجدائیں، اہیے کو بگڑو کہا جاتا تھا لیکن ہوں ہوں پنجاب کی سرزمین پر رومانی کہانیوں  
کا اضافہ جوتا گیا تو ان میں سے بعض کہانیوں کے اسے بگڑاؤ سے مایہ بنا دیا۔

کوٹھلے تے قادی پیا  
بھکیاں بھکیاں کنیاں  
ڈھولا چا درتانی پیا  
پانی وگدا ڈسے ڈسے  
ماہی میرے مونہہ دھوتا  
بودی جو گئی پھلے پھلے

پیپے تے پیپا اسی  
تیرے گھر نہیں دسنا  
تیرا لانا مشرک اسی

چھلی بھروالی  
ماہی نوں لے گئی  
گڈی کھیل بھروالی

سادا سنجی نیاں  
سو بسیم اشک کماں  
مزمان پھلی نیاں

پکولان فی ہیکہ ماہیا  
میرا ماہی شہری باہر  
تیرا جھگی پرچہ ماہیا

چٹے روپے ماہیا !  
دنیا مطلب فی  
انصاف نہ رہے ماہیا !

بجلی دا پگ ہوسے  
دکھیاں بندیاں تا  
کوئی شہر الگ ہوسے

بکوتر ڈبے ڈبے  
دیسے نیت ملے  
پر دیسی لکے لکے

اسما نہیں تار سے نہیں  
ادہ بندے نہیں ملے  
جیڑے موت نے مارے نہیں

تھکان مریئے نا

بچہ راعسل نا

سردار مدینے نا

اگ کی بری گو بیان فون

کھر جبر کیتا

دلہا سہ جو تیاں فون

باری نالی امب پے نہیں

اگے پے دی جہند ٹہی

اتون لکھاں دے غم پے نہیں

کھو تر لا ہا زی

آپ نہیں آئے او

اسی شطان تے نہ راضی

سلاست لٹے دیتے

کھتے ہا سٹیا ای

قفر بے نتے دیتے

سیل چکرے  
اس گڑی آماہیا  
جیڑی دووی سفر کرے

قی سے دو سیر می آ  
اکھیاں فون کی کر سیں  
چند ساری پیری آ

سڑکان توں بٹھ دٹھا  
جدوں دا ماہی تریا  
رڈا اکھیاں چون نہیں نکلیا

کوٹھے تے پا باے  
پتھیاں جڑا کووں  
سجناں دا کی حالے

سپ مارو ٹکے نالی  
اک تیرا بیت سوچنا  
دو جا ترہا ایہی ٹکے نالی

# جگنی

جگنی پنجاب کا ایک مقبول لوک گیت ہے۔ اس گیت میں جگنی کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ دراصل جگنی کے گیتوں میں اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر جگنی گانے والا جگنی کے رنگ وادھاگوں کی تعداد دوسری سے زیادہ بتاتا ہے مثلاً کوئی کہتا ہے :

میری جگنی دس دھاگے بنی

اور کوئی کہتا ہے :

میری جگنی دس دھاگے ست

اس طرح بعض گانے والے جگنی کے دھاگوں کی تعداد پچودہ اور چودہ سے زیادہ بھی بتاتے ہیں یہ دھاگے جگنی کے اوصاف کے سہل ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا رنگ مختلف ہے کبھی کبھی یہ سب رنگ ال کر ایک رنگ بھی بناتے ہیں لیکن پھر بھی ہر رنگ اپنی پہچان برقرار رکھتا ہے کبھی جگنی ایک مزاحیہ کردار ہے جس پر لوگ ہنستے ہیں کبھی کبھی جگنی مظلوم بھی ہے لیکن اکثر وہ خود بھی لوگوں پر ہنستی اور طنز کے تیرہ ساقی ہے بعض گیت ایسے بھی ہیں جن میں جگنی ایک ناجبور اور معصوم بچے کے کردار میں ظاہر ہوتی ہے لیکن اکثر گیتوں میں جگنی ایک سوئی کی روح کا درجہ رکھتا ہے جس میں ایک باطنی صوفی کی تمام صفات موجود ہیں بعض گانے والے جگنی کا لفظ کبھی اپنے مرشد اور کبھی اپنے مرشد کی تعریف کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام دوا جگنی کے دھاگے ہیں جن کا ذکر ہر جگنی گانے والا بار بار کرتا ہے۔



سب سے پہلے جنگلی کا مزا حیرت نوا ہے !

جنگلی جاوڑی در سے

منڈے کے کتاباں نئے

غشی کھڑکی اوپے بستے

اوپر میرا جنگلی رہنڈی آ

جیڑی نام علی ڈالینڈی آ

جنگلی کا غلوسم یا سیکنی ٹوپ !

جنگلی جاوڑی در سے

جٹاں پکڑا سہلے جوئی

اوہی ذات نہ لیندا کوئی

اوہ تے سو روکھی ہوئی

اوپر میرا جنگلی کہنڈی آ

جیڑی نام علی ڈالینڈی آ

جنگلی کا دھانی ٹوپ !

ہن تیری گاواں جنگلی جی !

حق دم مرشد جنگلی جی !

علی لپاں دی جنگلی جی !

تے بری امام دی جنگلی جی !

شاہ بھاری دی جنگلی جی !

ولی شاہ تاریا جنگلی جی !

دوم جنگلی، دوم جنگلی

نگوٹنگوٹوں کر سے ہیں

نات کھ نہی دا پڑے ہیں

ہن تیری گاوان نگین جی !

میں نے نگین کے یہ تین روپ اس سے بیان کئے ہیں کہ نگین کے کردار کا تجزیہ کرنے کے لئے جو بحث آگے چلے گی اسے آسان بنایا جاسکے۔ نگین کا کردار اس قدر گہرا اور سہل گیر ہے کہ اس کی پرستی کھوں بڑا کھن کام ہے۔ یہ ایک ایسا کردار ہے جسے احساس کی سطح پر پہچاننے میں دیر نہیں لگتی بلکہ تحقیق اور علمی تجزیہ شروع کیا جائے تو باختم ہونے پر بھی نہیں آتی۔

میرے خیال میں نگین کو کبھی بغیر پنجاب کے کردار کے مطالعہ میں آسانی پیدا نہیں ہو سکتی۔ نگین دراصل اچھائی، برائی، نیکی، بدی، سوگ، مزاج، مذہبی فیس، مذہبی ادوہائی اور دنیاوی رنگوں سے ترتیب پاتی ہے جس میں حرکت ہے۔ اگر نگین کے فعلی معنوں کا کھوج لگا جائے تو ۱۔ نگین ایک مذہب کا نام ہے جو لگے میں پہنا جاتا ہے جس میں چھوٹے چھوٹے موتی بھی جڑے ہوتے ہیں۔

۲۔ بعض لوگ گیتوں میں نگین کو نگین یا جو نگین کے روپ میں بھی ظاہر ہوتی ہے اور یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ نگین جو نگین کا فطری اعلا م ہو جس کا تعلق ایک یثینیت سے جو جو جگہ جگہ گھومتی ہے اور خانہ بدوشوں کی س زندگی بسر کرتی ہے۔

۳۔ کچھ لوگ گیتوں میں نگین جگنو کی مادہ کے کردار میں بھی نظر آتی ہے۔ بلکہ کچھ میں ایک مذہبی امان سے نہیں نے ایک ایسی کہانی بھی سنیں جن جو اب مجھے بھول چکی ہے۔ صرف آسان یاد ہے کہ اس میں نگین اور جگنو ایک گھر میں رہتے ہیں۔ نگین گھر کا کام کاج کرتی ہے اور پھر رات دونوں اپنے اپنے کمرہوں پر دیتے مکہ کر سیر کر نکلتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگ گیت کا وہ حصہ جس میں جو نگین اور جگنو کا ذکر ہے اس طرح ہے۔

جنگنی جنگنوا گئے روئی  
میری سار نہ لیندا کوئی  
دسے میں پھر پھر جو لگن ہوئی  
پیر میرا او جنگنی کہندی آ

ایک اور ٹکڑا

جنگنوا آڈیا جدو ہڑے  
جنگنی ہو دے نیرے نیرے  
ہو گئے دُور غم دے نہرے

پیر میرا او جنگنی کہندی آ

”جنگنی، جنگنوا گئے روئی؟“ اس سے جنگنی کے جنگنوں سے تعلق کا اندازہ ہوتا ہے اور اس  
بنیاد پر میں نے یہ تجزیہ کیا تھا کہ جنگنی جنگنوا کی ادہ کا سہل ہے جس نے پھیل کر جو لگن اور کئی  
دوسرے سہل بھی اپنے اندر میٹھائے ہیں۔ پسند آجنگنی روئی کا سہل ہے۔

۴۔ گیتوں میں جنگنی کی لوگوں سے INVOLVEMENT سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے  
کہ ممکن ہے جنگنی، لفظ جنگنی (یعنی جگ) فی کا لفظ اصنام ہو۔

جنگنی کے بارے میں لوگ گیتوں میں جو اشارے ملتے ہیں ان کے تجزیے سے اندازہ  
ہوتا ہے کہ جنگنی ایک ایسی روشنی ہے جس کی چمک ”جنگنوا، موتیوں اور سونے جیسی ہے ہلکے  
ان دیے بھی اچھی چیزوں بلکہ اچھے آدمی کے لئے بھی یہ جگہ استعمال ہوتا ہے۔  
”وہ تو سونہ ہے۔“

رہی جنگنی کی بات تو جنگنوا کا کردار اور بات کی تائید میں جنگنی کی روشنی پساری اکثر  
کہانیوں کا موضوع رہا ہے جنگنوا راہ دکھانے والا اور اندھیرے میں روشنی پیدا کرنے والا

کردار ہے جس کا تعلق امید سے بھی ہے۔ جہاں تک موتیوں کا تعلق ہے۔ ہماری لوک دیت میں موتی اور ہیرے اعلیٰ شخصیت کے استعارے بھی ہیں۔ اس لئے نگین ایک بھرپور استعارہ ہے جس کی پرتیں بڑی ویز اور گہری ہیں اور ہر پرت کے بعد دوسری پرت ایک نیا مفہوم واضح کرتی ہے۔ اور بات روح تک حب پہنچتی ہے۔ میں نے ابتدا میں بھی کہا تھا کہ نگین ایک صوفی کی روح بھی ہے اور گہرے مطالعے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ نگین تمام اُن روحانی بزرگوں کی روح ہے جو گزر چکے ہیں۔ اس ضمن میں دلیل یہ ہے کہ جب کوئی نیک اور روحانی بزرگ اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کے اقوال اور اعمال زندہ رہتے ہیں۔ نگین بھی انہی بزرگوں کی ایسی روح ہے جو اُن کے اقوال اور اعمال کی حفاظت ہی نہیں کرتی بلکہ انہیں

PRACTICE میں لاتی ہے۔ ————— مثلاً

میری نگین دے دھاگے دو

درمشرّد دے آن کھلو

تیرے اندر جو دے و

ادبیر میرا نگین کہندی آ

جب نگین کہتی ہے کہ مرشد کے در پر آ کر کھڑے ہو جاؤ تمہارے اندر روشنی ہو جائیگی۔ تو وہ یہ بات اسی روحانی طاقت کی مدد سے ظاہر کرتی ہے جو طاقت اس کا درجہ ہے۔

اسی طرح :

میری نگین دے دھاگے ہاراں

جو سیاں کن فیسکوی پکاواں

گسیاں چواں طبق بہاواں

ادبیر میرا نگین کہندی آ

یہاں بھی اگر اُن دو نمونوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو نگین کے ساتھ لو کا ذکر بھی آیا ہے۔



اگر گاؤں میں کوئی شخص کوئی بُری حرکت کر بیٹھے تو غصے اور تنقید کا روڈ طاری ہو جاتا ہے بلکھن  
 پر بھی یہ سب ٹوڑ طاری ہوتے ہیں ——— حتیٰ کہ اپنے ملک پاکستان سے پنجاب کے لوگوں  
 کو جو محبت ہے بلکھن بھی اسی محبت میں ڈیلی ہوئی ہے۔  
 لہذا ساریں جو بلکھن گاتا ہے اسی میں کہتا ہے :  
 یہ بلکھن پاکستان دی لے

بلکھن : ہذا شیخ کی زبان

اٹھ سم اٹھ میری بلکھن  
 اٹھ تاریا تیری بلکھن  
 ساریں بڑھان دا یا بلکھن

ایہ جی اگل بڑی بریک اٹھ  
 گل ایہ دی ٹھیک اٹھ  
 پر گل اور دی ٹھیک اٹھ  
 سر نہ دیئے یار نوں  
 گلے مشق نوں یک اٹھ  
 اٹھ سم اٹھ میری بلکھن  
 اٹھ تاریا تیری بلکھن  
 ساریں بڑھان دا یا بلکھن

بلکھن نام اے جگ دہتے کھے دی زچ ذات  
 ایہ نوں پڑھے تالی یقیں دے کر دینا کم داس

کلمے دی رب نے شان بنائی گندیاں دلاں نوں کروا پاک  
 کیشیاں نیں سب عشق دیاں نے عشق اشد دی ذات

او پر میریا بھگنی  
 ہائے تاریا تیری بھگنی  
 سائیں بوہڑاں والیا بھگنی

زبانی کمر سب کوئی پڑھا، دلدا پڑھا کوئی ہو  
 جنہاں کمر دل دا پڑھیا ادھناں پس ڈھونڈی ہو  
 دلدا کمر عاشق پڑھا کیہہ جانی یا رگوئی ہو  
 ایہہ کمر مینوں پیر پڑھایا میں سدا سہا گئے ہوئی ہو

او پر میریا بھگنی  
 ہائے سائیں تاریا بھگنی  
 سائیں بوہڑاں والیا بھگنی

میری بھگنی دے دھانگے دو  
 کسے دا مطلب جد کے ہو  
 استغنے دے دل توں دھو  
 جہرے اندھ گئے لو  
 او پر میریا بھگنی  
 ہائے سائیں تاریا بھگنی  
 سائیں بوہڑاں والیا بھگنی

وہ نام فقیرا تیرا تے سرت شنبل دہے آیا  
 اندر تیرے نہیں چنی دگر دی، ٹوں کیوں پھر ہی ترایا  
 اندر دی بھر کے بگ صبر دا، اپنی نہیں مرشد نے فرایا  
 مرشد نظر مردی کہتی، تجھے نوں سا ہے پایا  
 اوہ میری بگنئی  
 ہائے سائیں تار یا بگنئی  
 سائیں بوڑھاں والیا بگنئی

میری بگنئی سے دھالے نیں ست  
 دہی مرشد وال سرت  
 صبر گرا پیر دا پٹ  
 ڈٹ گیا جھوٹے رو گیا پچ  
 اوہ میری بگنئی  
 اللہ بسم اللہ بگنئی  
 ہائے سائیں تار یا بگنئی  
 سائیں بوڑھاں والیا بگنئی

واہ وا نام فقیرا تیرا نام تیرا دی اچھا  
 مانیں سیتا، ناری کہتا تے بوٹیوں لائی برتا  
 چارے دے لگے فقیرا تان پھل کھا دیں مٹھا  
 اللہ بسم اللہ بگنئی



اے سائیں تار یا جگنی  
سائیں بوہڑاں والیا جگنی

کی دوتا میں نال دودھ دے جہوں چریا سی دے کچا  
لاٹھ ساڑ کے چہنے دھریاتے وہی جھایا کھٹا  
میم دھانی، تون نیسترا، مار عشق دادھکا  
اوپر میریا جگنی  
اللہ بسم اللہ جگنی  
اے سائیں تار یا جگنی  
سائیں بوہڑاں والیا جگنی

## چھلّا

چھلّا بھن پنجاب کا ایک قدیم لوک گیت ہے۔ چھلّا دھامس اگوٹھوں کو کہتے ہیں اور چھلّے کا تعلق گاؤں کی فوجی عمر توں سے بہت گہرا ہے۔ ہمارے دیہات میں محبت کی نشانی کے طور پر چھلّا اور دھامس پائی جاتا ہے اور اگر کوئی نامانگی ہو جائے یا محبت میں کوئی تھپا پیدا ہونے لگے تو فوراً چھلّے اور دھامس کی دھامس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

چھلّے میں عشق و محبت کے علاوہ ہر موضوع سمویا ہوا ہے لیکن میں نے پنجاب کے دیہاتوں سے ایسے چھلّے بھی سنے ہیں جو سربازانہ رات کی تنہائیوں میں سفر کے دھامس گاتے ہیں۔ جن میں بہادر ہی کا جذبہ نمایاں ہوتا ہے۔

چھلّا دو مصرعوں سے لے کر دس مصرعوں تک اس سے زیادہ کا بھی ہو سکتا ہے۔

چھلّا نوں نوں تھیوے

پتر سٹڑے یوے

اٹھ ہر نوں دے

لگی سنس چھلّا چھو ہرا!

کا بہن لایا ای جھورا،

## ڈھولا

ڈھولا پنجاب کے مہرام کی پسندیدہ مصنف ہے۔ ڈھولنا ایک زیور کا نام ہے جسے نوجوان اپنے بازو پر باندھتے ہیں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ڈھولنے پر ذمہ کر کے اسے بازو پر باندھا جاتا ہے تاکہ نوجوان کی طاقت اور کائناتوں کی وجہ سے اسے نظر نہ لگے۔ یہ زیور ڈھول کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس سے یہ خیال بھی کیا جاسکتا ہے کہ ڈھولے کا تعلق ڈھول سے بھی ہے ڈھول ایک لوک ساز بھی نہیں بلکہ محبوب کو بھی پیار سے ڈھول یا ڈھولن کہا جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ ڈھولے کا تعلق سنی کے محبوب ڈھول سے ہو۔ لیکن نوک لور میں ہر محبوب کو ڈھول یا ڈھولن کہا جاتا ہے اس لئے ڈھولا عام طور پر عورت کی طرف سے مرد کے لئے عہدات کی ترجمانی کرتا ہے۔

بت دلا تیریاں ٹاہنیاں ہیں ہراناں  
گھلن وا دھوڑے دی آپ ڈلاناں  
ڈھولا لگیاں ترور و ایس تیریاں نیتاں ہیں پچھاناں  
سانوں تان نکھیاں ڈھیس پریشیں دی نہ ہسرتاں دیں بھ کے رانیاں

بزار دکا ندی ترورے  
میرا سامنی گی دی گھر دے  
تے پل نشتاں ڈھولا  
چور ڈھولا  
ڈھول مکھناں  
راضی یار رکھناں

## بولسیاں

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے بولیاں ایسے بولوں پر مشتمل ہوتی ہیں جن کیلئے شاعرانہ اظہار کی ضرورت پڑتی ہے  
بول عام طور پر دو لائنوں کی ہوتی ہے اور اس میں پہلی لائن میں کہی جوتی بات کی تصدیق  
دوسری لائن میں ہوتی ہے۔

قبران اڑیکیاں

جیوں پتھراں نوں مانواں

یہ بول کا ایک نمونہ ہے۔ بول میں عام طور پر مشق محبوب کا سواپا اس کی چال، انداز، رویہ  
لباس اور کردار کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔ مزوری نہیں کہ بولی میٹھے بولوں پر ہی منحصر کہے  
بعض اوقات بول میں بڑی تکنی اور طنز بھی چھپی ہوتی ہوتی ہے۔ پنجاب کی ثقافت کے بشیر پہلو  
بولوں میں جھلکتے ہیں۔

منجے رہن گے چارے پیرے  
چنچھی آڈ جان گے

گوری پیاں بھار ڈری  
تے ٹٹ گئے تریل دے سوتی

اکھ میسے پاردی دے دے  
لال میریاں اکھاں دھجے رڈھے

## جھوک

جھوک دراصل گاؤں، دیہات یا کسی پہاڑی گاؤں کو کہتے ہیں اسے ڈھوک بھی کہا جاتا ہے لیکن پنجاب کے گیتوں میں ماہی کے گاؤں کے ڈیرے کو کہا جاتا ہے۔  
”میں بھی جانا جھوک مانتھن دی  
ہل میرے کوئی چلے“

جھوک میرے مولا والی کہنی کو ڈورنی  
اکھیاں توں نیڑے نیڑے تھل توں ڈورنی

سکے دے پیرا میری سن عرضنی دے  
تیرے تے باجھوں میرا ہونہ کوئی دے

جھوک میرے مولا والی دسدی ہی ڈورنی  
قدماں توں نیڑے نیڑے اکھیاں توں ڈورنی

جھوک میرے مولا والی  
کتنی کو ڈور دے  
اکھیاں توں نیڑے نیڑے  
قدماں توں ڈور دے

وگدھی اسے مادھی بوجھ  
سٹھنی آتھلا  
شُر گیا ماہنی رنگ  
پے گیا پھلا

جھوک میرے مولا دانی  
کھننی کو دُور دے  
اکھتیاں توں نیڑے نیڑے  
قدماں توں دُور دے

وگدھی اسے مادھی بوجھ  
سٹھنی آں دیسکے  
عالم نیں ماپے جیڑے  
دھیان توں دیکھدے

جھوک میرے مولا دانی  
کھننی کو دُور دے  
اکھتیاں توں نیڑے نیڑے  
قدماں توں دُور دے

وگدھی اسے مادھی بوجھ  
سٹھنی آں پراتاں  
اگے مٹھ پتھے  
کھلیاں جھاتاں

جھوٹک میرے مولا والی  
 ہو گئی منظور دے !  
 اکھیاں توں نیڑے نیڑے  
 قدماں توں دُور دے !

ہاگ لواہاں 'بیچ  
 لواہاں آں کھٹیاں  
 پتھیاں نہ تھساں ڈھولا !  
 اساں نہ دھتیاں

جھوٹک میرے مولا والی  
 ہو گئی منظور دے  
 اکھیاں توں نیڑے نیڑے  
 قدماں توں دُور دے !

## یاراں ماہ

یاراں ماہ پنجابی شاعری کی ایک قدیم صنف ہے اور ہمارے صوفیا میں بہت مقبول رہی ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ "یاراں ماہ" یا "یاراں ماہ" مطلب یارہہ چینی ہے۔ اور اس صنف میں شاعر ایک عاشق کے دوپہ میں یارہہ ہمبازی کی کیفیات بیان کرتا ہے ان کیفیات میں جذباتی کاغذ پر نمایاں ہوتا ہے۔

یاراں ماہ ہمارے لوگ گیتوں کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور ان کا عکس بعض لوگ گیتوں میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

چڑھیا ہمیں ہمیت دلاں دے بھیت کوئی نہیں جانا  
اوہ گپا پردیس جو ساڈے مان دا

چڑھیا ہمیں دسا کھ اپنے پتی دا کھ، اپنے رسی پھر پیا  
ماہی گپ پردیس جیوڑا روپیا



## ستوار

ستوار ایک نظم ہے جس میں سات دونوں کی جذباتی کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

پتھر بھلائی بدھ سدا میری بھرے نئے مت ماری دے  
دنیا میں توں دھکے دیندی یار نہ دیندا یاری دے !  
ڈھبہ گئے ملل امیدوں والے دست گئی لاچار سی دے !  
ہتھ بٹھو کواں آجھو باتوں جیتوں میں ناری دے !

## دو ہڑے

تو ہڑا جسے تو ہڑا بھی کہا جاتا ہے۔ عام طور پر کافی یا دوسرے لوگ گیتوں کی ابتدا میں لگایا جاتا ہے۔ دو ہڑے ہماری قدیم پنجابی شاعری سے تعلق رکھتے ہیں۔ دو ہڑے کے دو یا چار مصرعوں میں کوئی نصیحت یا تصوف کی بات کی جاتی ہے۔

لوگ فریاد ستیا جیوں رکھا جوار  
جب لگے ٹانڈا نہ کرے تب لگے لوگ پکار

علاں اتے مشاپلی دو نہاں اکو چیت  
لوکاں کرے پاناں آپ ہنیرے مت

ستھی دی مایاں میندی دجئے! چھڈ بلوچ دی یادی  
اگل رات مقام جنہاں دا بچھل رات تھیاری

چل فقیرا آڑ پڑ چلئے نکدی دی جاندی جوگ  
چلے دانے تے چیتے پانی دے جبرگتے پیندے دگ

## سُرّان

سُرّان پنجاب خصوصاً آجھڑا کے علاقہ میں مقبول ہیں۔ یہ دو مصرعوں سے لے کر آٹھ یا اس سے زیادہ مصرعوں کا بھی ہو سکتا ہیں۔ ان میں سے ہر مصرعہ دو مصرے کا ہم تالیف ہوتا ہے۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ سُرّان ایک چھوٹی سی نظم ہوتی ہے جس میں نفسی کے تمام موضوعات لیکن غصہ پر عشق و محبت کا ادگ نمایاں ہوتا ہے۔ سُرّی بغیر کسی سانس کے کان پر ہاتھ رکھ کر کہتی تھیں کہ گائی جاتی ہیں جو کوئی سُرّی گارنا ہو تو یوں گاتے جیسے ہیں کہ رانا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سُرّوں پر درد اور بُدائی کا نمونہ غالب ہوتا ہے۔ سُرّان عام طور پر چرواہے گاتے ہیں لیکن یہ عام محفلوں، مجلسوں، شیشوں میں بھی گائی جاتی ہیں۔

جا پایا جانا ایس

رات جا رہی تھیں باہر سے

کنڈوں پچھے چٹھیاں

گلاں بندیاں تو نہ تھتے

بے داس نہیں دوسرے

نکودے تان آدوی نوج دے

جی جھگی

اُتے پہل کپا ہے

جیناں دی خاطر چلی

بیلی ملی پے سا ہے

بگی جھکی  
 اُتے نیلک کیہی  
 پسوں تان لگدیاں اکھیں  
 مگروں لگدی دیرہی  
 جہناں دسے یار پر دیرہی  
 اوہناں نوں چاؤڑ کیہی

پانی پئے دینا آں  
 تیرے باگ دے پھل نوں  
 اک کھچو ہزار پکبسر  
 کوئی دیا نہیں تہی دسی تن نوں  
 سجدیوں پھل گئی  
 مات کراواں پھل پھل نوں  
 میرے شہر پہ ہو کے  
 بھائی مسجد سے نہیں مل نوں

ہریاں چلیاں  
 بچے آگ پیا نیٹیاں  
 پانی نوں چلیاں  
 رل کے دو توں بھیناں

اک انگ دی تہی  
 دوجی توں پھیدا گہناں  
 پاتی اوتھوں بھرنا  
 جیتے لائو پنیاں

## سہی حرفی

سہی حرفی بھی قدیم صنف سخن ہے جس کے پہلے مصرعے کی ابتدا الف سے ہوتی ہے اور اس کے جتوں کی ترتیب عربی کے حدود آجی کے مطابق ہوتی ہے سہی حرفی کا رنگ ہمیشہ صوفیانہ ہوتا ہے۔

## بنیت (بیت)

بنیت کا لفظی تعلق عربی کے بیت سے ہے۔ چنانچہ بنیت چار چار مصرعوں کے بندوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان میں صوفیانہ موضوعات کے علاوہ زندگی کے دوسرے کلی بھٹی پر بحث آتے ہیں۔

الف۔ آگیا رانجھنے ہیر تلہ میں سانجھ لھیاں راجو آباد ہیر سے  
تیرے باپ نے صاف جواب دتا، قول اپنا رکھنا یاد ہیر سے  
باباں پرس کی تھی تیری تو کڑی میں، ہر نیاں مشتاکں برلو ہیر سے  
محوشہ ہزار سے توں ٹری ملیاں لے لے ہم تیرا تھیاں شاد ہیر سے

ب۔ جنہ کے جتھاں نوں ہیر کہندیاں میں حق نوں جوہر دتا رانجھا !  
حیرے عشق نے مہن کیا بکیت، سینے خنداں والی نال لا رانجھا !  
جیکر باپ تیڈھے نال کا کیتا، اوہ سے وقت جساں نہ بکھا رانجھا !  
محوشہ اے سار توں لھیاں دیں، درن نکرا نہیشے چا رانجھا !

## کافی

کافی بنیادی طور پر کاسیکی شاعری کی صنف ہے جو مشعر و سہ سے ہی ہمارے  
صوفی شعراء اور عوام میں بہت مقبول رہی ہے۔ لیکن  
اب اگر تخیل پر کیا جائے تو کافی لوگ گیتوں کا درجہ اختیار کر چکے ہیں بلکہ اکثر لوگ کافیوں اور  
لوگ گیتوں کے حصوں کو ملا کر نئے گیت بناتے ہیں اور گاتے ہیں۔  
ہمارے ان بچے شاہ، خواجہ فرید، شاہ جیسی، اور چمن سرمست کی کافیوں بہت مقبول ہیں

### راجنہا جو گیتا بن آیا

ایس جوگی دے نین کٹورے  
بازاں وانگوں لینڈے ڈورے  
مکھ ڈھیاں جہازن دکھ جو رے  
ایہناں اکھیاں لال دھنیا  
راجنہا جو گیتا بن آیا  
ایس جوگی دی ایہ لٹاں  
کن دھن مندرای گل دھن کافی  
صورت ایس دھن یوسف ٹاٹا  
ایس الفوں احد بنایا  
راجنہا جو گیتا بن آیا

(بچے شاہ)

دار ایک دیرینہ نظم ہوتی ہے اس میں عام طور پر بہادری اور جنگ کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ داریں عام طور پر بہت طویل ہوتی ہیں اور قارؤں انہیں قیامت ڈال کر لوگ سازوں کے ساتھ گا کر سناتے ہیں۔ عام طور پر داریں شام کے وقت ختم ہوتی ہیں اور رات گئے تک جاری رہتی ہیں۔

پنجاب میں قلا بھٹی، جھیل قلا، دارا بلو شاہ، ٹو حویلی سمن اور چٹوٹی کی داریں بہت مقبول ہیں۔

## عشقیتہ لوک گیت

ہمارے ان روحانی لوک داستانوں کے اہم کرداروں کے ناموں سے بھی بہت سے لوک گیت مشہور ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ہیر راجھے کے قصے کا کوئی حصہ سننا چاہے تو دے گے گا تیار ہیر سناؤ۔ اسی طرح مرنہ ہستی، تو مہنی، گیمیا، تریجی آصرت کرداروں کے نام ہی نہیں بلکہ لوک گیت بھی ہیں۔ ان کی مناسبت سے ان میں سے ہر گیت کا اپنا سر اور نئے انگ لگے ہیں۔



## لوریاں

لوری وہ گیت ہے جو ہمیں بچے کو بھلاتے ہوئے گاتی ہیں زیادہ تر لوریوں میں نیند کا ذکر ہوتا ہے اس لئے خیال کر لیا گیا ہے کہ لوریں ماں بچے کو سونے کے لئے سناتی ہیں لیکن یہ لوری کا صرف ایک پہلو ہے۔ لوری میں وہ جذبات پیچھے ہستے ہیں جو ان بچے کے لئے رکھتی ہے لہذا ماں کی خواہشات لوری کی توجہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ ماں اپنے بچے کو جو کچھ بتانا چاہتی ہے اسی کا ذکر لوری کے بولوں میں کرتی ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے کہ لوریاں صرف بچوں کے لئے ہوتی ہیں، لوریاں بڑوں، کے لئے بھی ہوتی ہیں جن میں ان کی مہارتیں یا محبت کا تذکرہ کیا جاتا ہے بلکہ مشہور، جدائی کے لمحات میں انتظار کی کیفیت کو لوری کے بولوں میں بیان کرتی ہے لہذا لوری ایک ایسا لوگ گیت ہے جو پیدائش سے لے کر جوانی اور بڑھاپے تک تورا تورا سفر کرتا ہے۔

لورم لوری

دو دھے دی کٹوری

پنی لے کا کا

مستی تریں چوری

آلھڑ بلھڑ بادے دا

بادا ککب یا دے دا

بادی من پکارے دی

بادا بہہ کے کھاوے دا

## شادی بایہ کے گیت

پنجاب میں شادی بایہ کی جتنی بھی رسمیں ہیں ان میں سے ہر رسم کے ساتھ کوئی نہ کوئی گیت ضرور گایا جاتا ہے۔

### منگنی کے گیت

منگنی ہونے پر جو گیت گائے جاتے ہیں۔

### گنڈھو کے گیت

شادی کی تاریخ مقرر ہونے پر گائے جانے والے گیت۔

### جاگا کے گیت

وہ گیت جو شادی سے قبل رات بھر بچے کی رسم پر گائے جاتے ہیں۔

### گھوڑیاں

نوباہی گھوڑی کی تعریف میں گائے جانے والے گیت۔

### سُباگ

دلہن کے گھر لائے جانے والے گیت جن میں دلہن کے لئے نیک خواہشات کا اظہار۔

ہوتا ہے۔

## سہرے

سہرا بندی کے موقع پر گائے جانے والے گیت۔ شادی بیاہ کے علاوہ سہرے کھجی دسری خوشی یا پرکے مزار پر بھی گائے جاتے ہیں۔

## سٹھنیاں

ایسے گیت جن میں طنز و مزاح کا عنصر غالب ہوتا ہے اور یہ باریاتوں سے ہنس مذاق کرنے کے سلسلے میں گائے جاتے ہیں۔

## چھند

چھند مصرعوں کی ایک مزاحیہ صنف ہے جو ڈولہا اور اس کی سائیں آپس میں گاتی ہیں۔

## ڈولی کے گیت

ڈولی کے گیت اس وقت گائے جاتے ہیں جب ڈولہمن ڈولی میں بیٹھتا ہے اور ڈولی گھر سے رداڑ ہو ق ہے۔

## لوک ناچ

پنجاب کے لوگ سرت گیتوں میں ہی نہیں بلکہ رقص میں بھی اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں خوشی کے موقعوں پر شاہی بیاہ سے لے کر فصلوں کی کٹائی تک اور بزرگوں کے مزاروں تک لوگ ڈالیر کے ساتھ ناچتے ہوئے پہنچتے ہیں۔ پنجاب میں یہ لوک ناچ مقبول ہیں :-

- ۱۔ سستی
- ۲۔ بھنگڑا
- ۳۔ لڑائی
- ۴۔ دھرمیہ راجپوت
- ۵۔ گردھا
- ۶۔ لیکل
- ۷۔ بانگی
- ۸۔ خلیقہ راجلی
- ۹۔ پھسٹیاں

سستی

سستی ایک لوک کہانی کا کردار ہے جس کا ڈھول بڑا مہاور اور خوب صورت تھا۔ لہذا اس ناچ میں ڈھول اور سستی کی کہانی کے حوالے سے بھرپور محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سستی ناچتے ہوئے جسم کی حرکات اس طرح بدلتی ہیں جس طرح کہانی میں آواز چلاؤ کرتے ہیں لہذا اگر ناچاؤ پر سے نیچے کی طرف حرکت کرتے ہوئے تھکان کا تاثر دیتے ہیں تو نیچے سے اوپر

کی طرف مٹاپ اور خوشی کی لہر پیدا کرتے ہیں۔ جبکہ اس ناچ کے ساتھ جو گیت گائے جاتے ہیں، یہ ناچ ان گیتوں کے بدستے ہوتے مزاج کا پوری طرح ساتھ دیتا ہے اور اس کا مرکزی تاثر مٹاپ سے ترتیب پاتا ہے۔ عورتیں عام طور پر شادی بیاہ کے موقعوں پر یہ ناچ ناچتی ہیں۔

## گدھا

گدھا ایک لوک ناچ ہے اور اس کے ساتھ گائے جانے والے گیت کو بھی گدھا کہتے ہیں۔ گدھا کے نغضی معانی ہیں تالی بھانا چونکہ اس میں تالی بجا بجا کر رقص کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس ناچ اور گیت کو گدھا کہا جاتا ہے۔ گدھا گو گدھا بھائی کہتے ہیں۔

ایڈھر کنکان، اڈوھر کنکان

وچ کیا دی بانٹو دی

نیں شہ میں مر مر جاں

پکھری باپو دی

ایڈھر کنکان، اڈوھر کنکان

وچ کیا دی دھانیاں دی

نیں شہ میں مر مر جاں

پکھری بھانیاں دی

ایڈھر کنکان، اڈوھر کنکان

وچ کیا دی گندھیاں دی

نیں شہ میں مر مر جاں

پکھری رتھیاں دی

تہی ماہان ٹوک  
 ہے میری کشتی مرہائے  
 کو  
 تہی ماہان ٹوک  
 ہے میری کشتی مرہائے

چھپر کنڈھے دو سادھو اترے  
 اونہاں ماری چپک  
 رنگ میرا بدل گیا  
 نین مل دی چھپرٹ  
 رنگ میرا بدل گیا

چھپر کنڈھے نین بھاڑے اونہاں  
 گڈ دیے گیا کان  
 دے کا فوان گڈوی دے  
 گمڑن اے دی مان  
 دے کا فوان گڈوی دے

بارہیں پرسیں کھٹن گیا تے  
 کھٹ کے پیا یا سوٹا  
 باپے تے ودھو پیا

میرے گت دے پماندے نالوں  
بابے نے ورٹو یا

باریں برسیں کٹیں گئے  
کھٹ کے لیا یا لاواں  
چھتری دی چھاں کروے !  
تیرے گر جھولوی آداں  
چھتری دی چھاں کروے !

باریں برسیں کٹیں گئے  
کھٹ کے لیا یا جھاناں  
بتران دے ٹھکیاں توں  
کھنڈا ہتھی لاواں  
بتران دے ٹھکیاں توں

بابل میرے باگ لویا  
بوچ لوائیاں ڈھکیاں  
گر کسی تے نہو ویر دے !  
تینوں رنج کے پہی دیکھاں  
گر کسی تے نہو ویر دے !

کھٹکی گاتے  
 کیہ کچھ کھٹ کے لیا یا ؟  
 جو بٹے !  
 کھٹ کے کش نہ لیا یا  
 ہاں دیا پٹخ بٹناں !  
 سانوں ساری رات نہ لیا یا  
 ہاں دیا پٹخ بٹناں

کھٹکی گاتے  
 کھٹ کے لیا یا پھیتا  
 آٹے والی موج بن گئی  
 میری سنسنے مشین والا کپتا  
 آٹے والی موج بن گئی

## بھنگیلا

بھنگیلا پنجاب کا سب سے مقبول لوک ناچ ہے۔ اس ناچ کا بدم ایسا ہے کہ کوئی بھی شخص  
 اصول پر تھا پڑھتے ہی بے خود ہو کر ناپنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ناچ کے کوئی بچے چوٹے  
 اصول نہیں۔ اس ناچ کی موسیقی خود بخود جسم کو فزقی اور مردہ فزقی ہے۔ ناپنے والا اپنے جسم کی حرکات  
 کے بارے میں conscious نہیں ہوتا۔ یہ ناچ ہر وقت پر دیکھنے میں آتا ہے۔ فیصلہ کی کڑائی  
 سے لے کر چند گھنٹوں کے ملاوٹوں تک بھنگیلا خوشی کے اظہار کا ذریعہ ہے۔



دوسری

دوسری تفصیل ذکر گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔

لٹری

لٹری دراصل کامیابی کا ناچ ہے یہی وجہ ہے کہ نعل کے بعد فاتح پہلوئ کے گرد اس کے  
دست بھنگٹے کے ساتھ ساتھ لٹری میں ٹولتے ہیں اس ناچ میں آنکھیں بھی حصہ لیتی ہیں اور  
ساتھ ساتھ نوجوان منہ سے یہ آوازیں نکالتے ہیں ۔  
”ہٹ کے لٹری، ہٹ کے لٹری“

ککلی

ککلی چھوٹی بچیاں اور نوجوان لڑکیاں ایک دوسری کا ہاتھ پکڑ کر چلتی ہیں گھوم کر کھیلتی ہیں اور  
ساتھ ساتھ گاتی ہیں ۔

ککلی ککری کی قاتی ککلی ککری

چنگ میرے دیر دی

دو پٹیرے بھائی دنا

شیر سپاہی دنا

بٹے ٹرنہ جوائی دنا

جلی خلیجی

جلی یا جلی صوفیا اور سنگوں کا ناچ ہے جو وہ بھودی اور مستی کے عالم میں ناسپتے ہیں اس ناچ  
میں سر کی حرکت نہایت اہم ہوتی ہے۔ اکثر بڑے اکثر بڑی آواز کے ساتھ سر دائیں بائیں اور اونچے  
حرکت کرتا ہے بعض صوفیا اور سنگوں کے ہاں اس ناچ کا مراد حال ”پڑنے کے بعد آتا ہے لیکن  
اکثر ذکر کے دوران یا جذب کی حالت کے ادھاک کے نتیجے میں جلی کی کیفیت خود بخود پیدا  
ہو جاتی ہے۔



## پنجابی گھر میں وزمرہ استعمال کی چیزیں

چنگیر یا بھجانی پختہ دیکھیں، پورس ڈبہ، پکٹی، ٹوڑھا، پیڑسی، منچو کنی، چٹا، مٹی کا ہولہ، بھڑولا، گہی کوٹھی، کوٹاڑی، بھاڑو، بوکر، چھکا، چرغا، چائی، صحنائی، قوا، ہرات، پکٹی، مٹی، خضہ، گھڑا، پڑنی، ٹوپی، دھڑو یا گھڑے، گھڑو بھی، گھڑہتھی وغیرہ وغیرہ۔

### چنگیر یا بھجانی

چنگیر روٹیاں رکھنے کے کام آتی ہے لیکن علاقوں میں چنگیر کو بھجانی کہا جاتا ہے۔ یہ کسی کچھ حصوں میں فقط چنگیر اور بھجانی بیکت وقت استعمال ہوتے ہیں۔ چنگیر سی اور بھجیاں بڑی پلیٹ کی شکل کی بھی ہوتی ہیں۔ اور سانپوں کی پٹاری جیسی بھی گاؤں کی عورتیں اور لڑکیاں عام طور پر چنگیر سی اور بھجیاں خود ہی بن لیتی ہیں لیکن بعض علاقوں میں چنگیر کو چھکریا چکوری بھی کہا جاتا ہے۔

### بنانے کا طریقہ

بھجیاں اور چنگیر بنناڑ سے بنی جاتی ہیں جب گندم کے پودے کھیت سے کاٹے جاتے ہیں تو عورتیں ان کے سٹے کاٹ کر پیوندہ کر دیتی ہیں۔ باقی گندم کے پودے کا تارہ جاتے ہو سٹرا straw کی طرح کا ہوتا ہے بلکہ جب گاؤں میں کسی شخص کو دانتوں کی تکلیف ہوتی ہے اور پانی وغیرہ دانتوں کو لگتا ہے تو اسی تاڑ کو سٹرا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

جب تاڑ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو عورتیں ان کا مٹھا دگٹھا بنا کر اسے پانی میں بھگو دیتی

ہیں جب گندم کی یہ بالیاں نرم ہو جاتی ہیں تو مختلف رنگ کا ڈھکرا نہیں الگ الگ پرتوں میں ان رنگوں میں ڈھلور یا جاتا ہے اور پھر ان مختلف رنگوں کے ٹاٹ سے عورتیں اور لڑکیاں مل کھچا بیاں اور چنگیری بناتی ہیں۔ ٹاٹ کے علاوہ اس مقصد کے لئے کھجور کے پتوں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے جنہیں پٹے، کھچے یا کھٹے بھی کہا جاتا ہے۔

بعض عورتیں صوف اپنے گھر کے استعمال کے لئے چنگیری بناتی ہیں لہذا اسی لئے کبھی سال میں ایک دو بار بنی لیتی ہیں مگر کچھ غرب عورتیں چنگیری بن کر روزی کماتی ہیں۔ بعض عورتیں چنگیری بنانے کے لئے ایک قسم کے جنگلی پودے جسے کاہ یا کانہہ کہتے ہیں کے پتے بھی استعمال کرتی ہیں چنگیر بننے کے لئے ایک موٹے سونے کی مزدت پیش آتی ہے۔ پانچ سات بالیاں لے کر ان کے گرد نرم بالیاں بپیٹی جاتی ہیں اور انہیں گولائی میں سلسلہ در سلسلہ بناتی جاتی ہیں۔

ماہر عورتیں چنگیروں میں رنگدار پیل بوٹے اور مختلف ڈیزائن بھی بناتی ہیں بعض عورتیں بالیوں کو چیر کر ان کی اندرونی سمت کو اوپر کی طرف لے آتی ہیں اس طرح چنگیری سنہری دکھائی دیتی ہیں۔

چنگیری کی قسم کی ہوتی ہیں بعض عورتیں ڈھکنے والی چنگیری بھی بناتی ہیں۔ ایک قسم کی چنگیری سالن وغیرہ کا برتن رکھنے کے لئے درمیان میں سے کٹارے کے مطابق گہری ہوتی ہے۔

لوگ گیتوں میں چنگیر کا ذکر بار بار آیا ہے :

پٹلان بھری چنگیرا سے

اچ راتی ڈھول آوے خوشیاں دی مویا سے

پچھلی

یہ ایک چھوٹی سی ٹوکری نما چیز ہوتی ہے جو لڑکیاں اور سوتی دھاگہ وغیرہ رکھنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اسے بھی ٹاٹ ہی سے چنگیروں کی طرح بنا جاتا ہے۔ لوگ گیتوں میں



آغا شریف کے بازاری چھوڑ چھوڑی شادیوں اور بھینسوں کے نکال

بچگی کا ذکر

ہابھی بڑھاپا کل ماہیا  
زل گیا تیرا میرا دل ماہیا

چھکو

یہ بھی ناٹ سے بننا پانا جاتا ہے اور عام طور پر ڈھکنے والا ہوتا ہے اس میں بھی ٹوٹیں پونیا  
سوئی دھاگہ اور مٹیں وغیرہ رکھتی ہیں۔

پٹاری

ناٹ یا کھجور کے پتوں سے بنی جاتی ہے جو گی اس میں سانپ رکھتے ہیں جبکہ گھریو عورتیں  
میری سوئی دھاگے اور سوت وغیرہ رکھنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ پٹاری نما چنگیر دھنیاں  
رکھنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

چورس / ڈبہ

یہ ناٹ سے بنی ہوئی ایک قسم کی صندوقچی ہوتی ہے جو گندم کی بالیوں اور دھاگوں  
سے تیار کی جاتی ہے۔

پکھتی

پکھتی یا پکھتی ہر گھر کی بنیادی ضرورتوں میں شمار ہوتی ہے اور اکثر دیہاتوں میں کچھ خاندان  
ایسے ہیں جہاں کا ذریعہ آمدنی کھیاں بنانا ہوتا ہے انہیں ڈنڈی گر یا پکھی گر کہا جاتا ہے۔ یہ  
پکھیاں چوٹے سائز سے لے کر اتنے بڑے سائز کی بھی ہوتی ہیں جنہیں بیک وقت دو آدمی

لی کر بھلتے ہیں۔ یہ پٹھانیاں ناٹکی بھی بھرتی ہیں اور کھجور کے پتوں سے بھی بنی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ دستہ کڑھی یا سرکنڈے کا ہوتا ہے جسے ڈنڈی کہا جاتا ہے۔ پٹھان بٹنے سے پہلے کھجور یا ناٹکے پتوں کو مختلف رنگوں میں رنگ لیا جاتا ہے اور اس سے پٹھان پر مختلف قسم کے نمونے بندتے جلتے ہیں۔ پھر عورتیں کدیشے سے پٹھان کی کٹاڑوں پر جھاریں کر لگاتی ہیں۔ یہ جھاریں کڑے سے بھی بنائی جاتی ہیں جو خوبصورت ہونے کے ساتھ نیا وہ ہوا بھی دیتی ہے۔ ان کی پٹھان سجاوٹ میں دیکھنے سے قطعاً رکھتی ہے۔ بڑے زمینداروں کے گھروں میں چھت پر کپڑے کا بٹا پنکھا لگاتے ہیں جسے سستی کے ذریعے پکینچ کر ہوا حاصل کرتے ہیں۔

پٹھان کا ذکر بھی لوگ گیتوں میں اکثر آتا ہے ،

پٹھان توں پھل پاساں

جیوندی ہے رہی ڈھولا تیرے رٹنے والے پاساں

پہنچ

ہر جمے گندم جو۔ دالیں وغیرہ صاف کرتے ہیں۔ یہ ہر جم بھی سرکنڈوں سے بنایا جاتا ہے۔ کافوں کو باندھنے کے لئے عام طور پر سیبا استعمال ہوتا ہے۔

موٹڑھا

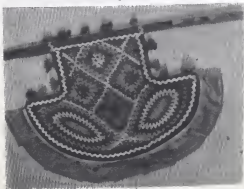
موٹڑھے کو خیالی میں موٹڑیا موٹڑھا کہا جاتا ہے۔ یہ دو طرح کا ہوتا ہے سادہ یا بانڈوال۔ موٹڑھے بنانے کا کام عموماً مرد کرتے ہیں یہ لکھنویوں اور کافوں کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے۔

سرکنڈا یا کان

سرکنڈے کو کانہ کہتے ہیں جس سے دیہاتی بچے قلم تیار کرتے ہیں ہر کنڈا ایک خودنوہ ہوا ہے۔ جو پنجاب میں عام ہوتا ہے۔ عموماً جنگلوں میں آگتا ہے۔ بعض کسان اپنے کھیتوں میں مینڈوں یا



۷۲



پنجی (پنجی)



گندے نالوں کے کس دلوں پر خود بھی کاشت کر لیتے تھیں جب یہ پاک بات ہے تو اسے  
کاٹ کر سٹھا لیتے تھیں۔ سرکنڈے کو بعض دیباقتوں میں کچے مکاؤں کی چھتوں کو پائیدار بنانے  
کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔

## وار / پر پڑھتی

پر پڑھتی کمرے کے اندر دیوار کے ساتھ ایک سرے سے دوسرے تک بنائی جاتی ہے اور اس  
پر برقی وغیرہ سہلے جاتے ہیں۔ پر پڑھتی کو پڑھتی، وار سہیل اور ٹانڈ بھی کہتے ہیں۔ بعض گھروں میں  
دو بری پڑھتی بنائی جاتی ہے۔ عورتیں پڑھتیاں مٹی سے تیار کرتی ہیں اور ان پر مٹی ہی سے بھرت  
ہوئے پل بٹے بھی بناتی ہیں۔

## کھاری

ڈھور ڈھوروں کو چادر ڈالنے کے لئے کھاری استمال کرتے ہیں جو کانوں سے بنائی جاتی  
ہے۔ عورتیں سودا سلت لانے کے لئے اور بیکتوں میں کھانا اور دوسری چیزیں پہنچانے کے لئے  
بھی استمال کرتی ہیں۔

## پیرھی اور پڑھا

پیرھی میٹل کے لئے استعمال ہوتی ہے یہ سین اور سوتلی سے بنی جاتی ہے۔ بڑی پیرھی کے  
پچھے پہلا لگا دیا جائے تو اسے پڑھا کہتے ہیں۔ اس کے رنگیں پائے اور رنگیں کڑی کی پشت پناہ اس  
کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ پیرھا دھنوں کے جینز میں اہم چیز بنی ہوئی ہیں۔

## لیکر راجاڑو

بھاڈو گھروں استمال کی اہم چیز ہے۔ یہ کاہی اور ڈوب سے بنایا جاتا ہے۔ کاہی اور ڈوب کے  
تخلے عام طور پر کھیتوں کے کناروں پر خود بخود آگ آتے ہیں۔ دیباقت عورتیں ان کو توڑ کر تنگوں

سے چھلکے آثار دیتی ہیں اور صاف ستھری دہ سے جھاڑو یا بونکر بنا لیتی ہیں جس سے گھر صاف دکھائی دیتا ہے۔

چھٹکا

دیہاتوں میں چھٹکے کا استعمال عام ہے۔ چھٹکا چھت کے ساتھ رسی باندھ کر ٹانگ دیا جاتا ہے۔ اس میں سالن کی بانڈی، دودھ والی دنگلی اور دوسری کھانے کی چیزیں رکھی جاتی ہیں۔

چاٹی، مدھانی اور گھڑتھنی

چاٹی، مدھانی اور گھڑتھنی دیہاتی عورتوں کے روزمرہ استعمال کی اہم چیزیں ہیں۔ گھڑتھنی کڑی کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سادہ بھی ہوتی ہے مگر عام طور پر لوگ رنگین گھڑتھنیوں پر چاٹی رکھتے ہیں۔ چاٹی اور مدھانی دودھ بلونے اور سی بنانے کے کام آتی ہے۔ بڑی بوڑھیاں یا گھر کی بڑی بہن صبح صبح اٹھ کر دودھ بلوتی ہے۔ چاٹی مدھانی اور دودھ بلونے کا ذکر بے شمار گیتوں میں آیا ہے۔

آجی ماڑی تے دودھ پئی رڑکاں

مینوں سارے بٹرویاں بھر دیاں

دھول جانی ساڑی لگی آویں تیری مہربانی

گھڑونجیاں اور گھڑے

دیہاتوں میں پانی پینے کے گھڑے رکھنے کے لئے خاص طور پر کڑی کی گھڑونجیاں بناتی جاتی ہیں۔ یہ زمین سے چند انچ سے لے کر تین فٹ تک اونچی ہوتی ہیں، ان پر رکھے ہوئے عورت سفرے گھڑے دیہاتی عورتوں کی فضا ست کی دیتا ہے جن دیہاتوں میں پانی کی کمی ہے وہاں

عورتیں سروں پر گھڑے اٹھا کر فقہ دور سے پانی بھر کر لاتی ہیں۔ گھڑے کا ذکر بھی لوگ گیتوں میں آیا ہے۔

پانی بھرنی میاں  
ڈھولا گھڑا چکا دے

## کونٹاری (کلباڑی)

کونٹاری کڑیاں چرنے کے کام آتی ہے، مرد گھر میں نہ ہو تو عورتیں خود ہی کڑیاں چلیتی ہیں۔ کلباڑی کے آگے لوہے کا پھل ہوتا ہے اور پیچھے پکڑی کا دستہ۔ چونکہ کلباڑی ہر گھر میں موجود ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کہیں کوئی جھگڑا ہو جائے تو فوجان غصے اور طیش میں آ کر ایک دوسرے پر کلباڑیوں سے وار کرتے ہیں۔

## مٹی کا کام

عورتیں گھر پر استعمال کے لئے مٹی سے کئی قسم کی چیزیں بنا لیتی ہیں۔ دیوانی زندگی میں ہر عورت کا مٹی کے کام سے واقف ہونا ضروری ہوتا ہے، جو عورتیں مٹی سے بنائی جانے والی اہم چیزیں خود نہیں بنا سکتیں انہیں پھوپھو ہڑکھا جاتا ہے۔ مٹی سے بنائی جانے والی چنڈا، ہم جیسری، برہنیں۔

## چلھا سر چلھا

گھروں میں کھانا پکانے کے لئے عورتیں خود چلھے بناتی ہیں۔ چلھے کئی قسم کے ہوتے ہیں جیسے چانواں چلھا، چکواں چلھا، پچا پڑ چلھا، انگیش چلھا وغیرہ۔

## چانواں چلیا

یہ چولہا اس طرح بنایا جاتا ہے کہ جہاں جی چاہے اسے اٹھا کر وہاں رکھا جاسکتا ہے۔

## انگیشی چلیا

یہ چولہا انگیشی نما ہوتا ہے اس میں دیکے کوئلے رکھے جاتے ہیں جو سسوی کم کرنے کے لئے اور بعض اشیاء گرم کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ انگیشی چلیا جو بڑے سائز کا ہوتا ہے کھانا پکانے کے بھی کام آتا ہے۔

## حارہ

یہ ایک گول پیالہ نما چیز ہوتی ہے جس میں اُپے دھکا کر کوئی چیمہ بچنے یا کڑھنے کے لئے رکھ دی جاتی ہے۔

## تندوری

اکثر دیہاتوں میں، انجینس خورد تپاتی ہیں اور گاؤں کی سب عورتیں آٹے کے عرصوں، موٹیاں لگوا کرے جاتی ہیں ایک لیجن عورتیں تندور خود بنالیتی حسین اور کھار عورتیں تندور بنا کر بیچنے کا کام بھی کرتی ہیں۔ پنہاب کی عورت کا تندوری سے گہرا تعلق ہے۔ لوگ گیتوں میں بھی تندور کا ذکر کرتے ہیں۔

تندوری تائی ہوئی آ

کھسان نور کھان موٹیاں

بچھی تسجھان دی آئی بھٹی آ

## بھڑول

یہ ایک تندور نما چیز ہوتی ہے جس کی بلندی تقریباً دو فٹ ہوتی ہے اور دو تین فٹ بھی۔ یہ اناج کو محفوظ رکھنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ بھڑولے کے اوپر کی طرف اناج ڈالنے کے لئے منہ بنا ہوا ہوتا ہے جو بڑھکنے سے بند کر دیا جاتا ہے۔ بڑھکنے کو چاڑھ کہتے ہیں۔ بھڑولے کی انچلی طرف اناج نکالنے کے لئے ایک سوراخ رکھا جاتا ہے جسے اُٹھیا یا آہن کہا جاتا ہے۔ بعض عورتیں بھڑولے کے شکم میں ایک چھوٹی سی بادی بھی نصب کر دیتی ہیں۔

## توا

توا مٹی یا لوسے کا بنا ہوا ہوتا ہے جسے چمچے پر رکھ کر روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔

## کرپٹھی

لوہے کے بڑے چمچے کی شکل کی ہوتی ہے جسے چیزی تیلنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

## پرات

پرات عام طور پر لوسے اور تانبے کی ہوتی ہے جسے کنال کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی اس میں آٹا گوندھا جاتا ہے۔ لیکن ایک پرات گھریسی ایسی بھی ہوتی ہے جس میں عورتیں کپڑے دھو آتی ہیں۔

توسے۔ کوڑھی اور پرات کا گیت

توا پرات پتل دی کر چھی

وسے بدلدان دی جوڑی

جندی ہنسی آں

باپو دے میں جُدی تہنی آں  
 باپو دے میمنوں میں لے دے  
 بیٹھ دی تسی دے شریک دی تسی  
 بھائی چا دے دی تسی جیمنوں میں لے دے  
 میس لے دے

باپو دے میں جُدی تہنی آں

توہرات پتل دی کڑاچیں  
 دے بولداں دی جوڑی  
 باپو دے میں جُدی تہنی آں

میری جھانی بڑی کوپتی  
 شتی کاجنگا دی دے  
 باپو دے کوٹ پلپاں  
 پتر دے بٹے لڑا کے  
 روج لڑاکیاں لڑا دے دے  
 جُدی تہنی آں

باپو دے گل میں میری  
 کھوہ دے کول چچا را پا دے  
 پنڈ دی دشوئی کرنی  
 باپو دے جُدی تہنی آں  
 باپو دے میں جُدی تہنی آں

## چکی

چکی میں آٹا، دالیں اور کئی دوسری اشیا پس جاتی ہیں چکی پینا بڑا محنت طلب کام ہے اور اسی لئے پنہاب کے لوگ گیتوں میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے کہ ساس اپنی بہو کو چکی پینے کے لئے کہتی ہے بلکہ بعض گیتوں میں بہو پر ظلم کرنے کے لئے اُسے ساس چکی پینے کے لئے کہتی ہے اور اگر وہ تھک کر کچھ دیر کے لئے چھوڑ دے تو طعنے دیتی ہے۔ چکی پینا ایک ایسا محنت بھرا قصہ کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے صوفی شعرا نے اپنے اشعار میں چکی کا ذکر کیا ہے۔ گاؤں کی بوڑھی عورتیں مرتے دم تک چکی پینا نہیں چھوڑتیں — لیکن لوگ گیتوں میں چکی کا ذکر عام طور پر بہو کے حوالے سے آیا ہے۔

آپ سر پر لگ لیٹ دی  
سازن مار دی چکی ول سنیتان  
ساتھوں چکی نہیںوں پسیدی  
ہاتے او نہیںوں پسیدی  
چکی تپیں نہ ہرے دیاں جانیاں

آپے چکی پس جاؤگی  
جدوں ڈانگ سماں والی کھڑکی

آدھی راتیں مار چیں  
بہن نشیاں لوک جہیاں ٹپیاں

جدوں سس بینوں ماریا  
میری ٹٹ گئی گئے دی مالا

ہائے سٹھ انوتی چکرا  
ہائے بچھا! کہتے کہتے جہاں

اپے پتا لگ جاؤ گا  
دن چڑھتے توں قید کراؤں

میرا شکہ نہ سوہنے  
دن چڑھتے توں قید کراؤں

## چرخا

پنجاب کے دیہاتوں میں چرخا برنگوں کی بنیادی ضرورتوں کی شمار ہوتا ہے۔ چرخا دراصل سوت کے  
کے کام آتا ہے۔ اس سے چرخا محنت کا سہل بن چکا ہے کسی بڑے سوا یا جہاں عورت کے سینے اور  
مہارت کو پرکھنے کے لئے اس کے کاتے ہوئے سوت کو دیکھا جاتا ہے جس میں ماں کی بیٹی اچھا  
چرخا کاتتی ہو وہ اپنا سرفراز سے بلند رکھتی ہے بلکہ آج بھی بعض قدیم اور دور دورا کے  
دیہاتوں میں لوہی کا رشتہ بپتے یا دیتے وقت اس کے چرخا کاتنے کی مہارت کا تذکرہ  
ضرور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر لوہی کو چرخہ میں چرخا ضرور دیا جاتا ہے اور لوہیاں اپنے بڑے چاہے  
تک اس چرخے کو کاتتی ہیں اور ماں باپ کی فضا کی سمجھ کر سنبھال کر رکھتی ہیں چرخے کی اہمیت  
کا اٹھانا اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے موافق شعرا نے بھی چرخے کا ذکر اکثر کیا  
ہے لوہی گیتوں میں بھی چرخے کو خاص مقام حاصل ہے۔

چرخا میرا رنگلا  
تمہاں کدیاں دیاؤں



لوکیاں چوز کلات رہی ہیں



میرے چہرے دی لکڑی شے کے  
جوگی اتر ہیبا ڈوں آیا

میرا چہرہ غامدی سے پہلے اوتھے  
وہ جتنے تیرے ہی لکڑے

چرخا میرا گھاڑو گھڑا  
نئے میرے بھائی  
پونیاں میراں انگ فی سبیلیاں  
ماہل و قومی مجھ بھائی  
وگ وگ و سہ چمکڑا  
تینوں چریں میں دگایا  
تیری ماہل کھڑا ندی  
ڈھولا وطنان تے آیا

پڑو پی، ٹوپا، دھڑو پا

یہ تین کھڑی یا گھڑے کے برتن ہوتے ہیں جن کی شکل پٹاری جیسی ہوتی ہے جو کہ اوپر سے  
تنگ اور نیچے سے کھلے ہوتے ہیں۔ یہ تینوں برتن ناپ تول کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔  
عقد میں جب ایک دوسری سے چاول، گندم، ہشک یا کوئی ایسی چیز اُدھار مانگتی ہیں تو اس کا  
دفعہ پڑو پی یا ٹوپے کے ذریعے کیا جاتا ہے۔  
پڑو پی سب سے چھوٹی ہوتی ہے۔

پڑو پا اس سے بڑا ہوتا ہے۔ اور پانچ پڑو پیوں کا ایک دھڑو پا ہوتا ہے۔

شائد ہی کوئی گھرا یا ہو جس میں حقہ موجود نہ ہو ورنہ چاہے کسی گھر میں کوئی حقہ پہننے والا ہو یا نہ ہو حقہ ضرور ہوتا ہے۔ جوڑیوں کے لئے حقہ سازہ کرنا اور بھڑنا خدمت میں شمار کیا جاتا ہے۔ گاؤں کی تمام مجلسیں اور اکٹھے حقے کے گرد ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ سے لے کر موت کی پھوڑی تک حقہ ساتھ رہتا ہے۔ بہت سے دیہاتوں میں حقے کی سجادہ پر ڈھیروں پیسے طرح کیا جاتا ہے۔ ٹھنڈا رکھنے کے لئے بہت سے خوشش مزاج لوگ حقے کی ٹڑی پر رس لپیٹ کر اس کے اندر مٹی ڈال کر اس پر جو بھی آگیا لیتے ہیں۔ حقے کی کئی قسمیں ہیں۔ چمڑا، صراحی، جھتی، گھٹے، دلا حقہ، پکڑدار یا پھرواں حقہ۔



شع

## بچوں کے کھلونے

### مٹی کے کھلونے

بعض مائیں اپنے بچوں کو بہونے کے لئے انہیں مٹی کے کھلونے بنا دیتی ہیں۔ بچے خود بھی مٹی سے کھلونے بناتے ہیں۔ عام طور پر مٹی سے اونٹ (اؤنٹ) مچھ (مچھیس) گاں (گائے) ڈھنگا (دبیل) گھوڑا، چھٹکا، مچھنڈا، چکی، بانڈی، ڈوٹی، ڈوٹنی، قرا، چھرا، رچ لھا، پیر، گھاس ہات، مٹالی وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

### سرکنڈوں کے کھلونے

سرکنڈے کے کئی قسم کے کھلونے بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

### گھوڑا یا ڈوڈ

یہ ایک قسم کا کھلونا ہے جو سرکنڈے، دھلگے اور مٹی کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے۔ سرکنڈے کے ساتھ ایک دھاگہ اس صمدت میں بانڈا جاتا ہے کہ دھاگہ کے دوسرے سرے پر ہتھکڑیاں لگا دیں اور اس کے ساتھ ایک دھاگہ لگا دیا جاتا ہے جو بچے پر بچتا ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹی بچیاں گھوڑوں کی آواز پیدا کرتی ہیں۔

### چھٹکا

چھٹنے کو بنانی میں چھٹکا کہتے ہیں۔ سرکنڈوں کی ایک مٹی میں بنا کر اس میں پتھر ڈالی دینے سے جاتے ہیں۔ جسے کانے کے دستے کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے جو بچے پر بچتا ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹی بچیاں

مرکندوں کو چھیل کرائے سے میز کرسیاں، ٹوئیاں، چپا رہا تیاں وغیرہ بناتی اور ان سے کھیتی ہیں۔

چمکی

گیلے مرکندے کی مدد سے چھوٹی سی چکی بنا کر کھیتی ہیں۔

اونٹ کا ماڈل

گیلے مرکندے سے بچے اونٹ کا ماڈل بنا کر اس سے کھینا پسند کرتے ہیں۔



عیدل و کسوتیہ پیچے والی اگلو گھوڑیہ پیر ہے۔

## کچھ کھانے پینے کی چیزیں

- ۱۔ روٹی، مٹھی، روٹی، بستہ روٹی، ٹاپ، گوگی، بُجئی، مٹھی، مٹھی، دوڑ، پراٹھ، بھجی،  
مردانی روٹی۔ مکئی کی روٹی، باجرے کی روٹی، سببک کی روٹی، چاولوں کی روٹی،  
پوٹھے، پوڑیاں۔
- ۲۔ چوری، چورمان، ٹھکان۔
- ۳۔ پنچیری، پھلیا، ڈال، نھا ستاد نھا ستہ۔
- ۴۔ پٹیاں، بُجکا۔
- ۵۔ مردانا، گجک، چیرہ۔
- ۶۔ سیویاں، پٹا سیویاں، پھینیاں، مردانی سیویاں۔
- ۷۔ چاول، نہروہ، مٹھن، چاؤ، بھیر، کھوڑی، پٹیا، آت، بھجیا۔
- ۸۔ بھنڈا، مزادوں پر دیگ میں پچی ہوئی ڈال کر روٹی پسک کر ختم کیا جاتا ہے۔ اس  
کھانے کو بھنڈا کہتے ہیں۔
- ۹۔ گوجی / تریوڑ، لسی کے گلاس میں گائے بھینس وغیرہ دوہنے ہوئے دودھ کی پہلی  
دھاریں مار کر بنایا ہوا مشروب۔
- ۱۰۔ کابھی، لانی، گاجروں میں مصالحے اور پانی ملا کر بنایا ہوا نمکین اور تیز مشروب۔
- ۱۱۔ بوہلی، بوہو، تازہ ٹوٹی ہوئی گائے بھینس وغیرہ کے پھلے دونوں دونوں کا قند جس میں  
گڑا ڈال کر کاڑھ لیا جاتا ہے۔
- ۱۲۔ شربت - ۱۳۔ سردابی - ۱۴۔ لسی، کچی لسی، مٹھی لسی





## ایک طویل گیت

پنجاب کے علاقوں میں کچھ عرصہ خانہ بدوشوں جیسی زندگی بسر کرنے کے بعد اب جب میں کوئی ایک تاثر مرتب کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے پنجاب ایک طویل لوک گیت ہے جو میری پیدائش سے پہلے شروع ہوا اور موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ جب بھی میں کسی سے کہتا ہوں کہ پنجاب ایک طویل لوک گیت ہے تو مجھے وہ کہانی یاد آجاتی ہے جو آج تک دنیا کی طویل ترین کہانیوں میں سرفہرست ہے۔ ایک بادشاہ نے مشروطہ عائد کر رکھی تھی کہ کوئی اسے ایسی کہانی سنائے جو کبھی ختم نہ ہو، بہت سے لوگ اسے ادا نام ہو کر زندگی سے تھکے دھو بیٹھے لیکن ایک بڑھیا نے کہانی یوں شروع کی۔

ایک گندم کا گودام تھا ہر سال اس میں نئی گندم آجاتی۔ پانے سال کی گندم ختم ہوتے ہی بلکہ ختم ہونے سے پہلے ہی گودام نئے سال کی گندم سے بھر جاتا۔ ایک چڑیا روشندان کاغذ آتی اور گندم کا دانہ اٹھا کر لے جاتی۔ ہر روز وہ یوں ہی کرتی۔ پانی گندم ختم ہو جاتی تو نئی گندم آجاتی۔ اور وہ چڑیا نہ جانے کب سے اب تک اسی طرح کر رہی ہے اور یہ کہانی جاری ہے۔ سو یا ہوا بادشاہ جب بھی آنکھ کھولے ہے۔ قریب میٹھی بڑھیا کہتی ہے چڑیا آئی روشندان پر میٹھی پھر اندر آئی دانہ اٹھایا اور چلی گئی۔ بادشاہ کی آنکھ لگ جاتی ہے۔ بڑھیا چپ ہو جاتی ہے۔ جو پہلی بادشاہ کی آنکھ پھر حرکت کرتی ہے بڑھیا کہتی ہے چڑیا آئی۔ روشندان پر میٹھی۔ اور یہ کہانی یوں ہی جاری رہتی ہے اور جاری رہے گی۔

پنجاب بھی ایک ایسا ہی طویل لوک گیت ہے جو جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اس گیت میں چمنے کی گھون گھون اوم کے طور پر ابھرتی ہے ایک لڑکی کا تنا چھوڑتی ہے تو

دوسری کا تنا شرعاً کر دیتی ہے۔ میں کہتا ہوں جب تک چاند پر چرخا کا تنے والی بڑھیا تھک نہیں جاتی پنجاب کی لڑکیاں چرخا کا تنہی نہیں گی کیونکہ بزرگ کہتے ہیں۔ اللہ چرخا کا تنے کے عمل کو پسند کرتا ہے۔ یہ زندگی کے عمل کا استعارہ ہے۔ اس لئے پنجاب کے صوفی شعرا کے ہاں چرخا مقبول استعارہ اور علامت ہے اور کائنات عبادت اور ریاضت میں مشاغل ہے جب لڑکیاں چرخا کا تنہی ہیں اور کبھی کبھی جگلاتا (رت جگا) کر کے ساری ساری رات چرخا کا تنہی ہیں تو صرفیہ کو یہ عمل بہت پیارا لگتا ہے۔ ایسے موقعوں پر وہ دوسری لڑکیوں کو بھی طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اب کاتو، وقت مت گنوا، یہ وقت پھر اتھ نہیں آئے گا۔

چرخے کے حوالے سے زندگی کے تمام پہلو زیر بحث آ جاتے ہیں، چرخا کا تنا اور اصل زندگی بسر کرنا ہے۔ ہمارے لوگ گیتوں میں چرخے کی سہاوا کا ذکر بھی بار بار آتا ہے اور وہ لڑکی زیادہ اہم خیال کی جاتی ہے جس کا چرخا زیادہ خوب صورت ہو تا ہے، چرخے کی خوب صورتی ایک طرح سے ریاضت اور عبادت کے لئے خواہش اور نیک نیتی کی نشانی ہے۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ کائنات کی تخلیق کا عمل بھی چرخا کا تنے کے عمل سے مماثلت رکھتا ہے اور چرخا اس قدر مکمل اور بھرپور استعارہ اور علامت ہے کہ زندگی اور عمل کے لئے اس سے بڑی علامت اور استعارہ اور کوئی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پنجاب اگر ایک طویل لوگ گیت ہے تو چرخا اس لوگ گیت کا نغمہ ہے اور چرخے کا رزم اس لوگ گیت کے لہجوں میں نکھار اور دوام پیدا کرتا ہے۔ شاید اس لئے چرخا میری کمزوری ہے۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ چرخے کے حوالے سے زندگی کے تمام موضوعات زیر بحث آ جاتے ہیں۔ مثلاً لڑکیاں غنیمت سے کہتی ہیں کہ ان کا چرخا ان کے بھائی نے گھڑا ہے (جنا ہے) بھائی کی محبت بہادری سے محبت ہے وہ بہادری جو لڑکی کی حفاظت کرتی ہے وہ لڑکی جو ماں ہے، یہی ہے، انیس ہے، موطی ہے۔ میں نے تو دوسرے استعمال کی چیزوں کے باب میں چرخے کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ شادی کے وقت لڑکی کو والدین جو چرخا جینز میں دیتے ہیں لڑکیاں انہیں ساری زندگی سنبھال کر رکھتی ہیں اور عام طور پر اپنی بیٹیوں کو جینز میں

دے دیتی ہیں۔ یہ چرخا نہیں بلکہ محنت، عبادت اور ریاضت کا وہ تصور ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے اور ہر کیفیت کا ترجمان ہے۔ سب چیزیں اس کی طرف پلکتی ہیں۔ پنجاب کے دریا۔ اس چرخے کی تشدد ہیں۔

چرخا میرا مائٹنگا

تند کوڑھاں دریاؤں

لبس تشدد، دریا کی حیثیت اور روحانی کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ دریا جو اس طویل لوک گیت کے کردار ہیں جسے میں نے پنجاب کہا ہے درخت بوڑھے ہو جائیں تو ان کی ٹکڑی سے چرخا اچھا بنتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے۔ لہذا چرخا وجود میں آنے سے پہلے ہی درخت کی صورت میں طویل ریاضت کے عمل سے گزرتا ہے تب کہیں اس کا وجود قیام میں آتا ہے اور یہ وہ ریاضت ہے جو صوفیائے عمل اور ریاضت سے مماثلت رکھتی ہے۔ پنجاب ایک ایسا طویل گیت ہے جس کے کئی موڑ ہیں اور ان سب پر صوفیاء موڑ غالب ہے جو محروقی میں قیام اور ریاضت سے بے کمرچرخے کی گھون گھون تھے تب پاتا ہے۔ اس میں بایا فریے شکر گنج اور داتا گنج بخش کے ماسنوں کی گرمی شامل ہے۔ ٹیپے شاہ، وارث شاہ، غلام فرید، پھل اور دلو کی آوازیں گونجتی ہیں۔ یہ سب اس لوک گیت کی ہیئت اور مزاج کے حصے ہیں اور چرخا کا تعلق ہوتی لڑکی ایک رابطہ ہیں ہے اس لئے تو وہ اس لوک گیت کے مدار سے حواسے جلا کرتی ہے اور کہتی ہے۔

میرا سہل چرخا دوتھے

دے جتھے تیرے بی دگدے

یہی اس طویل لوک گیت کا دوسرا اہم اور بڑا کردار ہے جس میں نے پنجاب کہا ہے۔ یہی بھی محنت اور ریاضت کا استعارہ اور علامت ہے بلکہ بی کے آگے جتھے ہوئے ہیں اس Feroz کی نشاندہی کرتے ہیں جن کا تعلق جذبات سے ہے چاہے یہ جذبات محبت کے ہوں یا نفرت کے۔ بی سے پیداوار کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ بی وہ ہتھیار ہے جو حرمت کے خلاف جہاد کے لئے استعمال ہوتا ہے

اور تیس کی خوشحالی کے ساتھ ساتھ انسانیوں کی خوشحالی کا موجب بنتا ہے یہاں وہ ہے کہ ان چلانے والا فوجی سب کو پایا لگتا ہے اور اس لئے چرخا کاتنے دالی لڑکی میں بل چلانے والے کو یاد کرتی ہے لہذا بل اور چرخے کا تعلق زندگی کے رویوں کا تعلق ہے اور یہ دویئے پنجاب کے لوگوں کی غربت، خوشحالی اور دوسرے ادبی پہلوؤں کو زیر بحث لاتے ہیں یہ بحث طویل لوک گیت (پنجاب) کا حصہ ہے اس لوک گیت کے بول چرخے کی تندرست اور چرخے کی تندرست لوک گیت سے زیادہ ملتا ہے اور لوک ساز گلگ کی تار اس تندرست کا حصہ ہے جہیں تو گلگ ہے انکا راجہ کہتے ہیں ہمارے صوفی شعراء اور لوک فنکاروں کا محبوب ساز ہے گلگ کی ایک تار پنجاب کے عوام کے نظریئے کی ترجمانی کرتی ہے اس تار کی گونج میں وہ اشد ہو۔ اشد ہو کرتے ہیں اور یہ ایک تار وہ تار ہے جہاں بہت سی تاریں ایک ہو جاتی ہیں۔

---

جب میں اپنے تجربات کو کتابی صورت میں سمیٹ رہا تھا تو کہ موضوعات پر گفتگو کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ان احباب نے گفتگو میں حصہ لیا جس کے لئے میں ان کا بے حد ممنون ہوں۔

رشیدہ بیگم، مناد عفتی، منجھو ملک، شورش ملک، تنویر بھٹانی  
عطال الحق قاسمی، شامین مظہر، ڈاکٹر سفید بھٹو، اجالہ جیدی اور پنجاب کے عوام



OT-CS-788-oi

SERIES "CULTURAL SURVEY"

C IFH 1978

Chief Editor : Uxi Mufti

Author : Mazhar-ul-Islam

Photographs : Uxi Mufti

Mazhar-ul-Islam

Title : Farooq Qaiser

Calligraphy : M. Aslam Cheema

First published 1978 by Institute of Folk  
Heritage, Islamabad.

*All rights reserved*

No part of this book may be reproduced in  
any form, by mimeography or any other means,  
without permission in writing. For information  
address Publication Section, Institute of Folk  
Heritage, P.O. Box 1184, Islamabad-Pakistan.

Printed by Allied Press, 26-The Mall, Lahore.



**IFH**

### **Lok Panjab**

**Lok Panjab :** "The Ways of the people of Panjab" is a reconstruction of cultural and social milieu, the most populous province of Pakistan and encompasses habits, folk tales, proverbs, figures of speech, romance and stories of miracles performed by Sufis and Saints. This is the first study in Pakistan from a national stand point and presents a composite picture on Oral Traditions. To produce this book Mr. Mazharul Islam followed the tracks of Heer Ranjha and other romances with the Mobile Unit of the National Institute of Folk and Traditional Heritage.